مرقعه عبرت

ISLAM DS475.2 S25 B55 189
1880z

00125934 2

فاعتبروا یا اولی الابصار

سوانح عمری نواب سر سالار جنگ مرحوم مؤلفہ جناب مولوی سید حسین صاحب
بلگرامی بی۔ اے۔ معتمد متفرقات سرکار عالی موسوم بہ

[illegible]

جس کو جناب مولوی مہدی حسن صاحب ناظم
دیوانی حیدرآباد نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا

در مطبع [illegible] طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنم ایزد پاک را
کہ گویا و بینا کند خاک را

اس کتاب مین ہز اکسلنسی نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک جی سی ایس آئی ڈی سی ایل فردوس آرامگاہ کی سوانح عمری کا ذکر ہے ۔

یہہ مرحوم نواب میر محمد علیخان مرحوم ملقب بہ شجاع الدولہ کے فرزند ارجمند تھے نواب میر محمد علی خان بہادر بڑے صاحبزادے نواب منیر الملک کے اوس عقد سے تھے جو نواب میر عالم مرحوم سید ابو القاسم کی دوسری دختر نیک اختر کے ساتھہ سنہ ۱۸۰ع مین ہوا تھا میر محمد علیخان سر سالار جنگ شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان مرحوم مختار الدولہ کی صاحبزادی کے ساتھہ ہوئی تھی یہہ صاحب آخر الذکر سید جعفر رضوی نیشاپوری ایرانی کی اولاد مین تھے ۔ اس شادی ثمر نواب میر تراب علی خان

سر سالار جنگ مرحوم سے جو دوسری جنوری سنہ ۱۸۲۹ع کو پیدا ہوے اور حالات کے بیان سے پیشتر مناسب ہے کہ میر عالم اور منیر الملک اور سراج الملک کے خاندان کی مفصل کیفیت لکہی جاے۔

اس خاندان کی ابتدا حضرت شیخ اویس قرنی رحمۃ اللہ سے ہے جو ایک نامی گرامی بزرگوار مدینہ منورہ کے تہے۔ شیخ موصوف سے نواب میر لایق علیخان بہادر دام اللہ اقبالہ صاحبزادہ اکبر مرحوم تک چہتیس پشتین گذری ہین۔ شیخ اویس ثانی جو نوین پشت مین گزرے ہیں وہ مدینہ منورہ مین اوقاف کے متولی تہے۔ اونہون نے اپنے صاحبزادے شیخ محمد علی کو ساتہہ لیا اور ترک وطن کرکے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور آخر الامر زمانہ سلطنت علی عادل شاہ (سنہ ۱۶۵۶ع یا سنہ ۱۶۷۳ع) مین بمقام بیجاپور سکونت گزین ہوے۔ شیخ محمد علی نے ملا احمد نائب کے خاندان مین شادی کی جو دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تہے۔ بادشاہ نے شیخ محمد علی مرحوم کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اورنگ زیب کی سلطنت کے آٹہوین سال مین مغلون نے بہ سرکردگی راجہ جے سنگ بیجاپور پر حملہ کیا۔ علی عادل شاہ نے ملا احمد کو راجہ کے پاس بہیجا کہ چند امور کا تصفیہ کرکے

صلح کرین۔ سنہ ۱۰۷۶ھ مطابق سنہ ۱۶۶۵ء مین ملّا احمد راجہ کے خیمہ گاہ مین جب
پہونچے تو اپنے فرایض منصبی کو بھول کر اپنے آقا کو چھوڑ دیا اور ملازمت
شاہنشاہی مین داخل ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ سے اونکو ایک فرمان کی بموجب
چھہ ہزار پیادہ اور چھہ ہزار سوار کی سرداری اور دو لاکھہ پچاس ہزار روپیہ نقد
مرحمت ہوا۔ راجہ کو یہہ بھی حکم ہوا کہ ملّا احمد کو امید دلائین کہ جب وہ باریاب
دربار شاہی ہون گے تو اونکو اور اعزاز مثل خطاب سعد اللہ خان یا امرکو کی
عہدہ جلیلہ مرحمت ہوگا۔ ملّا احمد نے آخر احمد نگر مین انتقال کیا اور اون کے
صاحبزادے محمد اسد دربار شاہنشاہی کی باریابی سے نوین سال جلوس
مین مشرف ہوے۔ اور خطاب بہرام خان کے ساتھہ پندرہ سو پیادہ اور سو
سوارون کی افسری پائی۔

ملّا احمد کی صاحبزادی سے شیخ محمد علی کے دو لڑکے ہوے ایک کا نام شیخ محمد باقر
اور دوسریکا نام شیخ حیدر تھا۔ علی عادل شاہ نے محمد باقر کو اپنا میر سامان
اور شیخ حیدر کو مستوفی الممالک مقرر کیا۔ سلطنت بیجاپور مین ایک امیر با توقیر
علی خان نام تھے اونکی دو بہنین تھین ایک کی شادی شیخ محمد باقر کے
ساتھہ ہوی اور دوسری کی ملا یحیی عرف مخلص خان عالمگیری کے ساتھہ ہوی

یہہ ملا احمد کے چہوٹے بہائی تھے - شیخ محمد باقر اور شیخ حیدر زمانہ اسکندر عادل شاہ تک سلطنت بیجاپور مین رہے - اس بادشاہ کے وزیر کی بدسلوکیون سے انہون نے سلطنت مغلیہ مین نوکری کی درخواست کی - وہان سے شیخ محمد باقر کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری اور شاہجہان آباد اور کشمیر کی دیوانی کا خلعت مرحمت ہوا - اور شیخ حیدر کو پندرہ سو پیادہ اور تین سو سوار کی افسری اور شاہزادہ محمد اعظم کو فوج مین دیوانی فوج کا عہدہ عنایت ہوا اسد خان وزیر اعظم اور اون کے صاحبزادے ذوالفقار خان مخاطب بہ امیر الامرا اور دیگر بہت سے امرائے درباران دونون بہائیون کو دوست رکہتے تھے - شیخ محمد باقر نے بوساطت اسد خان بادشاہ سے درخواست کی کہ اونکا تبادلہ ملک دکن مین کیا جاوے - چنانچہ وہ دیوان تل کوکن مقرر ہوے جو ابتدائً نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت حکومت تھا - جب پیرانہ سالی کا زمانہ آیا تو انہون نے نوکری چہوڑکر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی اور وہین سنہ ۱۷۱۵ع مین انتقال کیا - اون کی تصانیف مین سے یہہ دو کتابین بہت مشہور ہین (۱) علاقۃ الزمن جو علم بلاغت مین ہے (۲) مباہاتہ الاقران جس مین چند مشکل اصول فلاسفہ کی بحث ہے

ان بھائیون کی وفات کے بعد مولانا محمد فصیح تبریزی نے ان کتابون کا
نام بدلکر (روضۃ الانوار اور زبدۃ الافکار) رکھا۔

شیخ محمد تقی صاحبزادہ شیخ محمد باقر کو تین ہزار پیادون کی افسری زمانہ اورنگ زیب
مین اور پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوارونکی افسری زمانہ بہادر شاہ مین رہی
یہ اوس جزیہ کے منتظم تھے جو فرخ سیر نے ہنود پر اورنگ آباد مین لگایا
تھا۔ نظام الملک آصفجاہ نے اپنے زمانہ وزارت دکن مین انکو اپنے تمام
قلعہ جات کی فوج کا افسر اعلی بنایا تھا اونہون نے سنہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۲ع
مین انتقال فرمایا اونکے صاحبزادے شمس الدین محمد حیدر سنہ ۱۱۱۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۱ع
مین پیدا ہوے۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اونکو نہایت کم عمری مین
سو پیادون کی افسری پر مامور کیا۔ جب یہ جوان ہوے تو آصفجاہ نظام الملک کے
حضور مین حاضر کئے گئے اونہون نے انکے منصب کی ترقی کرکے دو سو سوارون کا
افسر کردیا اور فیل خانہ اونکے سپرد کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد یہ تین سو
پیادون کے افسر ہوگئے۔ جب نظام الملک دکن سے دہلی تشریف لیگئے تو یہ
عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے۔

نادرشاہ کے حملہ کے بعد انکی افسری پانسو فوج کی ہوگئی اور انکو خطاب حیدر یار خان عطا ہوا

صفجاہ نظام الملک کو ان پر اسقدر اعتبار تہا کہ جب وہ شاہنشاہ کے حضور مین
حاضر ہوتے تو یہہ اور درگاہ قلی خان ہمیشہ موجود رہتے - جب نظام الملک
دہلی سے واپس تشریف لائے اور بعد گرفتاری ناصر جنگ کے
جو فتح ترچناپلی کے بعد دوسری دفعہ اور وزارت مظفر جنگ مین تیسری
دفعہ ہوئی انکا منصب بڑہتے بڑہتے پندرہ سو پیادہ اور پانسو سوارونکی افسری
تک پہونچگیا - آخر کار نظام صلابت جنگ کے عہد مین انکو پانچ ہزار پیادہ
اور چار ہزار سوارونکی افسری ہوگئی اور علاوہ اسکے خلعت پالکی اور نشان
و نوبت عنایت ہوا اور منیر الدولہ شیر جنگ کے خطاب سے ملقب ہوے
اور پہر انکو اسی عہد مین سات ہزار پیادہ اور سات ہزار سوار کی افسری
کے ساتہہ منیر الملک کا خطاب عنایت ہوا - اور منتظم اعلی امور خانگی کے مقرر
ہوے اسکے بعد یہہ دیوان سلطنت اور آخر الامر صوبہ جات دکن کے دیوان
مقرر ہوے رکن الدولہ کے انتظام سے پہلے کل امور سلطنت بمشورہ منیر الملک
ہوتے تہے اور نظام علیخان بہادر کے عہد مین گو بہ سبب پیرانہ سالی کے نواب
موصوف نے امور سلطنت سے کنارہ کشی کی تہی تاہم امور اعظم سلطنت انہین کے
ہاتہہ مین تہی تمام نزاعین جو اور سلطنتون سے تہین در نظام دکن کے صاحبزادے محمد علی والاجاہ

کی بغاوت کا تصفیہ انہین کی حکمت عملی سے ہوا تہا - جب بوجہ پیرانہ سالی
محنت کے کامون سے یہہ معذور ہو گئے تو گوشہ نشینی اختیار کرکے اورنگ آباد
مین سکونت پذیر ہوے - لیکن نظام الملک کی خواہش کے بموجب اہنون
نے اُس شہر کی نظامت قبول کی اور پانچ سال تک بقیہ عمر اپنی وہان عدالت
گستری اور غربا نوازی مین بسر کی - ١١٨٩ھ ہجری مطابق ١٧٧٥ع مین اٹہتر
برس کے سن تک پہونچکر انتقال فرمایا — دربار نظام علیخان کے امرا انکی
بڑی عزت کرتے تہے اور رکن الدولہ اونکو مثل اپنے بزرگ کے سمجہتے تھے
اور بجاے خط کے اونکو عرضی لکہتے تھے - یہہ بہت فیاض رحیم بہادر اپنے دوستون
پر مہربان اور غریبون کی پرورش کرنے والے تھے - اونکے دو صاحبزادے
تھے بڑے کا نام صفدر خان غیور جنگ اور چہوٹے کا نام تقی یار خان بہادر
ذوالفقار جنگ تھا - چہوٹے صاحبزادے اپنے والد کے انتقال کے
سات برس کے بعد راہی ملک بقا ہوے - بڑے صاحبزادے کی
تاریخ ولادت چوبیسوین جمادی الآخر ١١٢٥ھ ہجری مطابق ١٧١٣ع تھی -
نظام الملک اول کے عہد مین نواب محمد صفدر خان مرحوم کو دو سو کا منصب تھا
اور نائب داروغہ فیلخانہ کا عہدہ رکہتے - جب مظفر جنگ صوبہ دار دکن ہوے تو

نواب موصوف کو تین ہزار پیادے اور چند سو سوار کی افسری ملی اور خطاب خان سے ملقب ہوے - عہد صلابت جنگ مین اولاً وہ کوتوال اورنگ آباد مقرر کیے گئے - بعد ازان اور مراتب اعلیٰ پر فایز ہوے یہانتک کہ تین ہزار پیادے اور دو ہزار سوارون کی افسری اور نشان و نوبت و خطاب بہادر سے مشرف ہوے - سنہ ۱۱۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۰ع مین خطاب غیور جنگ بہادر اشجع الدولہ اور خلعت و پالکی عنایت ہوا اور اونکی فوج کی تعداد چار ہزار پیادے تک بڑہادی گئی - تہوڑے دنون مین اونکو ایک ایسی فوج کی افسری ملی جسمین پانچ ہزار جوان پیادہ اور چار ہزار سوار تھے - سنہ ۱۱۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۶ع مین نواب موصوف کو اشجع الملک کا خطاب عنایت ہوا اور صوبہ جات دکن کے دیوان مقرر ہوے -

اٹھوین صفر سنہ ۱۲۰۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۰ع مین اونکو خطاب خان خانان عنایت ہوا اوسی سال کی چودہوین شعبان المعظم کو مقام بنگل مین جہان نظام علیخان بہادر مع اپنی فوج کے خیمہ زن تھے انتقال فرمایا -

نواب موصوف الذکر نے اپنی اون بی بیون سے جو درگاہ قلی خان سالار جنگ کی صاحبزادی تہین چار لڑکے چہوڑے - اور اونکی تمام جایداد جسمین بہت

سے جاگیری مواضع تھے ان چارون صاحبزادون مین بالمساوات تقسیم ہوے

ان چارون کے نام اور انکے حالات ذیل مین بیان ہوتے ہین۔

محمد تقی خان اکرام الملک قوی جنگ یہہ نظام علیخان بہادر کی سرکار مین اعلی منتظم امور خانگی تھے۔ انہون نے چودہوین جمادی الثانی ۱۲۱۳ھ ہجری مطابق ۱۷۹۸ء مین انتقال فرمایا۔

حسن رضا خان شوکت الدولہ منیر جنگ یہہ اولاً شاہی باورچیخانہ کے منتظم تھے اور پھر اورنگ آباد کے گورنر ہوگئے۔ انہون نے ۲۴ شعبان ۱۲۱۶ھ ہجری مطابق ۱۸۰۱ء مین انتقال فرمایا۔

تیسرے صاحبزادے جن سے موجودہ نسل قایم ہوی علی زمان خان حیدر یار خان غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک ثانی تھے۔ یہہ پانچ ہزار پیادے اور تین سو سوارون کے افسر تھے۔ علاوہ اسکے انکو نشان و نوبت و پالکی کا خلعت تھا اور صوبجات دکن کے دیوان تھے۔ جب غلام سید خان ارسطو جاہ دربار پونا کو بھیجے گئے تو حضور نے اپنی دربار کا کاروبار اور نگرانی افواج انہین کے سپرد کی اونکی وفات کے بعد انکے بڑے صاحبزادے کو یہی خطاب دیے گئے اور وہ منیر الملک ثالث ہوے۔ انکے والد کی وفات کے بعد انکی شادی میر عالم

سید ابوالقاسم امرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی - اس شادی کے رسوم نہایت دہوم دہام اور عظم و شان کے ساتھ ہوے -
عین شادی مین حضور پرنور نظام علیخان بہادر ایک دمین دو دفعہ شریک ہوے اور دولہا اور دلہن کو بہت سے زیورات بیش بہا عنایت فرمائے -
۱۱۹۹ھ مین ان بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا اور منیر الملک نے اونکی دوسری ہمشیر کے ساتھ عقد فرمایا جنسے کئی اولادین ہوین -
رضا باز خان منیر الملک منیر الدولہ حسام جنگ ماتحتی مین سلیمان جاہ بہادر کے داروغہ فیلخانہ جات تھے - اور پایگاہ غلام سعید خان مین بہی انکی ملازمت تہی انہون نے لاولد انتقال فرمایا -
میر عالم (نواب سالار جنگ) مرحوم کے پرنانا سادات شوستری ملک ایران کی نسل مین سے تھے - اونکے والد سید رضا مرحوم بڑے عالم جید تھے ونکی تصنیف سے اکثر کتابین علم ادب مین ہین جو مسلمانون کے مطبوع ہین - یہ اپنے شباب کے عالم مین ہندوستان آئے اور یہان کئی سال حیدرآباد مین رہے جہان نظام علیخان مرحوم نے اونکو جاگیر عنایت فرمائی - مشہور ہے کہ ہر شنبہ کو حضور پرنور کی ملازمت سے فیض یاب ہوتے تھے - اور حضور اسقدر مہربان

تھے - کہ ہر دفعہ ایک شخص کی سفارشش مین کامیاب ہوتے - اور اس
وجہ سے سہ شنبہ کے روز صدہا سفارش خواہون کا مجمع انکے ہان ہوتا تھا۔
لوگ کہتے ہین کہ یہہ صرف اوس شخص سے وعدہ سفارشش کا کرتے جو سب
سے پہلے ان کے پاس پہونچتا - حیدرآباد مین ان کے بڑے صاحبزادے
سید ابو القاسم میر عالم ۱۷۵۲ء مین پیدا ہوے - اون کے دوسرے
صاحبزادے سید زین العابدین نے ابتداے عمر مین حیدرآباد کو ترک کر دیا
اور ہمیشہ سلطان ٹیپو کے دربار مین رہے - میر عالم مرحوم نے عمدہ تعلیم
پائی تہی اونکی لیاقت اور ذہانت جو آخر مین بہت مشہور ہو گئی ابتداے
سن سے ظاہر ہوتی تہی - جب اون کے والد کا انتقال ہو گیا تو انکو اعظم
الامرا نے اپنے ساتھ رکھا - جب مسٹر جانسن ۱۷۸۴ء مین حیدرآباد آئے
تو میر عالم مرحوم درمیان وزیر اور سفیر انگریزی کے وکیل تھے - ۱۷۸۶ء مین
انکو دو لاکھ روپیہ خرچ سفر اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی اور نظام دکن
کی طرف سے کلکتہ بہیجے گئے - اس سفر سے معاودت کے بعد خطاب میر عالم
عطا ہوا - جب سلطان ٹیپو نے ۱۷۹۱ء مین صلح کی درخواست کی
تو میر عالم تجاویز پیش شدہ پر گفتگو کرنے کے لئے لارڈ کرانیول

کے خیمہ گاہ مین بہیجے گئے - ایک خط مین لارڈ موصوف نے حضور پر نور کو
لکہا کہ میر عالم کی سفارت سے وہ نہایت خوش ہوے - اونہون نے
لکہا کہ چونکہ مجہے ملاقات سابق کے سرت میر عالم سے حاصل تہی اور اوسوقت
انکی عمدہ لیاقتون اور صفات حمیدہ پر حضور پر نور کے ساتہہ انکی خیرخواہی اور
اونکی اوس سچی خواہش پر کہ سرکار کمپنی اور گورنمنٹ نظام کے مابین دوستی کی ترقی
ہو مجہے پورا یقین تہا لہذا مجہکو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ نے میر عالم کو معتمد
منتخب کرکے اونکو اختیارات دیے کہ آپکی طرف سے اوس مجلس عالیشان مین شریک
ہون جو ہر ایک فریق متعلق کے دعاوی کی تحقیقات کے لیے اور اون شرائط صلح
پر مشورہ کرنیکے لئے جو مفید ہون اور خلاف شان نہون جمع ہوگی -
جسوقت سے یہ آئے ہین اہنون نے اپنی روش سے ثابت کردیا کہ آپنے
یہ انتخاب انکا نہایت عاقلانہ کیا - اور میرے خیال سابق کو کہ آپکی گورنمنٹ
کے نہایت خیرخواہ ہین اور انکی دلی خواہش ہے کہ ہم دونون مین استحکام و
ترقی محبت ہو مضبوط کردیا - اور اس وجہ سے مجہے انکے آنے سے نہایت اطمینان
ہوا دوسری جگہہ لارڈ کرانول لکہتے ہین (باستثناء اسکے کہ فوجی معاملات سے
ناواقفی ہے اور باتون مین یہ بہت قدر کے لایق ہین - انکی تمام سفارت پر لیاقت

کر کے اور اس امر کو ملحوظ کر کے کہ انکو میرے یقین مین ہیچی دوستی ہماری گورنمنٹ سے
ہے۔ اگر میری راے پوچہی جاتی تو غالب ہے کہ مین دربار کے لوگون مین اُن سے
بہتر کسی دوسرے کو منتخب نکر سکتا۔

یہ فتح سرنگاپٹن کے بعد سنہ ۱۷۹۹ء مین ہوی۔ جب میر عالم جو اُس فوج مین افسر
اعلی فوج آصفیہ کے تھے حیدرآباد کو واپس آئے تو اونکی بڑی عزت ہوی
حضور پرنور نے اپنا خاص ہاتہی میر عالم کے لیئے کو بہیجا اور تمام اراکین سلطنت
اور امراے حیدرآباد کو حکم کیا کہ پانچ یا چہہ میل شہرپناہ سے باہر جا کر میر عالم کا
استقبال کرین اور اونکو نہایت شان و شوکت سے شہر مین لائین۔

اونکی کامیابی کے وجہ سے اُنکے بہت دشمن ہو گئے اور تہوڑے ہی دنون کے
بعد غلط اور خلاف واقع الزامات کے بابت ایک قلعہ مین جو حیدرآباد کے
قریب ہے یہہ قید کیئے گئے لیکن بہت جلد رہا ہوے اور اعظم الامرا کی
وفات تک جو سنہ ۱۸۰۴ء مین ہوی یہہ خانہ نشین رہے اور اوسکے بعد پہر
وزیر ہوے۔ انہون نے اپنی فارسی خطوط کو بطور کتاب جمع کیا اوسکا نام انشاء
عالم رکہا۔ یہہ خطوط اعلی درجہ کی انشاء پردازی کا نمونہ ہین لیکن یہہ کتاب
طبع نہین ہوی۔ ایک اور تاریخ کی کتاب مسمی بہ حدیقۃ العالم بہی انہین کی

مشہور ہے - یہ دکن کی تاریخ ہے اور مرزا عبد اللطیف خان شوستری نے اوسکو اونکے نام سے تالیف کیا - یہہ نہایت خوش مزاج اور شگفتہ رو آدمی تھے - صحت اونکی ہمیشہ خراب رہتی تھی - انگریزون کے ساتھہ جو انکا ربط مشہور تھا تو اس وجہ سے اونکے دشمن اور بہی زیادہ تھے - اوس روپیہ سے جو انعام فتح سرنگ پٹن کی بابت اونکے حصہ مین پڑا تہا اونہون نے قریب حیدرآباد ایک تالاب بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے اور سواے پٹن اور پونا اور اورنگ آباد کے سرکون وغیرہ پر مسافرون کیلئے قیام گاہین بنوائین ہین - اونکے زمانہ وزارت مین جب قحط پڑا تو اونہون نے یہ انتظام کیا کہ غلہ خرید کیا جاتا تہا اور ارزان نرخ پر غربا کے ہاتھہ فروخت ہوتا تہا - اونکا قاعدہ تھا کہ دو سو فقرا کو اپنے ذاتی باورچیخانہ سے کہانا کہلواتے تھے - میر عالم کے انتقال کے بعد انکے داماد منیر الملک وزیر ہوئے لیکن اونکی وزارت ایسے شرایط کے ساتھہ ہوئی کہ درحقیقت انکو کچھہ اختیارات نہ تھے - اوس زمانہ کے صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے اصل اختیارات سلطنت راجہ چندولعل پیشکار کے ہاتھہ مین تھے - دوسرے عقد سے منیر الملک کے کئی لڑکے تھے - بڑے کا نام محمد علی شجاع الدولہ تہا اور دوسرے چہوٹے

نام غلام علیخان سراج الملک ۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ نواب محمد علیخان شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی ۔ یہہ صاحب ایک معزز رئیس خاندان سادات نجف تلک ایران مین سے تھے ۔ اس عقد سے فخر خاندان و مسلمانان ہند نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ پیدا ہوے ۔

اونکی ابتدائی تعلیم کچھہ نہین ہوئی کہ جسکی وجہ سے کہا جاتا کہ وہ ایسے اعلی عہدہ کے لایق ہوے جسکو اپنی عمر کے آخری ۳۰ سال تک اونہون نے انجام دیا ۔ انکے ایام طفولیت مین قلت سرمایہ اور دیگر خاندانی تکالیف اس قسم کی نہین کہ کچھہ آیندہ بہبودی کی امید نہین پائی جاتی تہی ۔ وہ خاندان جسکا آخر مین انہون نے ایسا نام روشن کیا انکی پیدایش سے پچاس سال پیشتر ایک بڑا با وقعت خاندان حیدرآباد مین تھا ۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ میر عالم نواب مرحوم کے پرنانا نے اپنی وزارت کی حالت مین انتقال فرمایا اور اون کے بعد نواب مرحوم کے دادا منیر الملک وزیر ہوے مگر اونکی وزارت صرف برائے نام تہی اصل اختیارات سلطنت راجہ چندو لعل کے ہاتھہ مین تھے اور نواب صاحب کی خاندانی دولت روز بروز

کہتی جاتی تھی۔ نواب منیر الملک کے اخراجات انکی آمدنی سے بہت
زیادہ تھے۔ ۱۲۴۸ھ میں چھبیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال فرمایا۔
حضور میر ناصر الدولہ بہادر نے اسکا قرضہ ادا کر دیا لیکن بطور کفالت انکی
کل جایداد و اقطاع بحق سرکار عالی نزول کرلی۔ نواب منیر الملک مرحوم کو روپیہ
کے معاملات میں نہایت بے پروائی تھی مگر نیک دلی اور رحیمی کے ساتھ
ایک قصہ مشہور ہے جس سے انکی بے انتہا محبت اپنے پوتے کے ساتھ
ظاہر ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب (نواب میر تراب علیخان بہادر
چار سال کے تھے تو ایک دفعہ تپ شدید میں مبتلا ہوے اور بہت کم
امید انکی صحت کی رہگئی تو انکے دادا نے دعا کی کہ بار خدایا اگر اس بچے
کو موت آنے والی ہے تو اوسکے عوض مجھے اس دنیا سے اوٹھالے مگر
اسکو صحت دے۔ اوس مجیب الدعوات نے انکی دعا قبول فرمائی اور
نواب میر تراب علیخان بہادر صحیح ہو گئے اور اوسکے چند روز کے بعد
نواب منیر الملک نے انتقال فرمایا۔ انکے انتقال کے بعد نواب سراج الملک
نواب میر تراب علیخان بہادر کے چچا افسر خاندان ہوے۔ نواب
میر تراب علیخان بہادر) اس بخار سے صحیح ہو گئے تھے لیکن

بارہ یا تیرہ سال کی عمر تک نہایت ضعیف رہے - چھہ برس کی عمر مین انکی تعلیم انکی دادی صاحبہ کی نگرانی مین شروع ہوی مگر تیرہ سال کی عمر تک زیادہ تر بسبب علالت کی تعلیم و تدریس مین خلل پڑتا رہا - نواب سر سالار جنگ کے والد نے انکو بہت کم سن چھوڑ کر انتقال فرمایا تھا اور اسوجہ سے انکی پرورش اونکے عم بزرگوار نواب سراج الملک مرحوم کے متعلق رہی جنہون نے لاولد ہونیکی وجہ سے انکو مثل اپنی اصلی اولاد کے رکھا - دس گیارہ سال کی عمر سے نواب سر سالار جنگ کی تعلیم زیادہ تر توجہ کے لایق ہونے لگی اور اس زمانہ کے موافق جو چیزین ایک ایسے امیرزادے کے لئے ضرور تھین وہ سب سکھائی گئین - یعنی فارسی و عربی کا علم ادب و انشا پردازی - نیزہ بازی شہسواری - اور دیگر ورزش کے کھیل نواب صاحب مرحوم کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا - اکثر نہایت بے خوف ہوکر وہ گھوڑے پر چڑھتے اور کئی بار خوفناک واقعات سے بچ گئے -

انہون نے اپنے زمانہ شباب ہی مین اپنی ذہانت سے کسی قدر زبان انگریزی کا بھی علم حاصل کرلیا - رزیڈنسی کی آمدورفت کی وجہہ سے

حصول علم انگریزی مین اور بہی مدد ملی رفتہ رفتہ اسکی مشق بڑہتی گئی اور چند سال اپنی وفات سے قبل نواب صاحب مرحوم بخوبی زبان انگریزی سے واقف و ماہر ہو گئے تھے ۔

نواب ناصر الدولہ مرحوم نے کسیقدر جاگیر بعد ضبطی سے خاندان کی پرورش کے لیے چھوڑ دی تہی نواب سر سالار جنگ مرحوم کو پہلا تعلق مال کے کام سے یہہ ہوا کہ انکی دادی صاحبہ نے قلیل المقدار جاگیر کا حساب و کتاب انہین سے متعلق کر دیا نواب صاحب مرحوم نے سرکاری کام سنہ ۱۸۴۸ع مین شروع کیا ۔ اس سنہ مین انکے عم بزرگوار نے انکو اون اقطاع ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر دائیٹن کے زیر انتظام تھے ۔ مسٹر دائیٹن کی موقوفی کی یہہ وجہ تہی کہ اوس زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے ممانعت کی تہی کہ سلطنت حیدرآباد مین کوئی یوروپین مقرر نکیا جاسے نواب صاحب مرحوم صرف آٹھ مہینے تعلقدار رہے اور باوجودیکہ وہ دورہ نہین کر سکے تاہم مسٹر ڈائیٹن کے طرز انتظام کو بخوبی سمجھہ گئے اور مسٹر دائیٹن کی نیابت سے ان انتظامون مین اور بہی مدد ملتی تہی ۔

سنہ ۱۸۴۸ع مین حضور پر نور ناصر الدولہ نے تمام خاندانی جایداد نواب سراج الملک مرحوم

کو واپس عنایت فرمائی - نواب سالار جنگ کو اون جاگیرونکا
انتظام سپرد ہوا - اسکے پانچ برس کے بعد نواب سراج الملک نے انتقال
فرمایا - نواب سراج الملک بہت تیز فہم اور مردم شناس تھے - انہون نے
نواب مختار الملک مرحوم کی ذکاوت ذہن دیکھکر انکو اپنا مشیر قرار دیا
اور اوس زمانہ پر شور و شغف کی پیچیدگیون کے سبب انسے اکثر صلاح لیتے تھے
نواب سالار جنگ کی دیانت اور راست بازی ابتدا سے عمر سے ظاہر
ہوتی تھی نواب صاحب مرحوم اپنے عم بزرگوار کی طرز انتظام اور اوس
طریقہ کو جس طریقہ سے سلطنت کیلیئے آمدنی بڑہائی جاتی ہے نہایت ناپسند فرماتے
اوس زمانہ مین یہہ رواج تھا کہ جب کنٹنجنٹ کی فوج کا خرچ یا اور سرکاری قرضہ
ادا کرنے کے لئے ضرورت ہوتی تھی تو عربون اور پٹھانون سے بے انتہا سود
پر روپیہ قرض لیا جاتا تھا اور تعلقہ کے تعلقہ بطور کفالت اونکو دیدیے جاتے
تھے اور وجہ یہہ تھی کہ ساہوکارون نے روپیہ قرض دینا بالکل بند کر دیا تھا -
نواب سالار جنگ مرحوم اس طریقہ سے ہمیشہ مخالف رہتے تھے جب
نواب مرحوم دیوان ہوے تو پہلا انتظام انکا یہہ تہا کہ ساہوکارون کے
وثوق پر اونہون نے گورنمنٹ کا اعتماد پیدا کیا اور برا نا طریقہ عربون سے

قرض لینے کا بالکل مسدود کر دیا۔

سراج الملک کے زمانہ مین ملک اور انتظام کی حالت نہایت خراب تھی مالگزاری کو ٹھیکہ پر دینے کے طریقہ نے ملک کو بالکل تباہ کر دیا تھا اور آمدنی کے بہ نسبت کئی لاکھ روپیہ سالانہ خرچ زیادہ تہا۔ ۱۸۴۳ء جبکہ راجہ چندو لعل نے استعفا دیا اور نواب مختار الملک مرحوم دیوان ہوے تو ۱۸۵۳ء تک اسقدر خرابیان ملک مین رہین کہ کسی اور ریاست مین نہوئی ہونگین سلطنت پر بے انتہا قرضہ تہا۔ خزانہ سرکار بالکل خالی تہا۔ حضور پرنور کا ذاتی روپیہ تک قرضخواہون کو جاتا تھا۔ یہانتک کہ حضور پرنور کے زیورات تک اسی کام کے لئے رہن ہو گئے تھے۔

نواب سالار جنگ مرحوم کے عم بزرگوار کا اپنے دوبارہ وزارت کے ایام مین بروز شنبہ ۲۶ مئی ۱۸۵۳ء کو انتقال ہوا۔ اوسکے پانچوین روز ایک دربار عام مین جہان کہ صاحب رزیڈنٹ کرنیل لوبی موجود تھے حضور پرنور نے نواب مختار الملک مرحوم کو خلعت وزارت مرحمت فرمایا اپنے چچا کے انتقال اور اپنی وزارت جسکی کچھہ امید نہ تھی یکایک پائی۔ نواب صاحب مرحوم نے اس سب افسوسناک حادثہ کو ایسے حسرت انگیز

اثر دار مضمون مین لکہا ہی کہ جس سے بہتر مطلب ادا کرنیکا وسیلہ شاید ممکن نہو۔ یہہ خط نواب صاحب مرحوم نے یکم جون ۱۸۵۳ء کو اونہین مسٹر واٹیٹن کے نام لکہا ہے جنکی جگہہ پر چہہ سال پیشتر اونہون نے کام کیا تھا۔ اس خط کا مضمون یہہ تھا۔ ”اس ڈاک مین آپکو میرے چچا کے انتقال کی افسوسناک خبر (جو ۲ ماہ گذشتہ کو ہوا) پہونچی گی چند روز سے اونکو بخار وغیرہ کی شکایت چلی جاتی تھی لیکن ۲۰ ماہ گذشتہ کو اونپر اسقدر مرض ضعف کا غلبہ ہوا کہ نشست و برخاست سے بالکل معذور ہوگئے۔ باوجود شدت علالت کے جب اونکو قدرے افاقہ ہوا تو بروز شنبہ شریک دربار ہوے اور حضور کی طرف سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ معاہدۂ جدید کی تحریر و تکمیل کی۔ اسکے بعد اونکی حالت ابتر ہو گئی مرض نے لمحہ لمحہ ترقی کرنی شروع کی۔ ۲۴ تاریخ بروز دوشنبہ حسب صلاح ڈاکٹر میکلین نقل مکان کیا گیا۔ اور لیستن جی کے مکان واقع چادر گھاٹ پر اونکو لیگئے تو بھی اونکی حالت آناً فاناً ابتر ہوتی گئی۔ آخر کار ۲۶ مئی روز پنجشنبہ ۷ بجے شام کو انتقال فرمایا۔ نعش کو شہر مین لیگئے اور دوسرے روز تجہیز و تکفین ہوئی۔ جو صدمہ کہ ہم لوگون کو خصوصاً دادی صاحبہ کو پہونچا اوسکا بیان غیر ممکن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپکو بھی بہت ملال ہوگا۔

اس سانحہ مین مجھے اوس جدید معاہدہ کی نقل بہیجنے کی مہلت نہوئی - لیکن جنرل فریزر کو ایک نقل بہیجی ہے یقین ہر کہ آپ کی نظر سے بہی گزریگی -

۳۰ وین مئی کو بروز دوشنبہ حضور پرنور نے دفعتہ یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ دوسرے بہی حاضر رہین اور صاحب رزیڈنٹ بہادر بہی اسی وقت مدعو ہون چنانچہ ۳۱ مئی کو دربار ہوا اور بغیر میری یا دادی صاحب کے درخواست کے حضور پرنور نے مجہے خلعت دیوانی اور راجہ نرندر بہادر کو خلعت پیشکاری مرحمت فرمایا -

جی چاہتا تہا کہ عم مرحوم کی جاگیر پر قابض رہکر گوشہ نشینی مین بسر کرون اور اپنی عمر کو اون خدشات اور افکار مین نہ گزارون جو عہدۂ دیوانی کے ساتھ متعلق ہین خصوصاً اندنون مین کہ حوادث گوناگون سے ایک تلاطم پیدا ہے لیکن ممکن نہوا اور میرے یورپئین اور ہندوستانی دوستون کی یہہ صلاح قابل تسلیم نظر آئی کہ اگر مین اس عہدے سے انکار کرونگا تو مین اور میرا خاندان تباہی مین پڑجائیگا اگر خدا نے چاہا تو حتی المقدور اس امر مین کوشش کرونگا کہ اس سلطنت کو انواع انواع پیچیدگیون اور طرح طرح کی اولجھنون سے نکالون اور انتظام درست کرون -

مسٹر ہای سن کے خط مین جو ایما جواہرات کے فروخت کا ہوا تھا مین امید کرتا ہون کہ آپ اوسمین ابہی تھوڑے دنون توقف کرینگے۔ آپ یح سمجھئے کہ جہانتک مجھسے ممکن ہوگا مین روپیہ دیکر فک رہن مین کوشش کرونگا"۔ یہ جواہر جنکا اس خط مین ذکر ہے وہی ہے جنکو نواب ناصرالدولہ مرحوم نے قرض ادا کرنے کی غرض سے رہن کیا تھا۔

جن امور کا کہ نواب مختار الملک مرحوم نے وعدہ کیا تھا وہ امور اب صفحات تاریخ ہندوستان پر یادگار رہگئے۔ فی الواقع نہایت سچائی اور ایمانداری کے ذریعہ سے نواب مرحوم نے اس سلطنت کو دوبارہ زندہ کرکے نوجوان بنا دیا۔ جن لوگون نے حیدرآباد کو اوس زمانہ مین دیکھا تہا اونمین سے بہت ہی کم شاید دس پانچ آدمی یقین کرتے تھے کہ حیدرآباد کی یہہ صورت ہوجائیگی جو اَب ہے۔ نواب مرحوم کی نوعمری ملک کی بے انتہا ابتر حالت سراج الملک مرحوم کی طرف حضور پرنور اور اون کے درباریونکا یہہ گمان کہ ملک برار انگریزون کو اونکی طرفداری کیوجہ سے دیدیا اور اس سبب سے حضور پرنور اور اہل دربار کی ناراضی ان سب خرابیون کے علاوہ نواب صاحب مرحوم کے لڑکپن اور ناتجربہ کاری کی خلشش۔

اس جگہہ پر مین صیغہ مال کی اوس رپورٹ کے چند فقرات نقل کرتا ہون جو نواب صاحب مرحوم کے زمانہ ۱۸۵۳ء مین سب سے پہلے شایع ہوئی۔

اہنون نے یعنی نواب مدار المہام سر سالار جنگ نے انتظام ملکی اور خزانہ کی حالت نہایت ابتر پائی۔ اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوی کہ عین اوس زمانہ مین جبکہ اونہون نے یعنی سراج الملک نے انتظام دیوانی اپنے ہاتھہ مین لیا اضلاع برار ورایچور و دوآب و ملدرک جنکی آمدنی اس زمانے مین ۳۳۹۷۴۳۴ روپیہ سالانہ کی تہی و نیز اضلاع بہام والپور وغیرہ سرکار عظمت مدار ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کردیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے ملک اور بہی ضعیف ہوگیا۔

گوکہ کنٹنجنٹ فوج کے اخراجات کی بابت جو قرض تہا اور نیز اوسکے سالانہ اخراجات کے بارسے خزانہ سبکدوش ہوگیا تہا لیکن ایک کثیر التعداد جاگیرداروںکی جاگیرین ان اضلاع مین تہین اور گورنمنٹ انگریزی نے اونکو بیدخل کردیا تھا۔ جاگیردار راجہ پور وبہوم۔ سلطان نواز جنگ۔ دلاور نواز جنگ۔ بڈہن خان۔ عبد اللہ بن علی۔ عمر بن عود۔ وغیرہ نے اپنی جاگیرون کے معاوضہ کا یا اوس روپیہ کا جو گورنمنٹ کی ذمہ تہا دعوی کیا۔ انمین ہر ایک کے دعوی کی مقدار پانچ لاکہہ سے

تیس لاکھ روپیہ تک تہی اور کوئی آمدنی باقی نہ تہی جس سے حضور پرنور کے قرابتدارن اور منصبدارون کو کچھ دیا جاسکے۔ حضور پرنور کو خود اپنے رہن شدہ جواہرات کے چھوڑانیکی بڑی فکر تہی جنکو مسٹر ڈائیٹن اپنے ہمراہ لیگئی تہے۔
اوس قرضہ کی مقدار جو اس ملک کے ساہوکارون کا دو کرور ستر لاکھ تہی۔
یہہ بہی اس جگہہ پر ذکر کرنا چاہیے کہ نواب مرحوم کی وزارت کے چند سال بعد جب ان ساہوکارون کے قرضہ کا تصفیہ ہوا تو نہایت ہی انصاف اور ایمانداری اور بڑی غور و تفتیش کے بعد اسی لاکہہ روپیہ اس قرضہ کی مقدار رہگئی۔ اوس وقت حضور پرنور کے گرد جسقدر مجمع خودغرض خوشامدخورون اور سرکاری آمدنی کے لوٹنے والونکا تھا اوس سے تعجب آتا ہے کہ نواب مرحوم سے چند ہی ہفتونکے بعد وزارت کیون نہ لیلی گئی۔ اصل یہہ ہے کہ جن لوگون کے انکے اس عہدہ پر مقرر ہونے کیلئے تائید کی تہی تو صرف یہہ سمجھکر کہ یہہ نوجوان انتظام سلطنت سے محض لاعلم ہین ہمارے ہاتھون مین کھلونے کیطرح رہینگے اور ہم اون کے ذریعہ سے اپنی اغراض فاسدہ حاصل کرتے رہینگے۔ مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد اونکو یہہ معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھے۔ اسوجہ سے وہ بہی ان سے جدا ہوگئے وہ لوگ جو تیس سال تک حیدرآباد کے دربار کی خراب باتون مین اپنی زندگی بسر

کرتے رہے نواب مرحوم کی سخت دیانت داری کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔
لیکن سر سالار جنگ مرحوم نے کبھی اپنے طریقہ کی بہتری مین کچھ شبہ نہین
کیا اور باوجود تمام مخالف کوششون کے انکا انتظام بدستور قایم رہا بلکہ
ہر سال قوی ہوتا گیا۔ انکی راست بازی اور اپنے وعدہ کی ایفا مین مضبوطی نے
دو بہت بڑے گروہون کو انکا طرفدار بنا دیا یعنی ساہوکار اور عرب جمعدار
سب اونکی طرف ہوگئے۔

عربون کے ہاتھ مین اوسوقت نصف آمدنی سرکاری اور کل اقتدارات تھے۔
اور ساہوکارون کے پاس روپیہ تھا ساہوکار بلا تردد نواب مرحوم کو
روپیہ قرض دیتے تھے کیونکہ بغیر قرض لئے ملک کی ابتر حالت کو درست کرنا ممکن نہ تھا
اس عہدہ پر مقرر ہونیکے بعد نواب مرحوم نے حضور پرنور سے ایک درخواست
کی جسکا مضمون یہہ تھا۔ " خانہ زاد کیطرف سے اس امر کی درخواست کیجاتی ہے
کہ حضور پرنور کے اعزا و ملازمین ذاتی اور فوج صرف خاص کی تنخواہ ہائے
کی نسبت اور نیز موقوفی و بحالی تعلقہ داران اور حساب کی جانچ اور نئی فوج
کی بھرتی کے بارےمین جو تدابیر کمترین اختیار کرے حضور پرنور اوسکو منظور
فرمائین اور یہہ کہ کمترین کو اجازت دیجاے کہ ملازمین فوج و دیوانی کو

جو حکم عدولی سرکار عالی کرین سزا دیجاے - اور نیز یہہ کہ اگر سرکاری امور مین حضور پر نور سے کوی شخص کمترین کی شکایت کرے تو بغیر کمترین سے تحقیق فرمائے اوسکی طرف توجہ مبذول نفرمای جاے " حضور پر نور ایسے امور کے عادی نتھے اولاً بہت تامل فرمایا لیکن آخرکار ایک شخص برہان الدین نامی کے کہنے سے جنکو حضور کے مزاج مین بہت دخل تہا حکم منظوری تحریر فرماکر درخواست واپس کی اس درخواست مین کچہہ بہت خوفناک مطالب نتھے - منظوری کے چند روز بعد جب نواب صاحب مرحوم نے اس درخواست کا ترجمہ رزیڈنٹ کو بہیجا تو اوسکے ساتھ یہ تحریر فرمایا - اس قسم کی درخواست بادی النظر مین شاید فضول سمجہی جاے کیونکہ یہہ تمام اختیارات اوس عہدے کے ساتھ ملحق ہین جس عہدہ پر مین ہون - لیکن آپ موجودہ حالت سے خوب واقف ہین اس قسم کے دستاویز جسپر حضور پر نور کے دستخط موجود ہین آیندہ بہت سی عام غلط فہمیون کے حملون کو سپر بنکر رو کیگی - یہہ درخواست ایک عمدہ ابتدا ارتمام اون ترقیون اور اصلاحون کی تہی جو نواب صاحب مرحوم نے اپنی تیس برس کی وزارت مین کین - اب مین اس امر کا ذکر کیا چاہتا ہون کہ نواب صاحب مرحوم نے کیونکر اون علاقہ جات کو جو قرض مین رہن تھے

چہوڑ آیا۔ اور کیونکر عربون اور پٹہانون کی قوت کو توڑا اور کس طرح رفتہ رفتہ اون اعلیٰ انتظامات کی نوبت آئی جہین نواب صاحب کی آخری عمر کے پندرہ برس صرف ہونے مین مشہور ہین۔

اس وزیر باتدبیر کی پہلی کوشش اصلاح ملک کی نسبت یہ تہی کہ عربون کی قوت (جو تمام ملک پر حاوی تہی) توڑ دیجاے۔ اس امر کی بہی تجویزین ہوی تہین کہ فوج جسکی تنخواہ کا بڑا بار آمدنی پر پڑتا ہے کم کی جاے۔ عام احکام تعلقدارون اور جاگیردارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوے تہے کہ عربون اور روہیلون اور پٹہانون کی تنخواہ ادا کر کے یہہ لوگ موقوف کر دیے جائین۔ لیکن ابتداءً ان احکام کی تعمیل بہت کم ہوی۔ اوس زمانے مین عرب اور دیگر قوت دار مہاجن ہر قسم کی تدبیر اپنا روپیہ وصول کرنے کے لئے مدیونونکی نسبت عمل مین لاتے تھے۔ مدیون اکثر جمعدارون کے مکان مین قید رہتے تھے اور جب تک وہ روپے باق نہین کرتے تھے نان خشک اور پانی ملتا تہا اور بعضون کو فاقے دیئے جاتے تھے مدیون کے مکان پر عربون کا پہرہ ہوجاتا تہا آمد و رفت بند کر دیجاتی تہی۔ ان عربون کے دعوے کے فیصلے اور اونکی زیادتیون کی روک کے لئے وزیر مرحوم نے ایک خاص عدالت قایم کی جسکا اجلاس نواب صاحب کے

نکان پر ہوتا تہا۔ ابتداہی سے یہہ عدالت نہایت مفید ہوی۔ ادس زمانے کے دو نامی عرب جمعدارون نے جنکے نام عبداللہ بن علی اور عمر بن عوض تھے عدالتی ڈگریون کی بڑی اعانت کی۔ ان سردارون کے نام حکم نافذ تھا کہ جو شخص انکی قوم مین سے سرتابی کرے اوسکو فوراً گرفتار کرکے سزا دین۔ اور اس مقصد کے حاصل کرنے مین جو تدبیر مناسب جانین عمل مین لائین۔

ان تمام مقاصد مین وزیر مرحوم کو عرب جمعدارون سے مدد ملتی تہی اور یہہ مدد اوسوقت بہت بکار آمد ہوئی کیونکہ ان سردارون کو اپنی قوم پر بڑے اختیارات تھے۔ ان اصلاحون کے ساتھ بڑی بات یہہ تہی کہ نواب صاحب مرحوم نے گورنمنٹ نظام کا اعتبار قایم کر دیا تہا۔ نواب صاحب کی وزارت کے قبل یہہ اعتبار اسقدر گہٹ گیا تہا کوئی ساہوکار سرکار کو روپیہ قرض نہ دیتا تہا لیکن ۱۸۵۳ء کے اختتام سے پہلے اس گروہ کے خاص خاص لوگون سے ایسی خوش معاملگی کے ساتھ انتظام کیا گیا کہ سرکار کو روپیہ قرض دینے لگے۔

ایک اور بہت بڑی تجویز نواب مرحوم نے کی تہی جسمین آخر الامرا دن کو کامل کامیابی حاصل ہوی یعنی اوس زمانہ مین بہت سے زمینین اور جاگیرین عربون اور پٹھانون کے قبضہ مین تہین یہہ زمین اور جاگیرین یا نواب صاحب کے

بزرگون نے سرکاری قرضہ مین رہن کردی ہتین یا اور ذی اختیار لوگون نے
وقتاً فوقتاً گروکین۔ نواب صاحب مرحوم نے ان تمام اراضی اور جاگیرون کو
بڑی کوشش سے واپس لیا۔ سنہ ۱۸۵۰ع مین انکا جب تخمینہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ۶۵
لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی تھے۔ ان کے علاوہ اورونکی بہی ذاتی جاگیرون
پر یہہ لوگ قابض تھے جنکی آمدنی پندرہ یا اٹھارہ لاکھہ روپیہ سالانہ کی تہی اور تیس
لاکھہ روپیہ آمدنی کے اضلاع انہین عرب اور پٹہانونکی معاملت مین سے تھے۔ یعنی
اون اضلاع کے ٹہیکہ دارون نے گورنمنٹ کو زرپیشگی دیدیا تہا اور ان
عربون اور پٹہانون کی ضمانت تہی کہ جب تک وہ روپیہ وصول نہو جاے
یہہ لوگ اون اضلاع سے بیدخل نہ کئے جائین۔ اور اوس زمانہ مین یہہ عام
رسم تہی کہ ایک شخص کے ہاتھہ ایک ضلع کی آمدنی فروخت کردی جاتی
تہی اور پہر تہوڑے دنون مین دوسرے کے ہاتھہ فروخت ہوتی تہی مقصد
یہہ تہا کہ زرنقد ہاتھہ لگے کیونکہ گورنمنٹ کو روپیہ کی بہت ضرورت رہتی تہی
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۰ع مین ایک کرور سے زیادہ آمدنی پر عربون
اور پٹہانون کا قبضہ تہا۔ اضلاع برار وغیرہ جب سرکار انگریزی کو دئے گئے
ہین تو بہت سے یہہ لوگ بے دخل کردیے گئے اور انہونے مقدار کثیر

کے دعوے سرکار عالی پر کیئے - جنکو نواب صاحب نے رفتہ رفتہ ادا کیا -

بڑی تدبیر جو نوابصاحب مرحوم نے ان عربون کے ہاتھ سے اوس بڑی سرکاری آمدنی کے واپس لینے کے لئے کی وہ یہہ تہی کہ عربون اور پٹہانون کا روپیہ جہانتک ممکن تہا سرکاری آمدنی سے ادا کیا اور باقی کے لئے ساہوکارون سے ضمانت دلوادی -

اسی تدبیر سے متعلق آخر سپٹمبر ۱۸۵۳ء مین اوہنون نے یہہ مضمون کرنل لو کو لکہا (کہ وہ اوسوقت حیدر آباد سے جاکر سپریم کونسل کے ممبر ہو گئے تھے) وہ یہہ ہے " مین نے تعلقہ دارون سے جو بالکل لالہ بہادر کے خدمتگزارون سے تہے وہ اضلاع جنکی آمدنی پندرہ لاکہ روپیہ کے قریب تھی مسترد کرلئے - میری خواہش ہے کہ عربون کے قبضہ مین جو پچیس لاکہ روپیہ کی آمدنی کے ہین وہ بہی واپس لون لیکن لالہ بہادر وغیرہ اپنے اغراض فاسدہ کے لئے اسمین مشکلین ڈالتے ہین - مین قبل اسکے کسی نہ کسی قدر ان امور کا فیصلہ کرچکا تہا - مگر برہان الدین کی علالت نے مجہے روکدیا آپ جانتے ہین کہ میرے اور حضور پر نور کے درمیان یہی وکیل ہین اور یہی ایک شخص ہین جنکو حضور پر نور کے مزاج مین بہت دخل ہے اور

اور انہین کی وجہہ سے میرے تدابیر منظور کیئے جاتے ہین۔ مجہے امید ہی کہ لالہ بہادر سازشون اور خودغرضیونکا مجہپر کچہہ اثر نہوگا اور مین ان اضلاع کو عربون کے واپس لیلونگا۔ لیکن ایسے حالات مین جیسا کہ مین نے بیان کیا جب تک گورنمنٹ انگریزی کی اجازت نہو میرے لئے ان تدابیر کا عمل مین لانا بہت مشکل ہے۔ مین چاہتا ہون کہ کسی تحریر مین نواب گورنر جنرل اس دربار مین بہیجین یہان کے اعلیٰ افسران مال کی بددیانتی اور بداعمالیون کیطرف کچہہ اشارہ کردیا جاے۔ اس قسم کے اشارہ کی وجہہ سے ان افسرونکو ایک خوف پیدا ہوگا اور میری قوت بڑہ جائیگی" اس خط سے معلوم ہوسکتا ہے کہ نواب مرحوم کو اسے انتظام مین کن کن مشکلون کا سابقہ پڑتا تہا اونہون نے ان مشکلون کا مقابلہ بڑی جوانمردی اور نہایت صبرو بردباری سے کیا - ان صفات مین نواب سرسالار جنگ اپنا مثل نہین رکہتے تھے - انہین صفات کی بدولت نواب صاحب ہمیشہ اون دقتون پر غالب آگئے جنسے ہر ایک معمولی قسم کا انسان گہبرا جاتا ہی یہی صفات نواب صاحب کی تمام کامیابیونکا باعث ہین جو اونکو اپنی ابتدار عمر اور آخر عمر کی پیچیدگیون مین حاصل ہوئین - خوشی کی بات یہہ ہے

کر اونکا شروع ہی سے گورنمنٹ انگریزی نے مدد دی جسکی اونھون نے اس خط
مین خواہش کی تہی - اور اس اعانت حاصل کرنے مین اونکی کوشش آخر
عمر تک ضایع نہین گئی - بجز چند روز کے جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا - لیکن ساتہہ ہی
اس کے نواب مرحوم نے اس اعانت کو کبہی غیر واجبی طور پر استعمال
نہین کیا -

اپنی وزارت کے چند روز بعد نواب صاحب مغفور نے اپنی شادی ان عفیفہ
کے ساتہہ کی جو اب بیوہ ہوگئین - یہہ شادی چپ چاپ بغیر اون رسوم
اور فضول اخراجات کے ہوی جو اوس زمانہ مین فرض سمجہے جاتے
تہے بلکہ آجتک مروج ہین -

جس شخص کو اون کے انتظام سلطنت کا تہوڑا ابہی تجربہ ہوا ہے وہ قائل ہے
کہ اونکا دل معمولی دل نتہا - ایک شخص نے جو اونکا رازدار اور بخوبی واقف
کار رہتا کہا کہ " مین نواب صاحب کو ہر طرح اور ہر معنون مین پکا ایماندار سچا
شخص یقین کرتا ہون - معاملات اور طرز معاشرت مین پورے راست باز
ہین سخاوت سے اونکو غرور نہین پیدا ہوتا (جو اکثر امرا مین ہوتا ہے) یہہ
صفتین کچہہ ایک شخص ہی نہین بلکہ جو اونسے ملا ہے جانتا ہے -

سنہ ۱۸۵۴ء کے شروع مین باوجود اون مخالفتون کے جنکا ذکر کرنیل لو کے
خط مین کیا گیا نواب صاحب مرحوم سنے ساڑہے آٹھ لاکھ روپیہ کا علاقہ ایک
بڑے سردار عرب عمر ابن عود سے مسترد لیا۔ نو لاکھ روپیہ کا علاقہ تاہم
اوسکے پاس رکھا جسمین سے پانچ لاکھ کا پہر واپس لیا اور چار لاکھ کا
علاقہ جمعدار مذکور کے پاس اونکی فوجی خدمات کی تنخواہ کی بابت رہنے دیا
لیکن اونکے چارسو عرب موقوف کر دیے۔ وسط مئی سنہ ۱۸۵۵ء تک
نواب مرحوم سنے چالیس لاکھ روپیہ کی مرہونہ مالگزاری چھوڑالی اور
دو ہزار عرب اور پٹھان فوج کے موقوف کر دیے۔ اوسی سال
کے آخر تک ایک اور بڑے سردار عرب عبداللہ بن علی نے بہی کئی بڑے
بڑے اضلاع واپس دیئے اور اپنی فوج کا ایک حصہ موقوف کرنے پر راضی
ہوا اس سال مین وزیر مرحوم کو ایک دقت یہہ پیش آئی کہ اضلاع گلبرگہ۔ شولاپور
رائچور۔ ناگر کرنول۔ اندور اور حیدرآباد مین بارش کے نہونے سے
قحط پڑ گیا۔ کرنیل میڈ ٹیلر نے اپنی کتاب (اسٹوری آف مائی لائف)
مین اس قحط سنہ ۱۸۵۴ء کا یون ذکر کیا ہے "ملدرگ مین ہمنے بڑی
تباہی دیکہی (بابی؟) میرے ضلع کے لوگون کی حالت ایسی نہ تہی جیسے کہ اور اضلاع

سی آہیونکی حالت تہی - ان بیچارے فاقون کے مارے ہو دان کا صرف پوست د ہستخوان رہگیا تہا - اونکی صورت دیکہکر خوف معلوم ہوتا تھا - صبح کو جب مین گھوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلتا تہا تو جا بجا سڑکون کے کنارے بہوکونکی لاشین نظر آتی تہین - یہہ لوگ گانون تک نہ پہونچ سکے اور فاقہ کی تکلیف سے مرگئے - بجز سنگولی کے اور کبہی مین نے اس شدت کا قحط سبکو دیکہکر خوف معلوم ہو نہین دیکہا - جہانتک مجہسے اور ساکنان ملدرک سے ممکن ہوا بندگان خدا کی مدد کی - مین نے خود کئی ہزار روپیہ صرف کیا - اور ایک درخواست سرکار مین کی کہ موافق ضرورت کے مجہے روپیہ صرف کرنے کی اجازت ملے تاکہ مین اون فاقون کو مزدوری مین لگاؤن جو کام کرسکتے ہین آخرالامر یہہ درخواست منظور ہوی اور چار ہزار محتاجون کو یہہ کام دیا گیا کہ قلعہ کا جنگل کاٹ کر صاف کرین - تہوڑے دنون کے بعد پروردگار عالم نے کرم کیا بارش ہوی اور لوگ اپنے اپنے گہرون کو واپس جانے لگے - اگر یہہ قحط عام ہوتا تو ہم نہین جانتے کہ سکنا و ملدرک کا کیا حال ہوتا - کیونکہ جو نتایج ہم لوگون نے اوٹہاے وہ کافی خوفناک تہے -

اس ملک کے اور اضلاع مین بہی سخت قحط تہا اور خزانہ کی حالت ایسی نہی کہ

زیادہ مدد دیجاتی - اوس زمانے مین اضلاع کی مالگزاری کا انتظام تعلقدارون یا ٹھیکہ دارون کے ہاتہہ مین تھا جو سررشتہ دارون اور نایبون کو ذریعہ انتظام سمجھتے تھے اور یہہ لوگ دیشمکھہ اور دیشپانڈیون سے مدد کا شتکارون سے سالانہ لگان کا قول لیتے تھے - اسکے علاوہ تعلقدار اور گدی دار بہت کچھہ پاتے تھے نایبون کو اجازت عام دیدیتے تھے کہ جو چاہین رعایا سے وصول کرین - غرضکہ رشوت ستانی کا بازار خوب گرم تہا - کوئی قاعدہ بیچارے کاشتکارونکی حفاظت کا نتھا یہہ غریب انہین چہوٹے چہوٹے افسرون کے دست تظلم سے پہنا دیے گئے تھے - تشخیص جمع کے لئے کچھہ قواعد تھے مگر تعلقدارون قواعد کی بہی رعایت نکرتے تھے - اونمین سے بعض قواعد کا ذکر مناسب ہوگا -

سررشتہ دارون کو حکم تھا کہ کاشتکار کی فصل خریف پر اوسکے بیل اور ہل کی تعداد کے موافق جمع تشخیص کیجاتی یعنے ایک کوئی کے ہل پر پانچ سے دس روپیہ تک اور دو کوئی کے ہل پر دس سے پچیس روپیہ تک ہو - اس تشخیص کرنے مین مقدار اراضی پر کچھہ لحاظ ہوتا تھا - جب بٹائی کی رسم جاری ہوی خصوصاً ملک تلنگانہ مین تو قاعدہ مقررہ کے بموجب کوئی کاشتکار اپنی فصل

کے درد کا مجاز نہتا جب تک کہ تعلقہ دار کا کارندہ اوسکی مقدار کا تخمینہ نکرے

جب یہہ تخمینہ ہوجاتا تو رعیت سے ایک قبولیت پر دستخط کرا لیے جاتے ہتے

اوسوقت تعلقدار کے کارندے اور سپاہی کے سامنے فصل کاٹی جاتی تہی

صاف کیے جانے اور بٹنے تک غلہ قرق رہتا تھا - اسی موازنہ اور تقسیم

غلہ مین ان چہوٹے افسرون کو رقوم ناجایز کی تحصیل کا خوب موقع ملتا تھا

نقدی لگان کی صورت مین بہی رعیت پر کچہہ کم ظلم نہین ہوا -

سررشتہ دار اور تعلقہ دار رعیت کو پوری مشخصہ جمع کی ادا اور دیگر

رقوم ناجایز کے دینے پر مجبور کرتے تھے عام اس سے کہ فصل اچھی ہو

یا خراب اگر وہ روپیہ یا کسی ساہوکار کی ضمانت نہین دیتا تو تمام اوس کا

مال و اسباب و مواشی قرق کر لئے جاتے اور اوس پر اور اوسکے

بال بچون پر بے انتہا ظلم کئے جاتے تھے تاکہ اگر اوس نے کچہہ روپیہ

یا مال کہین پوشیدہ رکھا ہو تو بتا دے -

نوابصاحب نے سب سے پہلے گدی داری کا طریقہ بالکل موقوف کردیا

اور معتبر اشخاص تشخیص جمع اور وصول مالگزاری کے لئے اضلاع مین مقرر کیے

تعلقہ دار جو اوسوقت اضلاع کے مالک تھے جنمین سے بہت سے لوگ اس عہدہ کو

گویا حصول دولت کے واسطے ایک بڑی تجارت سمجہتے تہے طلب کر لئے گئے اور جب اون اضلاع کا حساب شایع ہوا جو ۱۸۵۳ء مین سرکار کمپنی کو سپرد کر دیے گئے تہے تو ثابت ہوا کہ اون اضلاع کے تعلقہ دار سرکاری مالگزاری کا بہت کم حصہ گورنمنٹ نظام مین داخل کرتے تہے عموماً ایک ربع آمدنی سے لیکر نصف آمدنی تک خود دکھا جاتے تھے۔ مثلاً ضلع بیکپور ملک برار کی آمدنی تعلقہ دار کے حساب مین ایک لاکھ پندرہ ہزار مندرج تھے حالانکہ اصلی آمدنی ایک لاکھ نوتے ہزار تہی اسیطرح بہت سے اراضی ملک برار مین قابل تردد ایسی تہی جو نقشجات مین غیر مزروعہ دیکھلائے جاتے تھے یا اوسکا مطلق ذکر ہی نہوتا تھا۔ جب ملک برار گورنمنٹ کمپنی کو دے دیا گیا تو اسکے شمالی قسمت مین مزروعہ زمین کی مقدار چار لاکھ پچیس ہزار بیگہ ظاہر کیجاتی تہی حالانکہ پیمایش مین سترہ لاکھ بیگہ سے زیادہ معلوم ہوی جب ملک برار ۱۸۵۳ء مین انگریزونکو دیا گیا تو کرنیل ہڈویلر ضلع ملدرک کے افسر مقرر کیے گئے اونہون نے اس بارہ مین حسب ذیل تحریر کیا۔

گورنمنٹ نظام کے تعلقہ دارون کو بے انتہا فائدہ تہا۔ یہہ لوگ بڑا حصہ مالگزاری کا مقامی سکہ کے حساب سے وصول کرتے تہے جو بحساب بازار کمپنی

کے روپیہ سے کچھہ کم تہا - لیکن بجاے اسکے کہ ہنڈاون کا فائدہ وہ گورنمنٹ کو دین حیدرآباد بذریعہ ہنڈوی کے بہیجتے تہے جو وہان شہر کے کم قیمت روپیہ سے بدلی جاتے تھے -

اب غور کرنا چاہیئے کہ جب حیدرآباد کے ایک صوبہ مین اندہیر تہا تو اور اضلاع مین کیا اندہا دہند ہوگی -

نلدرک کا ضلع جب سرکار انگریزی کو سپرد کیا گیا تو پہلے ہی سال اوسکی آمدنی ایک لاکھ تینتیس ۳۳ ہزار زیادہ ہوگئی - ان مثالون سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد مین اوسوقت کیسی لوٹ مچہی ہوئی تہی جسکی برسون کسی نے خبر بھی نہ لی - پس ایسی حالت مین نواب مرحوم کا یہہ انتظام کہ اونہون نے تمام تعلقہ داران اضلاع کو اونکی جگہہ سے (جنکو وہ موروثی سمجھے ہوے تھے) ہٹا دیا کیا مفید ہوا اس انتظام کی بدولت آمدنی کی زیادتی کے آثار فوراً نمایان ہونے لگے - لیکن اسکی انجام دہی مین بڑی مشکلین پیش آئین کیونکہ یہہ لوگ یعنی تعلقہ دار بہت ذی قوت ہو گئے تھے - اون کے پاس فوج بھی رہتی تھی - ابتدا ئً تو نواب صاحب مرحوم کو نوجوان سمجھکر تعلقہ دارون نے مقابلہ کیا مگر آخرالامر اکتوبر ۱۸۵۳ء تک اٹھارہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی

کے اضلاع پر نواب صاحب مرحوم نے قبضہ کر لیا اور ان اضلاع مین معتبر لوگ مقرر کئے۔ ۱۸۵۶ء تک اسی انتظام سے ملک مین ایک نمایان ترقی دکہائی دینے لگی اور گورنمنٹ نظام کا اعتبار بھی بڑہ گیا۔ اضلاع مین افسران سرکاری کے ظلم مسدود ہو گئے۔ اوسیوقت بہت جلد حیدرآباد مین ایک ایک خزانہ شاہی قایم کیا گیا اور اضلاع سے روپیہ اس خزانہ مین داخل ہونے لگا۔ آمدنی مین روز افزون ترقی ہونے لگی۔ بہت سے محصول جو ظالمانہ لئے جاتے تہے جنکی آمدنی قریب بیس لاکہہ روپیہ کے تہی موقوف کردی گئی

۱۸۵۸ء تک وزیر مرحوم ان اصلاحون مین مشغول رہے۔ اسی سال غدر ہوا جسکی وجہ سے انگریزون کے پانون ہندوستان سے اوٹہہ چکے تہے جیسے انسان کے تمام بدن مین زہریلے مادہ کا اثر رگون کے ذریعہ سے سرایت کرتا ہے اسیطرح مفسدون کے باعث یہہ غدر ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہیلتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام بنگال اور ممالک مغربی و شمالی و اودہ و وسط ہند مین یہہ آگ بخوبی مشتعل ہو گئی اور حیدرآباد دکن پر لوگونکی آنکہین پڑنے لگین۔ اگر یہہ ملک بہی اوسی عام غدر

مین شامل ہو جاتا تو خدا جانے کیا نتیجہ ہوتا۔ گورنر بمبئی نے اوس پر آشوب و نازک وقت مین رزیڈنٹ حیدرآباد (کرنیل ڈیوڈسن کو) تار دیا کہ اگر نظام نے بہی اسوقت بیوفائی کی تو گویا تمام ملک اپنے قبضہ سے نکلگیا اس امر کو رزیڈنٹ اور سر سالار جنگ کے سوا اور کوئی نہین جانتا تہا کہ انگریز اسوقت کس اضطرار مین ہین اور اس ریاست مین باغیونکو مدد دینے کی کسقدر قوت ہے۔

فی الحقیقت نواب مرحوم اوسوقت ایک نہایت سخت امتحان کی حالت مین تہے جسکی سختی کو کوئی یوروپین یا عیسائی نہین سمجھ سکتا۔

عین غدر مین حضور پر نور ناصر الدولہ نے انتقال فرمایا۔ حضور موصوف نے عالت نزع مین اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ گورنمنٹ انگریزی کا برتاؤ ہمیشہ دوستانہ رہا ہے اسلئے چاہئے کہ تم بہی وفاداری کے ساتہہ تعلق رکہو۔ اس انتقال کے بعد فوراً نواب افضل الدولہ مرحوم مسند نشین ہوے۔ اس جلسہ مسند نشینی مین رزیڈنٹ بہی شریک تہے یہان سے واپس جانے کے بعد رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل کا ایک تار ملا جسمین یہہ خبر وحشت اثر لکہی تہی کہ دہلی کو باغیون نے فتح کرلیا اور

وہانکی حکام انگریزی اور یوروپین بہت سے لقمۂ نہنگ اجل ہوے اور بہت کم جانبر ہو کر گرداب آوارگی مین پہنسے ۔

رزیڈنٹ نے نواب سالار جنگ مرحوم کو بلا کر اونسے یہہ خبر بیان کی نواب مرحوم نے فرمایا کہ شہر مین تین روز پہلے ہی سے یہہ خبر مشہور رہے عموماً لوگ شکست دہلی کو انگریزون کی کامل تباہی سمجہتے تہے تہوڑی سی سمجہہ کا آدمی بہی بخوبی نوابصاحب کی وفاداری سرکار انگریزی اور اپنی گورنمنٹ کے ساتہہ سمجہہ سکتا ہے کہ کس دانشمندی سے ساتہہ اس وفاداری کو کام مین لائے ۔ اور اونکو کامل یقین تہا کہ آخر الامر سرکار انگریزی فتحیاب ہوگی ۔ حیدرآباد مین عموماً ایک جوش ناراضی کا ہورہا تہا اور چونکہ اورنگ آباد کے چند غدر کرنے والے جو حیدرآباد مین چہپے تہے گرفتار کر لئے گئے تہے اسلئے لوگون کی ناراضی زیادہ تر پہیلتی جاتی تہی ۔ یہہ اورنگ آباد کے مفسد جو نہین حیدرآباد مین آئے اور نوابصاحب کو اطلاع ہوی فوراً گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے پاس بہیجدیا ان غدارون کے دوستون کو بہت برا معلوم ہوا اور تجویز ہوی کہ چند اشخاص حضور پرنور مین حاضر ہو کر ان لوگون کے چہوڑ دئے جانے پر اصرار کرین ۔ نواب مرحوم اور حضور پرنور دونون کو یہہ دہمکی دیگئی کہ اگر سرکار انگریزی سے جنگ نہو گی تو حیدرآباد کے لوگ دونون کو مار ڈالینگے

کیون منصو کیا اس مقام پر تہین یہہ جگہ حیرت آور نہ معلوم ہوگا کہ حضور پر نور
اور اون کے وفادار وزیر نے ان دہمکیون کا مطلق خوف نکر کے استقلال
کی راہ کو نچہوڑا۔ چند نمک حلال عرب اور حضور پر نور کی ہمراہی کی فوج کے کچہہ
لوگون کی اعانت سے حیدرآباد مین کسیقدر انتظام قایم رہا۔ شہر کے خاص خاص
دروازون پر عربون کے پہرے تہے اور اونکو حکم تہا کہ جب کسی کو گورنمنٹ انگریزی
کے مخالف غدر کرنیکی ترغیب دیتے ہوئے پائین فوراً گولی ماردین۔
عموماً وہ لوگ جو غدر انگیز وعظ کہتے پہرتے تہے گرفتار ہوتے تہے۔ اس آفت کے
چند ہی روز کے بعد میجر جنرل ہل نے کہ اوسوقت اوس تمام فوج کے افسر تہے
جو اس سلطنت مین متعین تہے حسب ذیل تحریر کیا۔
ان مستحکم انتظامون نے تمام جنوبی ہندوستان کو اس زلزلہ سے بچا لیا اگر حیدرآباد
بہی ہمارا مخالف ہوجاتا تو لامحالہ تمام مدراس کے مسلمان حیدرآباد کی پیروی
کرتے۔ مدراس پریزیڈنسی مین یہہ امر مشہور تہا۔ کہ تمام انگلستان کو جاننا
چاہیئے کہ انگریزون کی سلطنت جنوبی ہندوستان مین صرف سر سالار جنگ
کے سبب سے قایم رہی جنہون نے نہایت دانشمندی اور
ہوشیاری کے ساتھ وفاداری سے ایسے نازک وقت مین اس حشر انگیز

آفت کو اپنی خوبی انتظام سے بآسانی روکا اور غدر نہو نے دیا۔

باوجود اس تمام پیش بینی اور احتیاط کے نواب صاحب مرحوم اوس حملہ کو نہ روک سکے جو رزیڈنسی پر ہوا۔ مگر چونکہ مرحوم کو ان باغیون کے ارادہ سے اطلاع ہو گئی تھی لہذا اونہون نے کرنیل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تھا اسیوجہ سے مقابلہ اچھی طرح ہوا اور باغی کامیاب نہوے یہہ حملہ پانسو رہیلون نے بہ افسری علاوالدینخان وطرہ بازخان کیا تھا۔ ۷ جولائی ۱۸۵۷ء کی شام کو یہہ لوگ شہر سے رزیڈنسی کیطرف روانہ ہوے راہ مین اور بہت سے ناعاقبت اندیش شامل ہو گئے رزیڈنسی پہونچنے تک کئی ہزار آدمیون کا مجمع ہو گیا۔ رزیڈنسی کی مغربی دیوار کے متصل دو اونچے کوٹہے کے مکان تھے اونپر روہیلون نے قبضہ کر کے وہان سے رزیڈنسی کی فوج کو مارنا شروع کیا اور کوشش کی کہ رزیڈنسی کی دیوار کو توڑ کر اندر جانے کا راستہ بنائین مگر ممکن نہوا کیونکہ انگریزی توپ خانہ نے بھی خوب گولہ اندازی کی یہہ غدری لوگ شام تک بندوقون سے حملہ کرتے رہے یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا شب کو سکوت ہوا صبح کو آخری فیر رزیڈنسی پر داغکر واپس آئے اور بتیس مجروحین کو وہین بسمل چھوڑا۔

اس حملہ کے پہلے کرنیل ڈیوڈسن کے ہندوستانی دوستون نے صلاح دی کہ رزیڈنسی کو بالفعل چہوڑ دینا مناسب ہے۔ مشہور ہے کہ اسکا جواب اونہونے یہہ دیا۔ "میرا جی چاہتا ہے کہ میری ہڈیان بہی حیدرآباد مین رہین۔ اگر کہل کر لڑائی ہوا اوسوقت بہی مین آخر تک لڑونگا"

اس حملہ کے بعد پہر رزیڈنسی کی حفاظت کثیر المقدار فوج سے کیگئی گو کہ سکندرآباد کی فوج کے افسر اعلی کی راے نہ تہی کہ اسقدر فوج یہان رہے لیکن رزیڈنٹ اور اونکے فرسٹ اسسٹنٹ میجر تہارن ہل اور فوجی سکرٹری میجر برکس کی یہہ راے ہوی کہ فوج کے چلے جانے سے نواب صاحب اور خود حضور پرنور کی قوت ضعیف ہوجائیگی۔

کرنیل ڈیوڈسن کے اس استقلال کی بڑی تعریف ہوی کہ اونہون نے رزیڈنسی نہین چہوڑی اور کنٹنجنٹ کی فوج بافسری سرہنر روز گورنمنٹ انگریزی کی اعانت کو بہیجدی۔

واقعی یہہ استقلال قابل توصیف تہا اگر رزیدنسی چہوڑ دیتے تو علاوہ ڈربوک مشہور ہونیکے بڑی مشکل یہہ پیش آتی کہ نواب مرحوم بالکل اکیلے رہجاتے اس وجہہ سے اوس وفادار کی تدبیرین ناقص رہجاتین۔

ان باغیون سے افسر آخر الامر گرفتار ہوے۔ طرہ باز خان نے جب قید سے
بہاگنے کا قصد کیا تو اوسکو گولی ماردی گئی۔ مولوی علاء الدینخان کو حبس
دوام بعبور دریاے شور کی سزا دیگئی چنانچہ وہ ابتک جزیرۂ انڈمن مین قید ہے
چند سال بعد اوسکی درخواست آئی تہی کہ گورنمنٹ حیدرآباد اوسکو بلا کرادے
لیکن نواب مرحوم نے ایسے مفسد کا پہر اس ملک مین آنا پسند نہین کیا۔
کرنیل ڈیوڈسن نے اپنی رپورٹ انتظامی ۵۸-۱۸۵۷ء مین جو واقعات حیدرآباد کے
ایام غدر لکہے ہین اوسمین ایک وجہہ یہان امن قایم رہنے کی یہہ ہی لکہی ہے کہ
رسالہ کنٹنجنٹ کے ملازمون نے جو خطوط اپنے احباب واعزا کے پاس بہیجے
تہے اونمین بڑی بڑی لڑائیون اور دشمنون کی شکست اور فوج انگریزی کی فتحیابی
کے حالات درج کئے تہے اس سبب سے یہان کے مفسدون کے دلمین سرکار
انگریزی کی دہشت سماگئی اور زیادہ جرارت نہوی۔
اس تہلکہ کے کئی سال بعد وزیر مرحوم نے جو اپنے ایک دوست کو
ولایت لکہا تہا اوسکا خلاصہ یہہ ہے "میری نسبت اکثر کہا گیا کہ مین
ہندوستان کا بچانے والا ہون لیکن فی الحقیقت اگر مین اپنے حضور پرنور
اور سرکار عظمت مدار کے کچہہ کام آسکنے کے لایق ہوا تو جنرل

تہارن ہل کی تعریف کرنا چاہیئے ۔ اگر جنرل موصوف حیدر آباد مین نہوتا
تو نہ معلوم حضور پرنور اور رزیڈنسی اور میرا کیا حال ہوتا ۔

کرنیل ڈیوڈسن اپنے عہد کی پوری لیاقت اور اعلی درجہ کی مستقل دانش
رکہتے تہے ۔ لیکن اگر جنرل تہارن جیسا مضبوط اور مستقل مزاج آدمی
موجود نہوتا تو میری راے مین کرنیل ڈیوڈسن اِن مصیبتون کو
نہ جہیل سکتے ۔ اپنی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ جنرلِ تہارن ہل کی صلاح اور
مدد نے میری جرأت کو قایم رکھا اور مین اوس عام ناراضی کا مقابلہ
کرسکا جو تمام ملک مین پہیلی ہوئی تہی اور جسکو پوری طرح کوئی
انگریز سمجہہ بہی نہین سکتا ۔“

انکے بعد جنرلِ برکس کی خدمات قابل تعریف ہین اِن کی قوت اور
اونکی جرأت اوسوقت بہت کام آئی جبکہ باغیون نے رزیڈنسی پر
حملہ کیا تہا ۔ مجکو اس امر کے معلوم ہونے سے سخت بدلی ہوئی کہ
اِن دونون افسرون کے خدمات پر کچہہ لحاظ نہین کیا گیا ۔“

زمانہ غدر مین جو نیک روش حضور پرنور اور اونکے دیوان سر سالار جنگ
مرحوم نے اختیار کی تہی اسکو سرکار عظمت مدار ہند نے تسلیم کیا اثنا ے امن

کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ نے سفارش کی کہ گورنمنٹ انگریزی کو وزیر دکن
اور بعض دیگر امرار دکن کی وفاداری کی نسبت اظہار خوشنودی کرنا چاہیئے
سر سالار جنگ مرحوم کے ذکر مین رزیڈنٹ موصوف نے یون لکہا۔ "
جو اعانت کہ بلا تامل وزیر دکن نے گورنمنٹ انگریزی کو دی اوسکی تعریف
کسی اندازہ کے ساتہہ حیطۂ امکان سے خارج ہے۔ سابقاً کسی وزیر دکن نے
ایسی محنت کے ساتہہ اسکو گورنمنٹ انگریزی کا دوست ثابت نہین کیا
تہا۔ اونہون نے بغیر کسی پوشیدہ مصلحت کے اپنی جان پر کہیکر مدد دینے
کا قصد کر لیا تہا اسوجہ سے تمام مسلمانان دکن اون سے ناراض ہوگئے تہے مگر کسی دہمکی کسیکر
خوف کسیکے خوشامد نے اونکو اوس سچی وفاداری کی راہ سے نہین ہٹایا جسکو
وہ اختیار کر چکے تہے۔ کئی مرتبہ اون کے قتل کی تدبیر کی گئی اور یقیناً اونکو
اسکی خبر تہی لیکن نہ اس خوف نے اور نہ اون خبرون نے جنسے ممالک
مغربی و شمالی مین ہماری شکست ظاہر ہوتی تہی نواب کو ایک منٹ کیلئے
ڈرایا جس خواہش یا ضرورت کو مین اونسے بیان کرتا تھا اوسکو اوسی
استقلال اور مضبوطی کے ساتہہ وہ قبول کرتے تہے اور گورنمنٹ نظام
کے جتنے محاصل پر اونکا قبضہ تہا وہ سب میری اختیار مین دیدیے تہے۔"

اسکے علاوہ ایک اور انگریزی ذی اقتدار افسر ہندوستان نے اوسی وقت مین یہ فقرہ لکھا کہ "نواب صاحب کی خدمات نہایت بیش بہا اور غیر ممکن المعاوضہ ہین"

ابتدائے ۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ نے حضور پرنور نواب افضل الدولہ مرحوم کو ایک چٹھی لکھی جسمین لکھا کہ "اس نازک وقت مین جو وفاداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوسکی نہایت شکرگزار ہے" اور گورنر جنرل نے یہ بہی وعدہ کیا کہ آیندہ ان خدمات کی نسبت خوشنودی اور طریقہ سے بہی ظاہر کیجائیگی۔

فبروری ۱۸۵۹ء مین ایک یہ قضیہ اتفاقیہ ظہور مین آیا کہ کرنیل ڈیوڈسن رزیڈنٹ اور نواب صاحب حضور کے دربار سے واپس آتے تہے کہ یکایک ایک متعصب شخص نے حملہ کیا جسکا ذکر کرنیل ہیسٹنگ فریزر نے جو اوسوقت موجود تہے یون لکہا ہے "دربار سے مراجعت کے وقت اوس ملاقات کے کمرہ کے متصل ایک شخص نے جسکو ہندوستان کے رہنے سے نسبت کیا جاتا ہے۔ رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر قرابین سے حملہ کیا اوسوقت یہہ دونون صاحب ایک دوسرے کے ہاتہہ مین ہاتہہ ڈالے ہوئے

ٹہلتے تہے اتفاقاً یہ دونون محفوظ رہے لیکن نواب صاحب کے دو ایک
ہمراہی زخمی ہوئے پہر اوس نے تلوار کہینچی مین بہی کرچ نکالکر رزیڈنٹ کی
سپر ہو گیا اس عرصہ مین نواب صاحب کے ہمراہیون کی تلوارون سے
اوسکے ٹکڑے اڑ گئے لیکن زندہ رہا۔ نواب صاحب کے کوکا
میر تہور علی صاحب اس معرکہ مین زخمی ہو گئے تہے۔

لوگ بیان کرتے ہین کہ حملہ کرنیوالا قرابین داغنے کے وقت رزیڈنٹ
اور نواب مرحوم سے ۷۰ فیٹ کے فاصلہ پر تہا نواب صاحب کے ایک
ہمراہی نے قبل اسکے کہ قرابین فیر ہو اوسکا مونہہ بہر دیا اور اسیوجہ سے
یہہ دونون صاحب محفوظ رہے۔ اوس شخص کا نام جہانگیر خان تہا۔ یہ
ایک نامی بدمعاش تہا۔ ایک مرتبہ ایک مقدمہ کو جسمین یہ مدعی تہا
جج نے خارج کر دیا۔ اس نے حملہ کیا اور چاہا کہ جج کو چہری سے مار ڈالے
جج تو بچگئے لیکن مدعا علیہ زخمی ہوا۔

یہ شخص اون پٹہانون کے بہی مجمع مین شریک تہا جسنے ناصر الدولہ بہادر
کے محل مین جبراً گہس کر اپنا وہ قرضہ وصول کرنا چاہا جسکو وہ تسلیم نہین کرتے
تہے یہہ لوگ سب ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دیئے گئے۔

یہہ بہی سمجہا جاتا تہا کہ جہانگیر خان اون سوارونکا بہی شریک ہوا تہا جنہون نے جنرل مکنزی پر حملہ کرکے اونکو زخمی کیا تہا۔ یہ شخص ہمیشہ پورا اسلح رہتا تہا۔ جس روز اوس نے رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر حملہ کیا تہا وہ ایک موٹا روئی کا کوٹ پہنے ہوئے تہا جسکی وجہ سے بڑی دیر مین تلوارون نے اوسپر اثر کیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک مہینے تک زندہ رہا مگر کسیطرح نہ بتایا کہ کسکی ترغیب سے اوسنے حملہ کیا تہا۔

حضور پرنور کو بہی سخت رنج ہوا کہ ایسا نامعقول واقعہ خاص اونکے سامنے ہوا۔ اس خبر کے سُننے سے ہزارہا آدمی محل مین گہس آئے۔ حضور پرنور نے حکم دیا کہ یہہ لوگ نکال دئے جایئن اور نواب مرحوم اور رزیڈنٹ کو پہر ملاقات کے کمرہ مین بلاکر بہمراہی فوج خود رزیڈنسی تک تشریف لیگئے۔ ایسی ایسی خطرناک حالتون مین بہی وزیر مرحوم سرکار عظمت مدار سے دوستی مین نہایت مستقل رہے ہر ایک ساعت انکو اپنی جان کا خوف تہا۔ غدر کے بعد نواب مرحوم نے بارہا فرمایا کہ اوسی پرآشوب زمانہ مین اونکو پورا یقین اپنے ہلاک ہونیکا تہا۔ بجز چند خیرخواہونکے جو اونسے خاص متعلق تہے اور کسی پر اونکو اعتبار نتہا۔ باوجود ایسے شوروشغب کے اس امر کے یقین سے

کہ پہر سلطنت انگریزی ہوگی نواب صاحب کو اوس زمانیمین بہی مایوسی ہوئی جبکہ انگریزونپر مصیبت وادبار کا آسمان ٹوٹ پڑا تہا۔ نواب مرحوم کی دانش و دور اندیشی کا اندازہ اون نتیجون کے پیمانے سے ہو سکتا ہے جو آخر مین ظاہر ہوے۔ جسوقت دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا اوسوقت حیدرآباد والونکو یقین ہوا کہ ہان انگریز ہندوستان مین باقی ہین ورنہ پہلی تو سب یہہ سمجہ چکے تہے کہ انگریزونکا نام و نشان بہی ہندوستان مین اب باقی نہین رہا سب مار ڈالے گئے۔ اس واقعہ یعنی فتح دہلی کے سبب نواب مرحوم کو بہت مدد ملی اور یہ سبب قوی تہا دکن مین غدر ہونیکا لیکن بجز نواب مرحوم کے بہت کم لوگ جانتے تہے کہ کسقدر خوف اوسوقت تک تہا جب تک غدر کا زور و شور کم نہین ہوا۔ اونکا دل کبہی متزلزل نہوا کہ سرکار انگریزی ہندوستان پر مثل سابق قابض ہوگی یا نہین۔

۵ ماہ اکٹوبر ۱۸۶۱ء کو سرکار ہند نے ایک لاکہہ روپیہ کی قیمت کے تحفہ جات حضور کے لیئے بہیجے۔ یہ سب چیزین رزیڈنٹ نے دربار عام مین حضور کے سامنے پیش کین۔ علاوہ اسکے پچاس لاکہہ روپیہ حضور کے ذمہ قرض تہے سرکار ہند نے چہوڑ دیے اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ

اور وہر اسیون معہ شوراپور کے گورنمنٹ حیدرآباد کو مسترد کردے
شوراپور کا راجہ عذر مین باغی ہوگیا تہا۔ اور تیس ہزار کے قیمتی تحفہ جات
نواب مرحوم اور نواب شمس الامرا کے لئے گورنمنٹ ہند نے بہیجے۔
زمینداران بیکاپلی وغیرہ کو بہی مناسب تحفے دئے گئے۔ اور حضور پرنور کو
(نائٹ کمنڈر اف دی اسٹار اف انڈیا) کا خطاب عنایت ہوا
اس امن وامان کے ہوجانے سے نواب صاحب مرحوم کو پہر اپنی
مجوزہ اصلاحونکے شروع کرنیکا موقع ملا۔ اگرچہ نواب ناصر الدولہ مرحوم
اور نواب افضل الدولہ مرحوم دونون انکے طریقہ انتظام کو پسند نکرتے
تہے تاہم اس امر کا انکو یقین تہا کہ سوائے نواب مرحوم کے اور کوئی
شخص اس ملک کو اچہی حالت مین نہین لاسکتا اور گو کہ کئی بار انکے
موقوف کرنے کا ارادہ ہوا مگر بجز ایک دفعہ کے جسکا ذکر آئیگا کبہی عمل درآمد
نہین کیا گیا۔

۱۸۵۹ء کے آخر مین انتظام ملک کے چار حصے کردئے گئے تہے۔ حضور
پرنور اور نواب شمس الامرا چند اضلاع کا انتظام کرتے تہے جنکی آمدنی
بیس لاکہہ روپیہ کی تہی۔ نواب مرحوم ساٹہہ لاکہہ کی آمدنی کے اضلاع

کابندوبست کرتے تھے علاوہ ان اضلاع کے باقی فوجی وذاتی جاگیرات وغیرہ کا بہی انتظام اُنہین سے متعلق تہا۔ ان متفرق اضلاع وجاگیرات، کی آمدنی بیس لاکہہ سے تیس لاکہہ تک تہی۔ کاشتکارونپر مناسب لگان باندہا جاتا تھا اور حتی الوسع افسرانِ مال کے دست تظلم سے اونکو محفوظ رکہا جاتا تہا لیکن جب تک ضلع بندی کا طریقہ عمل مین نہین آیا انتظام کی شکل عملاً اچہی نہین رہی۔ جن اصلاحون کا اوپر ذکر ہوا علاوہ اون کے اور تدبیرین بہی ہوئین مثل عرب اور پٹہانون اور روہیلونکی فوج اور دیگر افواج مقاعدہ کی تخفیف اور بہت سے مفید عام وخاص انتظام جنمین نواب مرحوم کے کئی سال صرف ہوئے جنوری ۱۸۶۳ء مین ایک اور بہی تدبیر وقوع مین آئی جسکا اوپر ذکر نہین ہوا یعنی ہندوا ورمسلمان اطفال کی بیع وشراکی ممانعت قطعی طور پر اشتہار کے ذریعہ سے کی گئی۔

یہہ بہی واضح رہے کہ ان تمام اصلاحونکی تکمیل مین نواب مرحوم کو بڑی بڑی مشکلون اور مخالفتون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جیسی جیسی دقتین اوسوقت پیش آئین اونکا استقلال کے ساتھہ سامنا کرنا نوابصاحب ہی کا کام تہا وہ فوجین جو اضلاع ۔ شہر مین متعین تہین افعال ناجایز کی خوگر تہین اونکو

اون افعال سے باز رکہنا ہزارون خطرات کا باعث تہا بلکہ یون سمجہنا چاہیے
کہ خوف جان بہی نکرنے سے ناممکن تہا۔ اوسوقت مین خانہ جنگیان لڑائی جہگڑا
عام۔ چوریان ڈاکے ہر روز حادثہ پذیر ہوتے تہے۔ ۱۸۵۴ء مین ایک
برٹش افسر معہ اپنے اہل و عیال کے بڈن خان کی جاگیر مین سے ہوکر گزرا اوس
بیچارے کو چورون نے پالکی سے نکالکر تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ گاؤن
کے گاؤن روہیلون کے ہاتہہ سے تباہ ہوگئے تہے۔ ضلع الگندل مین ایک
گاؤن تہا جسمین برہمن رہتے تہے تعلقہ دار نے ایک گروہ روہیلون کا اسوجہ سے
وہان بہیجا کہ گورنمنٹ اوسپر قبضہ نکرنے پائے اونہون نے جنوری ۱۸۵۴ء
مین اوس تمام گاؤنکو لوٹ لیا اور اسقدر ظلم کئے کہ نواب مرحوم نے حضور پرنور
سے اس امر کی اجازت چاہی کہ انکی سزادہی کے لئے گورنمنٹ انگریزی سے اعانت
مانگی جائے۔ مگر حضور نے ابتداءً اس درخواست کو نامنظور کیا۔ کوتوال
شہر جو موقوف کردیا گیا تہا اوسنے ایک لشکر جمع کرلیا اور کہا کہ مین اپنی دفتر
کی مہر ندونگا جب تک کہ اتنا روپیہ مجہے نہ ملیگا۔ اضلاع مین روہیلون
نے اسقدر ظلم و تعدی پر کمر باندہ لی ہتی کہ بمجبوری کنٹنجنٹ کی فوج بہ ماتحتی جنرل
فریزر اونکی سرکوبی کو بہیجی گئی۔ آخر الامر ان غدارون کے گروہ گروہ گرفتار

ہوکر سزا کے لئے حیدرآباد بہیجے گئے - اونکو مختلف میعاد کی سزائین ہوئین
کچہہ دنون کے بعد اوس قلعہ مین سے جسمین وہ قید تہے ڈیڑہ سو سے زیادہ
مفرور ہوگئے نواب صاحب نے ہر مفرور کی گرفتاری کے واسطے پچیس[۵]
روپیہ انعام کا اشتہار دیا - بڈن خان کی جاگیر جنہون نے ان روہیلون
کو اپنے ہان امن دیا تہا اور جنکے مقابلہ مین جنرل مکتری بہیجے گئے تہے
ضبط کرلی - ان چند پٹہانون نے جو ناراض تہے کئی ہزار آدمیونکو شہر مین
جمع کیا اور نواب صاحب سے کہا کہ ایک مقدار کثیر روپئے کی گورنمنٹ کے
ذمہ باقی ہے وہ ادا کردو - یہ تقاضا ایسی سختی اور درشتی کے ساتہہ ہوا
کہ صاف سرکشی پائی جاتی تہی اور بالکل بوئے فساد آتی تہی - نواب صاحب
نے سکہون اور عربون کی فوج کو روہیلونکا جواب دینے کو بہیجا آخر کار
بغیر کشت و خون کے ہتیار رکہوائے - کچہہ زمیندارون نے بہی روہیلون
کی حمایت سے سرکشی کی اونکی سرکوبی کو فوج کنٹنجنٹ بہیجی گئی - اپریل
۱۸۳۵ء مین ایک ہزار فوج اور چار توپین ایک اور ضلع کودبال کی سرکشی
کا طوفان فرو کرنیکے لئے بہیجی گئی تہین - اوسی سال ماہ اگست مین
ایک عرب بالاسد نے شہر مین ہنگامہ برپا کیا اور کچہہ مکانات قبضہ مین کرکے

اوسمین آٹھہ ساتھہ سو عرب مسلح جمع کیئے نواب مرحوم نے فوراً فوج بھیجی اور اوسکو حکم دیا کہ شہر چھوڑ دے اوس دن دونون طرف سے بندوقین چلین طرفین کے کچھہ آدمی ہلاک ہوے دوسرے دن اور فوج معہ دو توپون کے بھیجی گئی بالاخر یہہ عرب چنچل گوڑہ کو بھاگ گئے نواب مرحوم نے جب اوس جمعدار کے دعوونکی تحقیقات کی تو وہ بالکل بے اصل پائے گئے اوسوقت اوسکی گرفتاری کا حکم ہوا مگر وہ معہ اپنے نایب کے خود حاضر ہو گیا یہہ دونون خارج البلد کردئے گئے ۔ پہر کوئی فتنہ وفساد نہین ہوا اور رفتہ رفتہ امن وامان قایم ہوتا گیا ۔

خونی و دیگر اقسام کے مجرمین بغیر سزا پائے نہین رہنے پاتے تھے نہ یہہ ممکن تہا کہ وہ اپنی مجرمانہ آزادی کو کام مین لا سکتے ۔ ایک خاص عدالت روہیلون اور لٹیرون کی کئی سال تک تحقیقات کرتی رہی اور جن لوگونپر جرم ثابت ہوا وہ جزیرہ انڈمن کو بھیجدیئے گئے ۔

۱۸۶۰ء مین اضلاع مستردہ دہراسیو رائچور نلدرگ کو نواب مرحوم نے اپنے ذاتی اقتدار مین لیا اور اونکی انتظامون کو انگریزی گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق جاری رکھا کیونکہ وہ اوسوقت اونہین اصول پر

بنی تہے اور ایک عرصہ سے برٹش عملداری کے خوگر ہوچکے تہے۔ یہ امر رزیڈنٹ
کی خواہش کے موافق تہا۔ اسکے منظور کرنے مین چند سازشونکی وجہ سے حضور پرنور
نواب افضل الدولہ بہادر نے تعویق کی تہی۔ چند معاندون نے آپسمین
سازش کرکے نواب مرحوم کے موقوف ہونے پر بڑا زور لگایا اور حضور
کو اس امر کا یقین دلایا کہ صاحب رزیڈنٹ کی خواہش ہے کہ نواب صاحب
سے دیوانی کا کام نکال لیا جائے۔ لیکن جب حضور پرنور
نے انکو موقوف کرنا چاہا تو کرنیل ڈیویڈسن نے صاف مخالفت رائے
ظاہر کرکے حضور کو تعجب مین ڈالدیا آخر معلوم ہوا کہ بعض اہل سازش کی
فریب دہی و غلط بیانی سے حضور پرنور نواب صاحب کی موقوفی پر آمادہ
ہوے تہے اور جب رزیڈنٹ صاحب نے اس بارہ مین اپنی رائے
مخالفانہ ظاہر کی تو حضور کو بہی اس سازش کا حال مفصل معلوم
ہوگیا اور سازش کرنے والے کا نام بہی کہل گیا۔ بالآخر حضور پرنور نے
بیش قیمت خلعت نواب مرحوم کو عطا فرمایا اور باہمی صفائی ہوگئی
اس جگہہ یہہ بہی بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی چند روزہ ناچاقی
مین جو حضور اور نواب صاحب مین ہوگئی تہی) اور لوگون اور محلات حضوری

کا کیا خیال تہا - محلات حضوری دل سے نواب صاحب کی طرفدار تہین اور فساد پر آمادہ ہو گئین تہین وہ کہتی تہین کہ عہد نواب مختار الملک مین جسطرح تنخواہ ہمکو ٹہیک وقت پر ملی ہے اس سے پہلے کبہی نہین ملی - اسوجہ سے سخت مخالفت ظاہر کی - حیدرآباد مین اس سے پہلے بہی بارہا ایسا ہوا ہے کہ محلات حضوری نے انتظام سلطنت مین داخل دیا ہے -

۱۸۶۱ء مین مسٹر ٹمپل (جو آخر مین سر رچرڈ ٹمپل ہو گئے تہے) کچہہ اخراجات کے متعلق تحقیقات کے لئے حیدرآباد آئے - انکو فوج انگریزی متعینہ سکندرآباد کے اخراجات کی تفتیش کرنی تہی - انہون نے ادراد کے ساتہی کرنیل بردن نے معلوم کیا کہ گورنمنٹ اوس مقدار سے زیادہ یہان فوج رکہتی ہے جس کا ذکر معاہدہ مین مندرج ہے - پہر یہہ امر تجویز ہوا کہ زاید فوج کے اخراجات (جو سکندرآباد مین رہتی ہے) گورنمنٹ انگریزی دیا کرے اور کسیقدر ہندوستانی فوج بہی کم کری جائے - مسٹر ٹمپل نے لکہا کہ "مین نے سر سالار جنگ سے ملاقات کی (جو ایک بڑی لایق مدبر مشہور ہین اور جنکے ہاتہہ مین گورنمنٹ نظام ہے) فی الحقیقت یہہ شخص پولیٹیکل دانش مین ضرب المثل ہونیکے قابل ہے -

سنہ ۱۸۶۲ء مین نواب مرحوم کے مخالف ایک اور سازش کی اطلاع ہوئی اور اوسکی روک فوراً کی گئی - اوس سال کمی بارش کے سبب بہت گرانی ہوئی اسوجہ سے غریبون پر سخت مصیبت آگئی - گورنمنٹ نظام نے اضلاع اور کلکتہ سے ۱۱۵۲۹۹۱ روپیے کا غلہ منگایا اور کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کیا - کلکتہ سے زیادہ ترچانول آتے تھے لیکن ذرایع آمدورفت کے نقصان کی وجہ سے کلکتہ کا غلہ اسقدر دیر مین پہونچا کہ یہان زیادہ مفید نہو سکا علاوہ ازین یہان کے لوگون کو وہ پسند نہین آیا جس جس قیمت پر غلہ منگایا گیا حسب تفصیل ذیل ہے -

نام غلہ	مقدار	قیمت
برنج	۹۸۷۰ پلہ	۱۹۰۳۹۷
گندم	۶۷۳۲ پلہ	۱۲۲۵۹۹
جوار	۶۵۱۸ پلہ	۸۶۷۱۱
مونگ	۷۷۰ پلہ	۱۱۲۹۸
نمک و مصالحہ	•	۳۱۶۰
متفرقات اشیاء	•	۹۱۹۴
		جملہ ۴۲۳۳۵۹

د واضح رہے کہ ایک پلہ تین من کا ہوتا ہے۔

اوسی سال ڈسمبر مین نوابصاحب مرحوم گھوڑے سے گر پڑے حضور پرنور کو سخت تشویش ہوئی اور ساعت بساعت استفسار حال فرماتے تھے۔ اور جب معلوم ہوا کہ نواب صاحب صحیح وسالم ہین تو پانچ ہزار روپے اس خوشی مین خیرات کرنیکے واسطے نواب صاحب مرحوم کو بھیجے۔

اگست ۱۸۶۴ء مین مجلس مال حیدرآباد مین قایم ہوئی تا کہ مالی انتظام ملک کی نگرانی کرے۔ اور پولیس کابھی عمدہ اصول پر اضلاع مین انتظام کیا گیا۔ مجلس مالگذاری نے درخواست کی کہ گذشتہ چبیس برس کے اندر جسقدر انعام وجاگیر واوقاف دیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کیجائین جب تک یہ مجلس قایم رہی اچھا کام کرتی رہی مگر چند سال کے بعد وہ توڑدی گئی اور صدرالمہام مالگزاری کا محکمہ قایم ہوا۔

۱۸۶۶ء مین بھی حیدرآباد اور اوسکے نواح مین قحط کی تکلیف نے جلوہ گری کی۔ کئی مہینے تک گورنمنٹ نظام کی طرف سے کھانا یعنی روٹی اور کھچڑی محتاجین کو تقسیم ہوتی رہی۔ اس خیرات مین ۲۵۹۰۳۴ روپیہ صرف ہوا کم تنخواہ دارون کی تنخواہونمین اضافہ کردیا گیا تھا۔ سوارونکو پانچ روپیہ

اور پیادون کو دو روپیہ ماہوار علاوہ اونکی تنخواہ کے ملتا تہا۔

۱۸۶۷ء کے شروع مین نواب مرحوم نے بمجبوری استعفا دیا اسکی وجہ یہہ تہی کہ حضور پرنور نے انکے ایک کہلے ہوئے دشمن کو اپنے اور نواب مرحوم کے درمیان وکیل مقرر کیا تہا۔

حیدرآباد کا قدیم سے یہ دستور رہا کہ حضور پرنور کیطرف سے ایک وکیل رہتا تہا جو روزانہ حضور کے پیغامات وزیر کے پاس لاتا اور اونکے جواب لیجاتا تہا وزیر کو ہفتہ مین صرف ایکبار حضور مین حاضر ہونا چاہیئے تہا بجز اون درباروں کے جنمین طلبی ہوتی تہی۔

محی الدولہ کئی سال سے وکالت کا کام کرتے تہے جب اونکا انتقال ہوگیا تو ایک دشمن لشکر جنگ نامی اوس عہدہ پر مامور ہوئے۔ یہ مشہور دشمن نواب صاحب کے تہے۔

وہ جو اسباب کہ حضور کی ناراضی کا باعث ہوئے یہہ تہے۔

کچہہ دن پیشتر سر جارج یول کو گورنمنٹ آف انڈیا کا یہ حکم ہوا تہا کہ خاص قسم کے مجرم سپرد کئے جانیکے نسبت گورنمنٹ نظام سے بطور معاہدہ کے ایک گفتگو کیجائے۔ اس گفتگو کا ہنوز نتیجہ ظاہر نہونے پایا تھا کہ

حضور پرنور نے نواب مرحوم سے اپنی ناراضی ظاہر کی ۔ رزیڈنٹ
کا یہ قول تہا کہ حضور کو یہ باور دلایا گیا تہا کہ اس معاہدہ کی گفتگو شروع
کرنیکی بنا نواب صاحب نے ڈالی ہے اور اونہین پر اسکا الزام ہو اسیوجہ
سے اپنی ناراضی ظاہر کرکے لشکر خنگ کو اپنا وکیل مقرر کیا ۔
لشکر خنگ ایک بدچلن شخص تہا ۔ اور دومرتبہ انکی بدچلنی گورنمنٹ پر بخوبی
ظاہر ہوچکی تہی ۔ ایک توجب اونہون نے ادن اضلاع کو ویران کردیا
جو بموجب صلحنامہ ۱۸۶۰ء کے گورنمنٹ انگریزی کو ملنے والے تہے ۔
دوسری جب اونہون نے خاص حضور پرنور کے ایک موضع دہار اسیو
مین ظلم و تعدی کی کارروائی کی ۔ اس دوسرے جرم مین وہ موقوف
کردیئے گئے اور یہ موضع نوابصاحب مرحوم کے سپرد ہوگیا ۔ اونکے
بچانیکے لئے نواب صاحب سے بہت کچہہ سفارشیں کیگئیں لیکن نواب مرحوم
نے کسیطرح قبول نہین کیا ۔ اسیوجہ سے نواب مرحوم کے ساتہہ لشکر خنگ کو
ایک ذاتی عداوت ہوگئی تہی ۔
یہہ بات ہر شخص سمجہہ سکتاہے کہ جب حضور کے وکیل کے یہ چال چلن ہون
مختار الملک جیسا مدبر ایسے شخص کے ساتہہ انتظامی امور مین کیونکر تعلق

رکھہ سکتے تھے لہذا نواب صاحب مرحوم نے حضور پرنور سے استعفا پیش کرنے کی اجازت چاہی - چند روز کے بعد حکم ہوا کہ تحریری استعفا پیش کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تحریری استعفا پیش ہوا - صاحب رزیڈنٹ اچھی طرح اس امر کو جانتے تھے کہ ایسے وقت مین نواب صاحب کا ملکی انتظام سے جدا ہونا ملک کے لئے آفت کا سامنا ہے نظر بر آن حضور مین عرض کرا بھیجا کہ اس بارہ مین حاضر ہو کر کچھہ عرض کیا چاہتا ہون " سر جارج یول نے پہلے اپنی خواہش نواب صاحب کے بحال رہنے مین صاف صاف اسلئے نہ ظاہر کی تھی کہ شاید حضور پرنور خود ترحم فرمائین لیکن جب قضیہ برعکس پایا اور یہ خیال کیا کہ بغیر دخل دئے یہہ گتھی نہ سلجھیگی تو انہون نے ایک خط حضور کو لکھا جسمین خاص ملاقات کی اجازت طلبی تھی - اسکے بعد جو کچھہ ہوا وہ صاحب رزیڈنٹ نے خود تحریر کیا ہے جسکی ذیل مین نقل کی جاتی ہے -

" یہہ خط بسبب اسکے کہ بسنت کی تعطیل ہو گئی اور بسنت کے دنون مین حضور کسی تکلیف دہی کو پسند نہین کرتے تھے دسوین فروری کو بھیجا گیا - دوسرے دن حضور نے سر سالار جنگ کو اسی مضمون کا

اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر کو قبل دربار ریزیڈنٹ کے پاس بھیجون کیونکہ ریزیڈنٹ کا استقبال وہی کرینگے ٭ ان الفاظ سے گویا حضور نے سر سالار جنگ کو اس بات کا ایما فرمایا کہ دربار مین نہ حاضر ہون - الغرض امیر کبیر میرے پاس آئے اور بجز اسکے اور کچھہ نہین کہا کہ حضور پرنور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہنے کی خواہش کرتے ہین اوسکے جواب مین مین نے کہا کہ یہی خواہش سرکار انگریزی کی بھی ہے اور امید ہے کہ حضور پرنور بہت جلد مجھے حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرماینگے -

حضور نے یہانتک ٹالا کہ آخر الامر مجھے پھر یاد دہانی کی ضرورت ہوئی تو اوس وقت ۸ فروری ملاقات کے لئے مقرر ہوئی - مین نے مسٹری سکرٹری کرنیل برگ اور کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سکندرآباد کپتان ٹوڈی کو اپنے ہمراہ لیا اور حسب معمول حضور مین گیا -

یہی دونون افسر کرنیل ڈیوڈسن کے بھی ہمراہ تھے جب وہ ایسی ہی مطلب کے واسطے حضور پرنور کی ملاقات کو گئے تھے -

وہانکا بھی ویسا ہی سکوت اور انتظام کی حالت مین تھا جیسا کہ ہمیشہ دیکھا

میرا استقبال نواب صاحب نے (کہ بغیر حضور کی طلب کے دربار مین آ
سکتے) اور امیر کبیر نے کیا اور یہی دونون مجھے ایک چھوٹے کمرے
مین لے گئے وہان سے یہ دونون تو واپس آئے اور مین ملاقات کے
کمرہ مین گیا۔ اس کمرہ مین جون ہی مین اپنا جوتا اوتار کر چڑہا دون ہی حضور
آگئے اور بیچ مین مجھے گلے ملے۔ وہ ایک مسند پر بیٹھے اور مین ایک
صاف کپڑے پر جو اوسکے متصل بچھا ہوا تھا اونکے پہلو مین بیٹھہ گیا
اور میرے قریب وہ دونون میرے ساتھہ کے افسر بھی۔ حاضرین دربار
مقابل کے دوسرے کمرے مین چلے گئے جہان باتون کی آواز نہ جا سکتی تھی
مین نے اپنی گفتگو یون شروع کی کہ مین چار سال سے اپنی حتی الامکان اسی
کی کوشش کر رہا ہون کہ حضور کے ملک مین روز افزون بہتری و خوشحالی
کی ترقی ہو اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہے۔ اسوقت صرف
دو کامون کے واسطے حاضر ہوا ہون اول تو یہہ کہ تمغہ اسٹار آف انڈیا
کی عطا کا جو معمولی طریقہ ہے اوسکے خلاف جناب ملکہ معظمہ نے اجازت دی
کہ نواب سر سالار جنگ بہادر کو اور مجھے آپ اپنے دست مبارک سے یہ
تمغہ جات عنایت فرمائین۔

یہہ سنتے ہی حضور پر نور نے دیوان سے اپنی ناراضی ظاہر فرمادی - مین نے
عرض کرنا شروع کیا کہ نواب صاحب نے حضور کے ملک کا کیا عمدہ انتظام کیا ہے
اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رکھنے کی کیسی کوشش کی ہے اور کیتے ہیں
یہہ سالار جنگ حضور پر نور سے ڈرتے ہین - غرضکہ - اسیطرح کے اور دس پانچ
جملے عرض کئے مگر ہر جملہ پر حضور اپنی ناراضی ظاہر کرتے رہے اور میرے
پاس سے اُٹھکر کہا کہ سالار جنگ بہت مغرور ہے یہانتک اوسکو اپنی کارگزاری پر
گھمنڈ ہے کہ جب کوئی خواہش اوسکی پوری نہین ہونے پاتی تو استعفا
دینے کی دہمکی دیتا ہے نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا کی فرمانبرداری چاہئے - یہہ کہکر
حضور کسیقدر خوشمزاج ہوئے اور اثنا تقریر مین کبھی کبھی اپنے قول پر
ہنسے جاتے تھے آخر مین فرمایا کہ آپ واقف نہین ہین چند سال سے مین نے
اپنے معاملات کا کیسا عمدہ انتظام کیا ہے یہہ ہر بادشاہ کا فرض ہے - کہ
ملک کے کاروبار مین ہمیشہ عمدگی سوچتا رہے اور اسیطرح چند کلمات فرمائے
مین نے کہا کہ نواب صاحب کے استعفا دینے کا باعث یہہ ہے کہ حضور نے
لشکر جنگ کو اپنے اور نواب صاحب کے درمیان وکیل مقرر فرمایا ہے
لشکر جنگ اس کار سترگ و بزرگ کے لایق نہین ہے علاوہ ازین وہ

ایک مشہور دشمن نواب صاحب کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اوسکی توسط سے
کام اچھی طرح نہین چل سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ لشکر جنگ میر فرمانبردار آدمی ہے
یہہ کہکر پہر اوسی استعفا کا ذکر شروع کیا اور فرمایا کہ شہر کی عدالتین نہایت
خراب حالت مین ہین۔ مین نے عرض کیا کہ سالار جنگ کے پہلے تو کوئی
بہی عدالت نہی اور ہر چیز کی تکمیل دفعتہً ممکن نہین جہانتک بن پڑا نوابصاحب
نے اچہے آدمی منتخب کئے اور ضوابط و قوانین بہی منضبط کئے۔ اور یہ
استعفا جو دیا ہے تو مین یقین دلاتا ہون کہ اگر حضور پورا اعتبار اونپر
رکہینگے تو وہ کبہی آئندہ استعفا نہ پیش کرینگے پہر مین نے عطای تمغہ کا
ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ مین آپکو بخوشی تمغہ دونگا اور باوجود ناراضی
اپنے وزیر کو بہی تمغہ دینے مین کچہہ عذر نہ کرونگا اسکے بعد فرمایا کہ پندرہ
روز کے عرصہ مین مین آپ سے پہر ملنا چاہتا ہون اس عرصہ مین جو کچہہ مجہے
کہنا ہے مین لکہکر بہیجدونگا اور امیر کبیر کو بہی بہیجونگا آپ اون سے ضرور
ملئے۔ مین نے کہا کہ پندرہ روز کا عرصہ بہت ہے دو تین دن کے
عرصہ مین پہر ملاقات کا ہونا زیادہ مفید ہوگا۔ اسپر فرمایا کہ میری
طبیعت اچہی نہین۔ یہہ کہکر قریب تہا کہ عطر و پان طلب فرمائین کہ

پھر مجھسے پوچھا "کیا حقیقت مین آپکی بدلی ہو گی اور آپ کونسل جاتے ہین" مین نے کہا ہان یہہ خبر صحیح ہے - فرمایا یہان صاحبان رزیڈنٹ عرصہ تک نہین رہتے آپکا جانا اسوقت ایک افسوس کا مقام ہی کیونکہ جانتے ہین آپ یہان کے تمام معاملات سے واقف ہوچکے ہین - اور دس بارہ برس مین اور بہی واقف ہوجاتے - اس عرصہ مین عطر و پان آگیا اور مین رخصت ہوا -

یہہ ایک مختصر بیس منٹ کی ملاقات کا ذکر تہا - اس قلیل عرصہ مین حضور پر نور کے متواتر قطع کلام کرنے عاجز کر دیا کہ ایک ہی مطلب دو دو تین تین مرتبہ کہنا اور سننا پڑتا تہا -

جب چار روز اس ملاقات کو گذر گئے اور حضور پر نور سے مطلب کچہہ خبر نہوئے تو مین نے نوابصاحب کو لکھا کہ آپ حضور کو وہ ذکر یاد دلائے جو دربار مین ہوا تہا - چار روز گزر چکے ایسے امور عظیمہ کے طی کرنے مین جسقدر دیر ہوتی ہے حضور کے ملک کی بہبودی کو مضر ہے اور گورنمنٹ انگریزی (جو قایم دوست اس دولت کی ہی) تہہ دل سے ہر وقت یہان کی بہتری مدنظر رکہتی ہے - ۲۳ دین تاریخ حضور نے

امیر کبیر کو میرے پاس بہیجا- مین سنے یہہ امراونکے گمنون خاطر کر دیا
کہ گورنمنٹ انگریزی سر سالار جنگ کی صرف اسوجہ سے طرفدار ہی کہ اونہون نے
حضور کے ملک کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور اسوجہ سے دونون سلطنتون
مین دوستی قایم رکہی اگر اسس ملک کا انتظام عمدہ نہوتا تو اس دوستی کا قایم
رہنا ممکن تہا- یہہ بہی مین سنے امیر کبیر سے کہا کہ خوب یاد رکہئے اسوقت
کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اس لیاقت اور ایمانداری سے انتظام
کر سکے جیسا کہ نواب صاحب سے ظہور مین آیا اور اگر کوئی شخص ایسا ہو بہی تو
اوسکا ابہی تجربہ نہین سر سالار جنگ سنے بارہ سال کام کرنے سے اپنی
لیاقت بخوبی ثابت کر دی- اپکو یہہ بہی معلوم ہے کہ اس سے پیشتر
کسقدر بدانتظامی تہی اور اونہین بدانتظامیونکی وجہ سے سرکار انگریزیکو
کنٹنجنٹ قایم کرنی پڑی اور اوسکے خرچ کے لئی ملک برار لینا لازم ہوا-
اگر انتظام عمدہ ہوتا تو یہہ امور کبہی واقع نہوتے اب کسیطرح اوس پرانے
طریقہ بدانتظام کا خراب حالت مین رہنا ممکن نہین- جون جون سرحدی
ملکون مین ترقی ہوتی جائیگی یہان بہی ترقی کا قایم رہنا لازم ہوگا اور
ان اصلاحون اور ترقیون سے کئے جو فواید قرار پائین حضور کو ہر گز اونسی عذر

کرتا نہ چاہیئے - امیر کبیر نے اسکے جواب مین کہا کہ حضور پرنور سالار جنگ کے انتظامون سے کچھہ ناراض نہین ہین بلکہ اونکا تکبر ناپسند ہے اور اوسکی برداشت نہین کرسکتے مین تو نہین جانتا مگر حضور فرماتے ہین کہ سالار جنگ ہمیشہ استعفٰی دینے کی دہمکی دیا کرتے ہین اسباب کو حضور جانتے ہونگے مگر ظاہرا یہی وجہ حضور کی ناراضی کی ہے - مین نے کہا کہ - دو ہان شاید سالار جنگ نے عجلت کی ہو مگر حضور نے اپنے اور سالار جنگ کے درمیان لشکر جنگ کو وکیل مقرر کرنے مین بڑی غلطی کی - اب بحث یہ ہے کہ اس امر کی صفائی کیونکر ہو - سر سالار جنگ کا اپنے عہدہ سے جدا ہونا کسیطرح گورنمنٹ انگریزی نہین پسند کریگی کیونکہ اونکے علیحدہ ہونے سے یقینی خرابیان پیدا ہونگے جن سے ان دونون سلطنتون کی باہمی اتفاق مین فرق پڑجائیگا -

پہلے بدانتظامیون سے جو خرابیان ہوئین وہ صرف حضور ہی کی سلطنت مین اثر بخش رہین ہمارا کچھہ نقصان نہوا لیکن اب معاملہ کی صورت اور ہی کچھہ ہے اسوقت مین ہم یہانکی بدنظمیون سے چشم پوشی نہین کرسکتے کیونکہ ان خرابیون کے اثر کی توسیع ہمارے سلطنت تک لامحال پہونچیگی اسلئے ہم اس بات پر مجبور ہونگے کہ مقبوضی کے ساتھہ اون خرابیونکو دفع کرین

حضور پرنور کے لیئے بہتر ہے کہ وہ سالار جنگ کے ہاتھہ مین عنان حکومت رکھین کہ وہ بہت اچھی طرح ملک کا انتظام کر سکتے ہین اون کے موقوف کرنے سے جو بد نظمیان ظہور پزیر ہونگے حضور کو اونکے نتایج اوٹھانے پڑینگے" میری گفتگو کا امیر کبیر کے دلپر بڑا اثر ہوا اون کے سوالات سی ظاہر ہوا کہ اونکو یہہ معلوم نہ تہا کہ گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ نظام کی بد نظمیون کو بہ نسبت زمانہ سابق کے بہت سخت نظر سے دیکھیگی۔ پہر مین نے کہا کہ سر سالار جنگ حضور پرنور سے بہت ڈرتے ہین اور ہمیشہ اونکی خوشی کرنے کی فکر مین رہتے ہین۔ یہہ کہکر مین نے اپنا خط اونہین سنایا اور کہا کہ یہہ خط مین نے حضور کو لکہا تہا لیکن نواب صاحب نے صرف حضور کی ناراضی کے خوف سے مجہکو اس خط کے بہیجنے سے باز رکہا۔ الغرض بڑی گفتگو کے بعد امیر کبیر نے کہا کہ جو کچہہ آپ کر سکتے تہے وہ آپ نے کیا اور جو کچہہ مین کر سکتا تہا وہ مین نے کیا اب سالار جنگ کو دیکہنے دیجئے کہ وہ کیا کر سکتے ہین۔ اونہون نے اپنے قصور کی معافی ہندوستانی طریقہ سے کیون نہ چاہی۔ مین نے جواب دیا کہ اگر سر سالار جنگ کو اون اصلاحون اور تدبیرون کی

اختیاری کارروائی پر مجبور نکیا جاوے جنکو وہ ملک کی بہتری سمجہتے
ہین یقیناً اونکو عفو قصور چاہنے مین کچہہ عذر نہو گا - امیر کبیر نے
کہا کہ بیشک نئے قواعد و ضوابط ملک کے لیئے ضروری ہین - اور حضور
پرنور بہی کبہی اون سے مزاحمت نہین کرتے اور اونکو ہر طرح کا اختیار
ہے لیکن بروقت عذرخواہی حضور کے سامنے سالار جنگ
کو اس قسم کا کوئی عذر پیش کرنا نچاہیئے شاید حضور پرنور پہر آشفتہ
ہوجائین صاف صاف معذرت کرنی چاہیئے - مین نے کہا کہ بہتر ہے
مین اسی بات کی سالار جنگ کو صلاح دونگا مگر ابہی بہت
سے کام مثل عطائے تمغہ اسٹار آف انڈیا وغیرہ کے باقی ہین لہذا
آپ حضور سے عرض کیجیے کہ اس بکہیڑے کو بہت جلد طی کردین -
جب امیر کبیر رخصت ہوئے تو مین نے فوراً نواب صاحب کو امیر کبیر کی
تجاویز جو بہ نسبت عذرخواہی کے تہین لکہہ بہیجین اونکے خطوط سے
یہہ بات ٹپکتی تہی کہ سر سالار جنگ نے بہی یہی خیال کیا تہا کہ عذرخواہی
اور معافی چاہنے کی ضرورت ہے - اور حضور پرنور کے بیان سے
جسکی تصدیق پہر امیر کبیر کی گفتگو سے ہوی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ حضور کو

حضور

نواب صاحب کے استعفا دینے سے دلی ملال ہو گیا ہے اور جب تک وہ ملال رفع نہو صفائی کی کچہہ امید نہین ہے - لہذا مین نے بہی نواب صاحب کو یہی صلاح دی کہ عفو قصور چاہین - چنانچہ نواب صاحب نے درخواست طلب عفو وکیل کی معرفت حضور مین بہیجدی - حضور پر نور نے اوس درخواست کو سنکر اور چند شرائط بتائے اور فرمایا کہ جب تک یہہ امور مندرج نہونگی میرا غصہ رفع نہوگا - وکیل اوس درخواست کو نواب صاحب کے پاس واپس لائے نواب صاحب نے کوئی چارہ بجز اسکے نہ دیکہا کہ وہ شرائط بہی مندرج کر دئے جائین -

جب یہہ درخواست جس مین وہ شرائط لکہے جا چکے تہے حضور کی ملاحظہ مین پہر گزری تو فرمایا کہ "مین چار پانچ روز مین امیر کو کوئی حکم دونگا - چونکہ مجہپر یہہ عرصہ بہت شاق تہا لہذا مین نے فوراً ایک طویل العبارت خط حضور کے نام لکہا جسمین تمام گزشتہ حالات کا از سر نو ذکر کیا اور سخت عبارت مین حضور کی کارروائیون کے خراب نتایج ظاہر کئے" لیکن قبل اسکے کہ یہہ خط ترجمہ ہو کر حضور مین بہیجا جائے مختار الملک مرحوم نے امیر کبیر مرحوم سے کچہہ ایسی خط و کتابت کی جس سے مقصود اصلی

حاصل ہوگیا۔ یعنی امیر کبیر مرحوم نے حضور کو یہہ صلاح دی کہ اب دو چار روز کا تامل مناسب نہین ہے کیونکہ جو شرایط درخواست معافی مین حضور نے بڑہائے گو وہ بالکل خلاف اون شرایط کے تہے جو مین نے رزیڈنٹ سے کہی تہے تاہم مختار الملک نے اونکو منظور کیا لہذا اب کوئی وجہ حکم مین تامل کرنیکی معلوم نہین ہوتی۔

اسکے بعد ہی پہر وکیل نوابصاحب کے پاس بہیجے گئے اور حکم ہوا کہ ایک اور شرط بڑہائی جائے کہ (نواب صاحب آیندہ ہمیشہ خیرخواہ رہینگے) اس فقرہ نے نوابصاحب کو سخت صدمہ پہونچایا مگر یہہ شرط بہی بڑہادی گئی۔ آخرالامر ۲ تاریخ دربار مین طلب ہوئے اور نذر قبول ہوی اور جواب سلام دیا گیا۔

اسکے بعد حضور پرنور نے نوابصاحب اور صاحب رزیڈنٹ کو تمغہ جات اسٹار آف انڈیا عطا فرمائے اور دو ہفتہ کے بعد عیدالفطر کے دربار مین حضور پرنور نے نوابصاحب کی بڑی عزت افزائی فرمائی اور پانچ پارچہ کا خلعت قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا دربار عام مین مرحمت فرمایا اور اسوقت گویا یہہ ثابت ہوگیا کہ حضور پرنور کے دل مین

نواب صاحب کی طرف سے کوئی ملال نہین ہے اور اسی طرح نواب صاحب
کی دلشکستگی بہی جاتی رہی۔

سر جارج یول کے بعد سر رچرڈ ٹمپل رزیڈنٹ حیدرآباد مقرر ہوے
اونہون نے ایک کتاب لکہی ہے جسکا نام ہے (مین اینڈ اوینٹس
آف مای ٹایم اِن انڈیا) اس کتاب کا ایک فقرہ یہہ ہے "جب
مین حیدرآباد پہونچا تو سر جارج یول نے مجہے مفصل اوس ناچاقی سے اطلاع
دی جو حضور اور نواب صاحب مین ہو گئی تہی میرا پہلا یہہ سرکاری کام تہا
کہ اس باب مین حضور کو ایک مضبوط دوستانہ صلاح دون"

گورنمنٹ آف انڈیا نے سر جارج یول کی اوس حکمت عملی کو پسند کیا جو
اس بارہ مین اونہون نے اختیار کی تہی۔ بلکہ اسی حکمت کی تائید مین
ایک خط جو حضور کے نام آیا تہا یہہ ظاہر کیا کہ سرکار عظمت مدار ایسے وزیر
کی موقوفی کو ناپسند کرتی ہے جس نے سلطنت کے بیشمار فوائد کے
لئے بہت کچہہ محنت کی اور ہر طرح ثابت کر دیا کہ وہ ایسا لایق ہے
کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ نظام دونون اوس پر پورا بہروسا کرین
"حضور پر نور نے اسکے جواب مین جو خط ۲۹ اپریل ۱۸۶۷ء کو لکہا۔

اوسمین یہہ معمولی القاب و اداب سے کہ یہہ عبارت تھی " انکا عنایت نامہ
جسکی بوی محبت و وداد مشام جان کو معطر کرتی ہے پہونچا کمال
سرور وشادمانی ہوئی - آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ
کے خط سے آپکو معلوم ہوا کہ مین اپنے دیوان سے ناراض ہوگیا تھا
اور اسوجہ سے آپکو بہت ملال ہوا اور آپکی خواہش ہے کہ یہہ باہمی
ناچاقی دور ہو جاے - آپ یہہ بہی مجہے یقین دلاتے ہین کہ میرا
دیوان میرے ساتھہ ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری و ادب سے پیش
آتا ہے پریشانیان تابیدا رہتے ہین - یہہ سب آپ نے بلحاظ اوس دوستی
اتحاد کے تحریر فرمایا جو قدیم سے باہم ان دونون سلطنتون مین ہے
جب مین نے اس خط کے محبتانہ مضامین کو پڑہا تو بے شک مجہے یقین ہوا
کہ جو کچہہ آپ نے لکہا وہ محض باہمی وداد و اتحاد مبنی تہا - اسکے
جواب مین مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ دیوان موصوف میری گورنمنٹ کا
ایک قدیم ملازم ہے جسپر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکہی جاتی ہے - آپکے
عنایت نامہ آنے سے پہلے اوسکی عزت افزائی بکمال عنایت والطاف کیگئی
(جو اپنے ملازمون پر مین مبذول رکہتا ہون) آپ نے یہہ بہی نوکر بہ قلم

محبت رقم فرمایا ہے کہ مجھے اپنے وفادار وزیر پر پورا بہروسا رکہنا چاہیے اور اوسکی پولٹیکل معاملات مین تائید چاہیے۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین وزیر موصوفکو ہمیشہ فرمانبردار اور وفادار پاتا ہون اور میرا تعلق اوس سے ہمیشہ مہربانی۔محبت۔اعتبار اور تائید کا رہیگا۔

پس اسطرح وہ مشکل رفع ہوئی جسکے طرح طرح کی پیچیدگیون سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ سلطنت نظام ایسے خیرخواہ اور لایق وزیر کو ہاتھہ سے دیدیگی اوسوقت سے تاوقت انتقال جو ۱۸۸۳ع مین ہوا حضور پرنور پہر کبہی نواب صاحب مرحوم سے ناراض نہین ہوئے۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء مین نواب صاحب مرحوم نے ایک بڑی اصلاح یہہ کی کہ تمام ملک کی ضلع بندی کردی۔ اس سے پہلے نوابصاحب نے طریقہ اجراء قانون زمینداری کا خیال کیا تہا مگر پہر معلوم ہوا کہ وہ طریقہ ضلع بندی کی کارروائی سے زیادہ تر مفید نہوگا۔ لہذا ملک کی پانچ قسمتین جنکو یہان صوبہ کہتے ہین اور سترہ اضلاع جنکو علاقہ کہتے ہین مقرر ہوے۔ اونکی تفصیل یہہ ہے۔

نمبر	سمت	اضلاع	رقبہ	تعداد تعلقہ ہر ایک ضلع
۱	شمالی	سیدک	۱۶۸۲	۵
		اندور معہ سرپور تانڈور	۸۸۸۳	۱۲
		ایلگندل	۷۴۸۱	۹
		کہم	۹۷۷۹	۹
۲	شرقی	نلگنڈہ	۴۱۳۱	۵
		ناگرکرنول	۶۹۳۲	۸
		شرقی رائچور	۲۳۳۷	۵
۳	جنوبی	غربی رائچور	۳۳۷۲	۴
		شوراپور	۲۹۰۲	۴
		گلبرگہ	۳۱۲۱	۶
۴	غربی	بیدر	۶۲۸۸	۷
		ناندیڑ	۴۱۳۴	۹
		نلدرگ	۳۶۲۳	۹
		اورنگ آباد	۶۱۵۹	۱۰
۵	غربی و شمالی	پربہنی	۴۳۳۵	۶
		بیڑ	۳۸۷۸	۶
		اطراف بلدہ خاص	۳۶۶۳	۵
		مجموعہ	۸۲۷۰۰	۱۱۹

اس رقبہ مین سے قریب ایک ثلث کے صرف خاص اور پایگاہ اور تنخواہ محلات وغیرہ مین شامل تہا۔ باقی اضلاع دیوانی کہلاتی تہی اور انمین خاص گورنمنٹ کا انتظام تہا۔ ہر ایک سمت مین ایک صدر تعلقدار (یعنی کمشنر) مقرر کیا گیا اور ہر ضلع مین ایک تعلقدار (یعنی کلکٹر) مع دو ماتحت تعلقدارون کے اور علاوہ انکے تحصیلدار وغیرہ۔

اوسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات اور صیغہ طبابت میونسپل یعنی (صفائی) اور صیغہ تعلیم قایم ہوے۔

ان بے انتہا فائدہ بخش اصلاحون کے بعد کوئی انتظامی انقلاب نہین ہوا۔ البتہ وقتاً فوقتاً ان اصلاحونمین ترقی ہوتی گئی۔ لیکن ضلعبندی کا اصول جسکو قایم ہوے پندرہ سال ہوے اوسیطرح رہا اور کل انتظام اوسی پر مبنی ہوتے گئے۔

اسباب قحط دریافت کرنیکے لئے چند سال ادہر گورنمنٹ انگریزی سے ایک مجلس مقرر ہوی تہی اوس مجلس کے سوالات کے معتمد مال گورنمنٹ حیدرآباد نے جو جواب دئے ہین وہ ذیل مین مندرج ہین:۔

اس جدید طریقہ کے جاری کرنے مین جو جو مشکلات ملک تلنگانہ مین واقع

ہوئین اس طریقہ کے جاری ہونے مین تنگ راہ نہین - اس ملک مین
بٹائی کی رسم جاری تہی مرسٹواڑی مین نقدی لگان وصول ہوتا تہا
وہان یہہ دقتین واقع نہ ہوئین - مرسٹواری کے بہت سے تعلقات
کی پیمائش قدیم زمانہ مین صحت اور قاعدے سے ہو چکی تہی - مرسٹونکے
عہد مین اونکی دوبارہ جانچ ہوئی بدانتظامی کے زمانہ مین مقدار رقبہ کی
بحساب بیگہ کچہہ خیال نہین کی گئی لیکن چونکہ پرانے کاغذات مین نام
ورقبہ اور کہیتونکی جمع مندرج تہی لہذا تحقیق اون کاغذات سے صرف استعمال
کرنی پڑی کہ ہر ایک مقبوضہ مین نکاسی کے لایق کسیقدر زمین ہے -
مجہکو بہروسا ہے کہ اس کام کو اکثر افسران متعینہ نے نہایت ہوشیاری
سے کیا کیونکہ اسکے جانچ مین نے خود کی ہے -
پرانے کاغذات کی تحقیقات بخوبی عمل مین آئی اور جہانتک دریافت
ہوسکا صحیح رقبہ جدید کاغذات مین درج کیا گیا - ایسی ایسی مختلف
کارروائیون اور تحقیقات سے رقبہ متحقق ہوا -
دوسرا امر یعنی اسکی تحقیقات کہ ہر ایک مقبوضہ کا سالانہ لگان گذشتہ
دس سال مین کیا رہا بہ نسبت امر اول کے نہایت مشکل تہا -

تلنگانہ مین کاغذات دیہی سررشتہ دارون کے ہاتھہ مین تھے۔
یا اونکے نائب پٹواریون کے قبضہ مین تھے۔ سررشتہ دار کاغذات ان
کے دینے مین نہایت تکٹ کرتے تھے۔ اور جہان جہان پٹواری سررشتہ دارون
کے ماتحت تھے وہان بھی وہ لوگ سررشتہ دارون کے مخالف
کسی کام کی جرات نکر سکتے تہے۔ بعض اوقات ان لوگون نے
کاغذات دئے مگر فرضی اور اصلی کاغذات پوشیدہ رکھے۔
اصل یہہ ہے کہ ان کاغذات مین سے کسی کاغذ پر اعتبار نہین ہو سکتا
ہر ایک کہیت اور ہر ایک کاشتکار کی صحیح جمع کئی برس کی نہین معلوم
ہو سکتی۔ لیکن دو تین کاغذون کے اعتبار پر موضع کی جمع تشخیص
کردی گئی اور تعلقہ دارون اور ہوشیار تحصیلدارون نے پٹیل
اور پٹواریون کی مدد سے اس جمع کو کاشتکارون پر پہلا دیا یہہ
نہین کہا جاسکتا کہ یہہ سب جدید انتظام ایک سال مین ختم ہوا۔
اس معاملہ مین وقتاً فوقتاً تحقیقات ہوتی رہی جو جو غلطیان سامنے
آتی جاتی تہین اونکی اصلاح ہوتی جاتی تہی۔ مفید اور مناسب وقت مین
قواعد و ضوابطہ جاری کئے جاتے تہے اور تشخیص و تحصیل جمع کیلئے

ضابطہ بنائے جاتے تھے - ہر سال تعلقدارون اور تحصیلدارون کو
دو سوا تین کا دورہ کرتے تھے رعایا کی شکایتین سنی پڑتی تہین - جب
تحقیق جمع کی کوئی شکایت بدرجہ صحت و یقین پہونچ جاتی تو جمع مین
تخفیف کیجاتی اور اگر پٹیل اور پٹواریونکی کچھہ شرارت اشتعال پائی
جاتی تو اونکو سزا دیجاتی - ہر ایک کاشتکار کے پاس ایک کتاب
رہتی تھی جسمین اونکی مقبوضہ زمین اور جمع کی مقدار مندرج ہوتی اور اوسی
پر بروقت وصول جمع رسید لکہدی جاتی - اس طریقہ سے پٹیل و پٹواریونکی
زیادہ ستانے اور تصرف بیجا کی اچھی طرح روک ہوئی اوسی
انتظام کی روسے نمبر و رقبہ اور جمع ہر کہیت کی بخوبی معلوم ہوتی
ہے - سالانہ نقشہ جات جو پٹواری گورنمنٹ مین روانہ کرتے ہین
وہ اونہین تفصیلات پر مبنی ہین -

سرشتہ داری کی مشخصہ جمع مین تغیر و تبدل بہت زیادہ نہین ہوتا -
سالانہ تحقیقات اس ملک مین صرف اسکی رہتی ہے کہ کس کاشتکار نے
زمین چھوڑی اور کس نے اوسکو اوٹھایا اور آیا مشخصہ جمع سے زیادہ
لگان تو نہین لیا جاتا - اس ملک مین سالانہ جمعبندی سے

صرف اسیقدر مطلب ہے۔
اسطرح جب کاشتکارونکو اطمینان ہوا تو بہت سی افتادہ زمین مزروعہ ہوگئی اور ترقی زراعت کے ساتھہ آمدنی مین ترقی ہونی گئی اب اگر ایک کاشتکار زمین چھوڑ دیتا ہے تو دوسرا فوراً اوسکو لے لیتا ہے اسوجہ سے زمین افتادہ نہین ہونے پاتی۔ برخلاف مرہٹواڑی کے ملک تلنگانہ مین زراعت کی حالت ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہے یہان ایکسال کی کثیر اور موقع کی بارش سے تمام ملک سرسبز ہوجاتا ہے اور دوسرے سال اگر بارش نہو تو سبزی کا نام ونشان بھی نہین رہتا۔ اسوجہ سے ایک سال تو تمام رقبہ مین کاشت ہوتی ہے اور دوسرے سال صرف قلیل مقدار کا رقبہ مزروعہ ہوتا ہے باقی زمین جوت کر چھوڑ دی جاتی ہے یا وہ غلہ بویا جاتا ہے جسمین پانی کی ضرورت کم ہوتی ہے۔
پس ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ اس حصہ ملک کی جمع مستقل نہین ہوسکتی اور ہو بھی تو یہہ امید نہین کی جاسکتی کہ کاشتکار ہر سال پوری جمع ادا کر سکینگے ان وجوہ سے یہہ امر مقرر کیا گیا کہ ہر سال اور ہر فصل میں مقدار کمی و زیادتی اراضی مزروعہ کی تحقیقات کیجایا کرے اور جو

مرہٹواری مین اون تمام کہیتونکی جنکی کاشت مین کمی یا زیادتی ہوتی ہے
پیمائش کرکے ایک نقشہ بنایا جاوے اور ان کہیتونمین سے فیصدی دس
کی تحصیلدار اور اونکے ماتحت خود جانچ کیا کرین اور پہر ناظم جمعبندی
انکی صحت پیمائش کی نسبت اپنا اطمینان کرلیا کرین - اس طریقہ سے
رقبہ کے اندراج مین جو غلطیان ہوجاتی تہین اور بہت سا رقبہ مزروعہ جو
بغیر تشخیص جمع کے رہ جاتا تہا ان سب امور کا انسداد ہوگیا - جو کہیت
کہ سالانہ کاشت مین رہتے ہین اونکی پیمائش اسوجہ سے نہین ہوتی کہ کاشتکارونکو
اپنی بے اعتمادی کا خوف ہو - اسوجہ سے بڑے بڑے حصہ زمین کا
رقبہ آجتک وہی مندرج چلا آتا ہے جو پہلے ہوا تہا اور تشخیص جمع کی
غلطی بہی بدستور ہے -

سالانہ جمعبندی کچہہ اسواسطے نہین ہوتی کہ ہر موضع کی کشتواری آمدنی
مین تبدل یا اصلاح کیجاے بلکہ جیسا اوپر بیان ہوا صرف یہہ علم بہم پہونچانے
کے واسطے ہوتی ہے کہ کون کون سا کہیت بسبب عدم بارش یا اور کسی
مصیبت کے غیر مزروعہ رہا تا کہ اوسکی جمع چہوڑ دیجاے - اور جب
فصل اچہی ہوتی ہے اور پیداوار معمول سے زیادہ ہوجاتی ہے تو اوسوقت

معمول سے زیادہ ایک پیسا بھی نہین لیا جاتا اور اس سبب سے کاشتکارونکو
بہت فائدہ ہوتا ہے۔ جمع مین بجز کسی خاص سبب کے کبھی اضافہ نہین ہوتا
جب ضلعبندی کا طریقہ جاری کیا گیا تو ملک تلنگانہ مین جو مالگذاری غلہ سے
لیجاتی تہی اوسکے عوض نقدی کر دیگئی۔ نواب صاحب مرحوم کی یادداشت
اس مضمون پر جو کمیشن قحط کے لئے لکہی گئی تہی وہ یہہ ہے۔

بٹائی یعنی غلئی کا طریقہ کئی طرح سے ملک اور کاشتکار دونون کے لئے
برا اور مضر ہے اسکے دلایل حسب تفصیل ذیل ہین۔

(۱) اوس کاشتکار کو جسکی مالگذاری بحساب غلہ مشخص ہو کچھہ ترغیب پیداوار
کے بڑہانیکی نہین ہوتی کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ اوسکی محنت سے جسقدر پیداوار
بڑہیگی سرکار ایک حصہ اوسمین سے بھی لیگی تو اوسکی محنت کا کافی معاوضہ
اوسے نہ ملیگا۔ اور گورنمنٹ کو بھی اسکی فکر پڑ جاتی ہے اور وہ اسکی ذمہ دار
ہوتی ہے کہ کہیت کی کاشت ہو تاکہ اوسکے حقوق کو نقصان نہ پہونچے
یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ کو اکثر تقاوے دینی پڑتی ہے۔

(۲) اس غلہ کے طریقہ مین زراعت مین بھی بہت سی مزاحمتین ہوجاتی
ہین جنسے کاشتکارونکی ہمت ٹوٹ جاتی ہے مثلاً اوسوقت تک گورنمنٹ

غلہ کاٹنے دیگی جب تک گورنمنٹ کے حصہ کی بابت ضمانت نہ داخل کیجاسئے اور نقدی مالگذاری کی صورت مین یہہ ضرورتین پیش نہین آتین اور کاشتکار کو اپنے کہیت کی پیداوار کی نسبت پوری آزادی حاصل رہتی ہے۔

(۳) چونکہ فصل کا تخمینہ اس عملی انتظام مین صرف تجربہ کار ہی لوگونکی راسئے پر منحصر ہے تو ممکن ہے کہ غلہ کٹنے کے بعد اوسکی مقدار تخمینہ سے کم ہو اور چونکہ گورنمنٹ کا حصہ اوس تخمینہ سابق پر مشخص ہوا ہے تو کاشتکار پر اسی صورت مین جبر ہوتا ہے اور اوسکو اوسقدر حصہ نہین ملتا جو انصافاً ملنا چاہیئے۔

(۴) اس مقدار حصہ گورنمنٹ کی تشخیص سے ایک اور نقصان کاشتکارونکا یہہ ہوتا تہا کہ حسب دستور ایک یا آدہ فی کہنڈی حصہ واجب الادا پر اضافہ کر لیا جاتا تہا اسوجہ سے سرکار کی رقم بڑہ جاتی تہی اور کاشتکار کا نقصان ہوتا تہا۔

(۵) اس امر کی ضرورت تہی کہ حصہ گورنمنٹ کا تخمینہ چھوٹے چھوٹے افسرون کے ذریعہ سے ہو جنکی تنخواہ دس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار

ہوتی ہتی اور یہہ لوگ پٹیل اور پٹواریون سمیت بحیثیت خدمات اکثر مزارعین
کے امور مین دخل دیا کرتے تہے اس سبب سے بدمعاملگی کا دروازہ ہمیشہ
کہلا رہتا سرکار کو یا مزارعین کو فریب دیکر اپنا بہلا کرنا ان افسرون کی
اختیار مین تہا۔

(۶) جب فصل تیار ہوتی ہتی تو اوسوقت اوس مقررہ حصہ سرکاری
کی جو بعوض مالگذاری کے متعین ہوتا تہا بڑی حفاظت کیجاتی تہی بلکہ
اوس حصہ کی وجہ سے کل فصل کی نگرانی کرنی پڑتی ہتی۔

(۷) نرخ کی کمی جب ہوتی ہتی تو بٹائی مین سرکار کا نقصان ہوتا تہا۔
اور اگر اوسوقت گرانی کے انتظار مین غلہ کو ذخیرہ کیا جاتا تہا تو بہت
دنون رکہنے سے بہی نقصان کا اندیشہ متصور تہا۔

(۸) جب دوسری فصل کاٹنے کا وقت آتا تو گودام کے طریقہ پر لامحالہ
عمل کرنا پڑتا تہا یعنی موجودہ غلہ کو بنیون یا آسودہ مزارعین کو مجبور کر کی
نفع پر اونکے ہاتہہ فروخت کیا جاتا تہا تو اکثر اوقات جبر سے اونکو نقصان
ہوسکتا تہا۔

(۹) جب بٹائی کا طریقہ جاری ہوا تو ایک بڑے حصہ کی سرکار مالک

ہوتی ہتی اور مزارع کو آیندہ فصل کیلئے بہت کم گنجایش باقی رہتی اسواسطے زراعت قایم رکہنے کیلئے سرکار مزارعین کو ہمیشہ کچہہ روپیہ بطور تقاوی دیتی ہتی اور اس روپیہ کا کچہہ حصہ حوالدار اور پٹیل اور پٹواری کے ہاتہہ لگجاتا تہا کہ انہیں لوگون کے ذریعہ سے روپیہ تقسیم ہوتا تہا۔

۱۸۶۶ء کے شروع مین مدار المہام مرحوم کے قتل کرنیکے لیے ایک نا امیدانہ قصد کیا گیا لیکن نوابصاحب کی خوش نصیبی سے اس قصد مین ناکامی حاصل ہوی۔ اس سے پہلے جو ۱۸۶۰ء مین ایسی ہی صورت پیش آئی اوسکا ذکر ہو چکا۔ اگلی مرتبہ ۲۷ جنوری ۱۸۶۸ء کو ماہ مبارک رمضان کی عید تہی۔ بوجہ کے چارو نطرف سپاہی تہے جب سواری دار الامارہ کے قریب ایک تنگ کوچہ مین پہونچی تو اسی بہیڑ بہاڑ مین ایک قسی القلب سپاہی نے نوابصاحب پر یکے بعد دیگرے بلا فاصلہ دو گولیان سر کین۔ پہلی گولی سے ایک جوان ہمراہی سخت گہایل ہوا اور دوسری گولی نوابصاحب کی دستار مبارک کو بوسہ دیتی ہوی بوچہ کے تختہ کو توڑ کر نکلگئی اور ایک اور جوان کو

زخمی کیا۔ مجرم اوسیوقت گرفتار ہو گیا اور یقین تھا کہ ایسے برافروختہ مجمع مین ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دیا جاوے مگر سالار جنگ مرحوم نے منع فرمایا اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے اپنے دولتسرا پر بہجدینے کا حکم کیا اور اس شور و غوغا فرو ہو جانیکے بعد دربار مین پہونچکر اپنی معمولی جگہہ پر جا کہڑے ہوے۔ چونکہ نوابصاحب کے پہونچنے سے پہلے ہی دربار مین اس ہنگامہ کی خبر پہونچگئی تہی لہذا حضور پر نور نے بڑے الطاف و شفقت سے نوابصاحب کی جانبر ہونے پر شکر خدا ادا کیا مجرم تحقیقات کے لیے کوتوالی بلدہ کے سپرد کیا گیا اور اظہار مین وہ ثابت قدم رہا آخر کار اوسکی گردن ماری گئی۔

حیدرآباد مین سب سے بڑی سزا یہی ہے مگر جب مجرم قوم عرب سے ہوتا ہے تو اوسی قوم کا ایک گروہ گولیونکی باڑ سے اوسے ہلاک کر دیتا ہے۔

سر سالار جنگ مرحوم نے اپنے اس مجرم کی سزا تخفیف کرنی بہت چاہی اور صرف قید پر اکتفا کرنی لیکن حضور پر نور نے اونکی اس رحم آلود سفارش کو بالکل نامنظور فرمایا اور ۱۲ تاریخ کو مجرم قتل کیا گیا۔

اس ہنگامہ کے بعد حضور پر نور نے ایک اعلان اس مضمون کا مشتہر فرمایا
کہ جو لوگ ملازم نہین ہین وہ ہتیار نہ لگانے پائین اسکی وجہ یہہ تہی کہ
مختار الملک مرحوم پر جس شخص نے حملہ کیا تہا وہ کسی رئیس کا ملازم
نہین تہا- اور یہہ بہی ظاہر کردیا گیا کہ جو امرا سلیح ملازم رکہتے ہین وہ
اون ملازمون کے افعال کے خود ہی ذمہ دار ہین اور ملازمین جب
اپنے آقاؤنکی سواری کے ہمراہ ہون اوسیوقت ہتیار لگائین-
یہہ پہلے ہی ذکر ہو چکا کہ نوابصاحب مرحوم کو بدمعاملگی سے کمال درجہ کی
نفرت تہی اور وہ ہمیشہ اس بات مین بڑی کوشش کرتے تہے کہ ریاست
کے ملازمون سے بدمعاملگی دفع ہو اور ہر بدمعاملہ شخص چاہے وہ
کیسا ہی اعلی عہدہ دار ہو اپنی پاداش عمل کو پہونچے- چنانچہ ایک جلیل القدر
بعلت رشوت ستانی سنہ ۱۸۶۸ء ماہ نومبر مین دو برس قید کیا گیا-
اور دو اور رکن عدالت کسی جرم سے چشم پوشی کرنیکے کامین اپنی عہدہ
سے چہوڑا دیئے گئے- ہنومنت راؤ خزانہ دار بہت تغلب و تصرف
کی علت مین برطرف ہوا- اسی سال چار صدر المہام یعنے وزرا ہے
عدالت و مال و کوتوالی و متفرقات مقرر کئے گئے- اور چونکہ اس تقرر

یہہ غرض تہی کہ یہہ جلیل القدر عہدہ دار ریاست کے مہمات مین آیندہ
نہایت بکارآمد ہون اسلیئے حیدرآباد کے جوان اور ہونہار امرا مین سے
اس خدمت کے واسطے چن لئے گئے۔ ان برگزیدہ امرا کے نام یہہ ہین
نواب بشیرالدولہ بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر۔ نواب شمشیر جنگ
بہادر۔ نواب میر یاور علیخان بہادر۔

۱۸۶۹ء کے ماہ فبروری مین اعلی حضرت حضور پر نور نواب افضل الدولہ
بہادر اپنے کم سن صاحبزادے حضور پر نور اعلی حضرت نواب میر
محبوب علیخان بہادر ابقاہ اللہ الی یوم القیام کو چہوڑ کر راہی ملک بقا
ہوئے تہوڑے ہی دنون کے بعد اعلی حضرت میر محبوب علیخان بہادر
خلد اللہ ملکہ کو نظام الملک کا خطاب ملا۔ چونکہ اوسوقت بہت کم سن تہے
یعنی سن شریف صرف تین سال کا تہا لہذا ملکی بندوبست کرنیکو نواب صاحب
مرحوم اور نواب شمس الامرا مرحوم کو ریجنٹ مقرر ہوئے اور ملک کا
تمام انتظام انکے سپرد ہوا۔ ریاست کے سنگین امور بہبودی مین صاحب
رزیڈنٹ سے بہی رائے لیجاتی تہی۔۔ اوسوقت کے صاحب رزیڈنٹ
مسٹر سانڈرس اس طرح زیب قلم فرماتے ہین "جب درخواست امرا شہر

حضور نظام کے محافظت ملک کی جوابدہی کا عہدہ حضور نظام سن تمیز
تک سر سالار جنگ کے - سی - ایس آئی - اور نواب شمس الامرا امیر کبیر
بہادر کو سپرد کیا گیا - بوجہ لیاقت و تجربہ قدیم ملک کے حکومت کا عملی اقتدار
نواب سر سالار جنگ بہادر کو دیا گیا اور جس لحاظ سے سر سالار جنگ
اس عہدے کے سزاوار ہین اوسکا ذکر کرنا فضول ہے - جو شخص اس ملک کی
پچھلی اور حال کی تاریخ سے باخبر ہے وہ اونکی لیاقت اور کارروائی
کا لوہا مان لیتا ہے -

جب بوجہ احسن یہہ انتظام ہوگیا تو حضور پرنور کی تعلیم و تربیت کا اہتمام
کیا گیا اور اسکا گورنمنٹ ہند کو بڑا خیال تہا" مسٹر سانڈرس کی
۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۰ء کی رپورٹ ملک کی اوس ترقی کا آئینہ ہے جو گذشتہ
پچیس برس مین ہوی تہی - وہ اس رپورٹ مین لکہتے ہین "فی الحقیقت
اس بیان مین ذرا ہی مبالغہ نہین ہے کہ جس حیدر آباد سے مین نے ۱۸۶۰ء
مین واقفیت حاصل کی ہے اوسکو اوس زمانہ کے حیدر آباد سے
جسکا بیان پہلے کیا جاتا تہا اور جسکا ذکر سر چارلیس اور لارڈ مٹکاف کے مراسلات
مین ہے" ایسی نسبت ہے جیسے حال کے انگلستان کو اوس انگلستان کی ساتہہ

جو شاہان اسٹورلس کے عہد مین تہا - اور یہہ صرف وزیر حال ہر سال کی کیک
کے سودمند فرمانروائی وعمدہ مالی بندوبست وبیدار مغزی کا نتیجہ ہے اور یہہ
وہ تائید جو وزیر موصوف کو سابق کے رزیڈنٹون نے دی موید ہوئی -
صرف خزانہ ہی معمور نہین بلکہ ملک کی سالانہ آمدنی سالانہ اخراجات سے
قریب آٹھہ لاکہہ روپیہ کے زیادہ ہے اور ریاست کا اعتبار بہی بہت
بڑہگیا ہے - اور حاصکر اس طریقہ کے موقوف ہونیسے جو ٹہیکہ دارون
کو اجارہ پر دیہات ویکر محاصل وصول کیا جاتا تہا ملک مین شاذ ونادر
قصہ وفساد ہوتا ہے -

پہر اپنی انتظامی ریورٹ کے باب چہارم مین امور متعلقہ مال کے بارہ مین
صاحب موصوف لکہتے ہین "حضور نظام کی ممالک محروسہ کا ملکی انتظام
حال گذشتہ بیس برس کے انتظام سے اتنا بڑا مفید فرق نہین رکہتا جیسا کہ
صیغہ مال کے عمدہ انتظام مین نظر آتا ہے - وصول زرلگان کے پرانے
طریقہ کا اب کوئی ذکر تک بہی نہین کرتا - پہلے ملازمان مقرر کردہ کے
ذریعہ سے زرلگان وصول نہین کیا جاتا تہا بلکہ اضلاع کو ٹہیکہ دار اجارہ پر
لیتے تہے اور ٹہیکہ دارون مین سے اکثر فوجی افسر اور مہاجن اور غیر ملازم

ہوا کرتے تھے یہہ لوگ روپیہ اپنے طور پر وصول کرکے سرکار مین داخل کرتے تھے - اسمین کچھہ شک نہین کہ ٹھیکہ دار رعایا سے کچھہ زاید روپیہ وصول کرلیتے تھے - کچھہ یہی صرف خرابی کی صورت نہین بلکہ اور بہت سے خرابیان ہمیشہ ملک مین پیدا ہوتی رہتی تہین جنکا حال محتاج بیان نہین پولیس کے انتظام کی نسبت مسٹر سانڈرس لکہتے ہین "پولیس کا انتظام بہت عمدہ طور پر کیا گیا ہے اور حضور نظام کی عملداری مین رعایا کی جان وماں کو ہمارے اکثر اضلاع کی نسبت کچھہ کم امن و آسایش نہین ہے "

۱۸۶۱ء مین نوابصاحب مرحوم کو پہلی مرتبہ اپنی عمر مین حیدرآباد چھوڑکر اورنگ آباد کے سفر کا موقع ملا حضور نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین نوابصاحب مرحوم کو دارالسلطنت سے باہر جانیکی ممانعت تہی چنانچہ ایک رزیڈنٹ سابق نے اپنی کیفیت مین اس طرح بیان کیا ہے "اگر مدارالمہام شہر کے باہر اپنے کسی احباب کی ضیافت کرنا چاہتے ہین یا انگریزی فوج کی نمایش مین شریک ہونا یا میری ملاقات کو آتے ہین تو حضور نظام کی اجازت لینی ضرور ہوتی ہے -

اعلیٰ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے بعد ریجنسی قایم ہوی تو

تو نواب صاحب مرحوم کو ملک کے اون حصون کی سیاحت کا جنکو اونہون
نے نہین دیکھا تہا اور نیز بمبئی اور دوسرے مقامونکی سیر کا بہی موقع ملا
چنانچہ اس سال ماہ فروری مین سر سالار جنگ مرحوم معہ صاحب رزیڈنٹ
و چند مصاحبین سڑک کے راستہ سے گلبرگہ گئے اور وہان سے ریل گاڑی مین
سوار ہوکر بمبئی پہونچے یہان تہوڑے دن تک قیام فرمایا اور اس مغربی
بڑی دار السلطنت کے مشہور مقامات اور اشیار کو ملاحظہ کیا۔

سر سیمور فنز جرلڈ صاحب گورنر بمبئی نے اپنے معزز مہمان کی خاطر و
مدارات مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکیا اور آرام و آسایش کے
اسباب جو امکان مین تہے مہیا کئے

بمبئی سے نواب صاحب اورنگ آباد مین تشریف فرما ہوئی یہہ وہ مقام
ہے کہ جسکو سر سالار جنگ مرحوم اپنے اجدادی تعلقات کے لحاظ
سے بہت عزیز رکہتے تہے۔ کچہہ دن اورنگ آباد مین ٹہر کر کہام گانون
کیطرف نہضت فرما ہوئے۔ اسی مقام پر لارڈ میو صاحب گورنر
جنرل ہند سے ملاقات ہوئی۔ اس تقریب مین جو جلسے ہوئے اون مین
گورنر جنرل صاحب نے نواب صاحب کی دیانت اور لیاقت فرمانروائی

کی بڑی تعریف کی خصوصاً اس کوشش کی بڑی داد دی جو اونہون
نے گلبرگہ سے حیدرآباد تک ریل طیار ہونے مین حضور نظام کو راضی کرنیمین
کی تہی (یہہ ریل اوسوقت بن رہی تہی) اس سفر کے بعد مختار الملک
مرحوم کلکتہ تشریف لیگئے اور حضور وایسرائے کے مہمان رہے۔ وہان
کے تمام اقوام مختلفہ پر خلوص دل سے محبت کا اظہار فرمایا۔
۱۸۷۱ء فروری کے پانچوین تاریخ گورنر جنرل حیدرآباد سے (نائٹ گرانڈ
کانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ سر سالار جنگ مرحوم کے
زیب بدن کیا۔

اسی سال ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک حصہ مین قحط کی مصیبت
نمودار ہوئی۔ اضلاع اورنگ آباد و اندور ناگر کرنول کے باشندون
نے سب سے زیادہ صدمہ اوٹہایا۔ یہہ قحط خشک سالی کے باعث
نمایان ہوا تہا۔ اپنی ملک کی سرسبزی چاہنے والے مختار الملک
بہادر نے ضلع اورنگ آباد کے مزارعین کو ایک لاکہہ ۲۳ ہزار ۲ سو
باون روپیے کی رقم معاف کردی اور قحط زدہ لوگونکی نجات کے
کاموںمین بیس ہزار پانسو روپئے خرچ ہوئے اوسی قحط مین ایک روپئے

کی سوا بارہ سیر جوار اور گیارہ سیر باجرہ فروخت ہوا۔

ماہ نومبر ۱۸۷۲ء مین سر سالار جنگ مرحوم لارڈ نارتہہ بروک کے دربار مین شریک ہونیکی غرض سے دوسری دفعہ بمبئی تشریف لیگئے جلسہ ہاے دربار تمام ہونیکے بعد اورنگ آباد کیطرف نہضت فرمائے کہ وہان پہونچکر پرنس آف ویلز اور اونکے ہمراہیون کا استقبال کرین کہ حضور پرنس آف ویلز وہان دیوتونکی تصویرین ملاحظہ فرمانے تشریف لانیکو تہے۔ ۱۸۷۶ء مین دوسرے مرتبہ کلکتہ گئے اور وہانسے اوسی سال حیدرآباد کو مراجعت فرمائے۔

۱۸۷۵ء مین نوابصاحب مرحوم اور امرای حیدرآباد کی ایک جماعت بطور سفارت حضور پرنور کیطرف سے پرنس آف ویلز کے استقبال کرنیکیلئے بمبئی روانہ ہوئے۔ پہلے یہہ ارادہ تہا کہ خود حضور نظام بمبئی تشریف لیجائین مگر اطبا کی یہہ رائے ہوئی کہ بمبئی جانے سے حضور پرنور کی صحت مین فرق آجاویگا۔ نواب مختار الملک مرحوم اور حضور پرنس آف ویلز مین بڑی تپاک سے ملاقات ہوئی اور طرفین سے تحفہ و تحائف کا مبادلہ ہوا۔ حضور پرنس نے اپنے دست مبارک سے جو جو تحایف نوابصاحب کو

عطا کئے وہ یہہ ہین - ایک تلوار جسکا نیام چاندی کا تہا - ایک کمر بند
جڑاو ایک بیش قیمت انگوٹہی - ایک سونے کا تمغہ جسکے ایک طرف پرنس
آف ویلز کا تمغہ اور دوسری طرف تین شتر مرغ کے پر اور اونکے
نیچے حضور پرنس کا خطاب تہا - اور تین بڑی بڑی کتابین جنکی جلدین
سرخ نہایت عمدہ بنی ہوئی تہین - حضور نظام کو جو جو تحفے دئے وہ
یہہ ہین - ایک عمدہ کام کی نقرئی صراحی ڈیوک آف مارل بورڈ کے
وقت کی - ایک بڑا سونیکا تمغہ ایک بیش قیمت انگوٹہی - تین بندوقین
نہایت عمدہ - چار کتابین سرخ جلد کی جنکے اوپر پرنس آف ویلز کا
مانوگرام (طغرٰی) منقش تہا -

ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۲ء مین نوابصاحب اسٹار آف انڈیا کے ایک جلسہ
مین شریک ہونے پہر کلکتہ تشریف لے گئے - اسی مہینے مین ڈیوک آف
سدرلنڈ جو پرنس آف ویلز کے ہمراہیونمین سے تہے حیدرآباد سیر کرنیکے لئے
آئے اور مراجعت کے وقت سر سالار جنگ مرحوم سے انگلستان
آنے اور اپنے ہان مہمان رہنے کا وعدہ لیا - حضور پرنس کے اکثر
ہمراہی جنمین سدرسفیلڈ اور مسٹر نالیر بہی تہے حیدرآباد کی سیر کو آئے تہے

اور مدار المہام کی مہانداری و خاطر مدارات سے بہت محفوظ ہوگئے

اسی سال اپریل کے مہینے مین بموجب وعدہ نواب صاحب کو سفر یورپ در پیش ہوا۔ ہز اکسلنسی لارڈ لٹن لارڈ نارتھہ بروک کی جگہہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے اور ۷ اپریل کو بمبئی مین جہاز سے اترے۔ نواب صاحب مرحوم نے اور ہمراہیون سمیت رسم استقبال ادا کی اور دوسرے دن ہی سفر یورپ کے قصد سے جہاز پر سوار ہوئے۔

ماہ مئی کی پانچوین کو شہر روم (دار السلطنت اطالیہ) مین پہونچے اور اور کوئرنال پر شاہ وکبرا اطالیہ سے ملاقی ہوئے مدار المہام اور اونکی ہمراہیون نے خلوت مین بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا شاہ موصوف بڑی مہربانی و محبت سے پیش آئے۔ نواب صاحب کے ہمراہیون مین سے میجر نیول زبان اطالیہ مین ترجمہ کرتے تھے۔ میجر صاحب اس سلاست اور فصاحت کے ساتھہ ترجمہ کرتے تھے کہ اعلیحضرت شاہ موصوف نہایت متحیر تھے خصوصًا اوسوقت اونکی حیرات اور بھی زیادہ ہوگئی جب یہہ معلوم ہوا کہ میجر نیول اطالیہ کے باشندے نہین ہین۔

نوین تاریخ نواب صاحب معہ ہمراہیان پوپ کی ملاقات کو گئے پوپ صاحب

تخت پر بیٹھے ہوے تھے وزیر مرحوم نے لوازم بندگی ادا کیے پوپ صاحب
نے اوس حمایت کا شکر ادا کیا جو حضور نظام کیطرف سے رومن کیتھلک
عیسائیونکی ہوتی تھی اور امید ظاہر کی کہ یہہ حمایت ہمیشہ قایم رہیگی
اور مناسب باتون کے بعد پوپ صاحب نے اپنا ہاتھہ چومنے کو
دیا اور دعا کرنیکا اقرار کیا - وہان سے رخصت ہوکر نوابصاحب اپنے
ہمراہیون سمیت ولیعہد سلطنت ابن اعلیحضرت شہنشاہ ہمبرٹ اول کی
ملاقات کو گئے اور پرنسس مارگیوریٹا بنٹ شہنشاہ بیگم اطالیہ کی خوش مزاجی
اور کریمانہ وضع کو دیکھکر خیریت کے ساتھہ محظوظ ہوے -

پیرس مین زخمی ہونا

پہر شہر روم سے شہر فلورنس گئے اور وہان سے اطالیہ اور شہرونکی سیر کرتا
مئی کی بارہوین تاریخ پیرس پہونچے جس روز پیرس (دار السلطنت فرانس
پہونچے اوسکی شام کو نوابصاحب مرحوم کا پاون پیرس کے گرانڈ ہوٹل
کی سیڑہیونپر پہسل گیا اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی - اس ناگہانی حادثہ سے
انگلستان پہونچنے کی تاریخ مقررہ یعنی ۱۶ مئی ٹل گئی اور کچھہ دنونکی دیر
واقع ہوئی - ہڈی کے ٹوٹنے کا صدمہ عظیم جسمانی تہا اور اوس سے
زیادہ تکلیف پہونچانیوالی پاماندگی اور بے بسی کی روحانی کاہش تہی

لیکن نوابصاحب مرحوم نے ہمت نہ ہاری اور نہ دامن استقلال کو ہاتھہ
سے چھوڑا۔ اونکے ہمراہی جب مزاج پرسی کو آتے وہی معمولی زیر لب
ملایم تبسم وہی چہرے پر آثار بشاشت نمایان دیکھتے اور اس حادثہ کی
نسبت اکثر کچھہ مذاق امیز باتین سنتے نواب صاحب مرحوم اس صدمہ کی
وجہہ کبھی یہہ بیان فرماتے کہ پوپ کی دعا کا اثر ہے اور کبھی ایسی ہی
کوئی اور ہنسی کی بات فرما دیتے غرضکہ درد یا تکلیف کو کسیطرح ظاہر ہونے
دیتے۔ جب نوابصاحب شہر پیرس مین اس صدمہ کے سبب صاحب فراش
ہوگئے تھے اوسوقت ایک جو اونکی ملاقات کو گئے تھے اس
طرح تحریر کرتے ہین۔

"اسباب کے بیان کرنے کی مجھے کچھہ ضرورت نہین کہ اونکو اس ناگہانی
حادثہ سے بڑا صدمہ پہونچا لیکن اونہون نے اپنی اعتدال مزاج وصبر و
رضا کو (جو ایسے لوگونکی قوم وملت کا دستور العمل ہے) ہاتھہ سے ندیا۔
اگر کسی اور کی منصوبے اسیطرح پامال ہو جاتے تو یقین تہا کہ وہ شخص کبھی
ایسا مستقل مزاج نرہتا اور بیشک پست ہمت ہوجاتا۔ نوابصاحب
کا قصد تہا کہ صرف ایک رات پیرس مین ٹھہرین اور مسی کی ہوا ہر دین کو

مقام لویون پر پہونچے اور وہان سے انگریزی دخانی جہاز پر جو اونکے انتظار آمد مین تہا سوار ہوکر ڈوور جائین اور اس مقام سے ایک سپیشل ٹرین (خاص گاڑی) مین جسکی رفتار اونکی مرضی کے پابند تہی سوار ہوکر ۱۶ اوین مئی کو ایک ڈنر (دعوت) مین شریک ہون - لیکن آج شاید چہا دن سے کہ یہان ٹہرے ہوئے ہین اور بظاہر آثار معلوم ہوتا ہے کہ اور چند توقف کرنا پڑیگا - اس صورت مین ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ علاوہ سیاہ منصوبونکے انتظام بگڑنیکے یہہ بہی ہوتا ہے کہ اون لوگون کی بہی تجویز دنمین زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے جو مہمان کے منتظر ہوتے ہین - اس جگہہ یہہ بہی خیال کرنا چاہیے کہ نواب سر سالار جنگ اور اونکے ہمراہی پیرس کے گرانڈ ہوٹل مین فروکش ہین - کیسا ہی امیر متمول کیون نہو مگر وہ اچہی طرح سمجہہ سکتا ہے کہ یہان ایک رات اور دس پندرہ دنکی ٹہرنے مین کیا فرق ہے - سر سالار جنگ جب سے شہر پیرس جہاز پر سے اوترے ایسے ہوٹلون مین فروکش ہوتے آئے ہین جو پہلے ہی ٹہرا رکہے گئے تہے لیکن اس ہوٹل کے کارکن پہلے سے بندوبست کرنیکو راضی نہین ہوے اور چونکہ ایک ہی رات یہان ٹہرنا تہا اس سے اسکی کچہہ پروا بہی نہین کی

اب بہر حال اونکا دو ہفتے تک یہان قیام ہے چلتے وقت اونہین معلوم
ہوجائیگا کہ تمام دنیا کی کسی شئی مین اتنا اسراف نہین ہوتا جیسا کہ پیرس کے گرانڈ
ہوٹل وہی کاپولیس کے زینہ سے گرکر ہوتا ہے۔ سر سالار جنگ کے بشرہ سے
کوئی اثر چوٹ کی تکلیف یا اس تردد کا نمایان نہین ہوا مین نے اونکو
کمرہ کے بیچ مین ایک موٹی تونشک پر بیکار و مجبور لیٹے ہوئے دیکھا
اونکے قیافہ کی بشاشت و زندہ دلی و ہوشیاری مین مطلق فرق نہین
معلوم ہوتا تہا وہی کالی کالی بشاش آنکہین وہی ہونٹون پر کم کم
مسکراہٹ۔ جو شخص اونکو دیکھنے جاتا ہے۔ کمرہ کے تمام راستون مین
اونکے خدمتگارون سے ملتا ہے جنکی سفید سفید پگڑیان اور متشوش و افسردہ
چہرے ان دالانونکے دہندلی روشنی مین دلپر عجب دلچسپ اثر
پیدا کرتے ہین۔ سر سالار جنگ کے خاص کمرے کے آگے جلدی مین
ایک خیمہ نصب کردیا گیا ہے اور اوسکے اندر جانے سے یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ اسکے رہنے والا نہایت مکلف مکانات و خیمہ مین رہنے کا عادی ہے
نواب مختار الملک جب سے اس صدمہ مین مبتلا ہوئے اونکی ملازمین
وہمراہی ہوٹل کے باہر نہین گئے کچھہ اس غرض سے نہین کہ اونکو

سیر و تماشے کی پروای نہی بلکہ نیپل و روم و وینس مین کوئی جگہہ نہین چہوڑی
باوجودیکہ جہان یہہ جاتے لوگونکا ہجوم ہو جاتا اور اوس سے بہیڑ مین اونکو تکلیف ہوتی
مگر پیرس مین نوابصاحب کی اتفاقیہ علالت کے سبب کہین نہین گئے - نوابصاحب
ہمراہیون مین سے ایک شخص کہتا تہا کہ جب سے یہان آئے ہین سیکڑون عرضیان زبان فرنچ
اور انگریزی مین روز آتی ہین جنمین عجیب و غریب درخواستین ہوتی ہین - بعض
اپنے غریب و عجیب حالات و قصص بیان کرکے کچہہ روپیہ مانگتے ہین بعض
درخواست کرتے ہین کہ نوایجادات اشیا اور تجارتی مال اور عجیب عجیب
چیزین خریدی جائین بعض صرف حاضر دربار ہونیکی تمنا کرتے
ہین کسیکی یہہ درخواست ہوتی ہے کہ ہم مختلف تماشے کرکے سرکار
کا دل بہلائینگے - اکثر شاعر نظم قصیدے پیش کرکے اس سانحہ
کا افسوس ظاہر کرتے ہین - پیشہ ور درزی جوتا بنانے والے
ہین یہہ لوگ درخواستون ہی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ درمیان سے
کمرے مین اڑے رہتے ہین اور اپنے کارڈ اور اشتہارات
نمونہ خواہ مخواہ نوکرون کے ہاتون اور پاکٹون مین زبردستی
رکہہ دیتے ہین - نواب صاحب اسیر محظوظ ہوتے ہین اور جب

یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ مصیبت پیرس ہی مین ہے لنڈن جاکر اس بلوہ سے
امان ملیگی تو اونکو اطمینان ہوگیا۔ لنڈن جانے کے لئے بڑی صبری
سے جب انگلینڈ کا ذکر آتا ہے تو بڑی توجہ خاطر سے سماعت فرماتے ہین
اکثر پرنس آف ویلز اور ڈیوک آف سدرلنڈ کا ذکر بڑی گرم جوشی سے
کیا کرتے ہین اکثر فرماتے ہین کہ مین نے ان دونون صاحبونکی دعوت
کو دل سے قبول کیا ہے باوجود اس سانحہ کے اسی شوق مین مجھکو
تکلیف اور سفر دور و دراز کی مطلق پروا نہین۔

الغرض آخر ماہ مئی مین اسقدر افاقہ ہوا کہ نوابصاحب سفر کرنیکے لایق
ہو گئے یکم جون کو فاکسٹون پہونچے یہان ایک جہاز ڈیوک آف سدرلنڈ
کا خاص نوابصاحب کے واسطے کنارے پر عرصہ سے تہا نوابصاحب
چونکہ چلنے کے لایق نہ تہے اسلئے یورپین ملاحون نے آرام کرسی پر
بٹہاکر جہاز پر سوار کیا اور اوسیطرح دوسرے کنارے پر اوتارا وہان
جو لوگ جمع تہے جنمین مارکوئس آف ڈونڈیل بہی تشریف رکہتے تہے اون
سے نوابصاحب کی ملاقات کی تقریب ہوئی۔ ان بعد مئیر آف فاکسٹون
نے خیر مقدم کا اڈریس پڑہا نوابصاحب نے کہڑے نہ رہ سکنے کا

اور عدم طیاری جواب کا عذر کرکے یون ارشاد فرمایا "اے
میر الدین اور ساکنان ٹرد آف فاکسٹون مین تہ دل سے اس کا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرے انگلینڈ آنیکا خیر مقدم کہا مجھے
حقیقت مین اس امر کی بڑی خوشی ہے کہ مین اپنے اوس ارزو کو پورا
کر سکا جو بہت دنون سے میرے دل مین تھی یعنی اوس ملک مین
آیا جسکا گذشتہ صدی کے زمانہ سے میرے آقا حضور پرنور نظام الملک
دکن سے اتحادی تعلق رہا ہے مین بہی اس امر کا دعوی کر سکتا ہون
کہ بعض اعلی افسران انگریزی سے میرا بہی بہت قریب تعلق اوس
زمانے سے رہا ہے جب میرے نانا میر عالم مرحوم حضور پرنور کیطرف سے
کلکتہ اسلیئے گئے تہے کہ لارڈ کارنوالس سے ایک دوستی کا عہد نامہ
کرین اور ٹیپو سلطان سے پہلے جنگ کرینہین دونون قومین شریک ہون
آپ نے جناب ولیعہد پرنس آف ویلز کی تشریف فرمای ہندوستان
کا بہی ذکر کیا ہے مین آپکے اس کلام کی اور زیادہ تصدیق کرنے کی
اجازت چاہتا ہون کہ حضور ولیعہد کے اس سفر سے ہندوستان
وانگلستان کا رشتہ محبت ویگانگی اور بہی مضبوط ہوگیا۔

جب والیان ملک درمیان ہندوستان کو حضور ولیعہد سے مشرف ہونیکا موقع ملا ہے تو اونہون نے حتی الامکان نہایت خوشی اور وفاداری سے یہہ شرف حاصل کیا ہے اور مین تصدیق کرسکتا ہون کہ حضور ولیعہد کی تشریف بری سے ہندوستان کے والیان ملک اور عامتہ رعایا کی وفاداری و عقیدتمندانہ محبت تخت انگلستان و قیصر ہند کے ساتہہ بہت زیادہ اور مضبوط و مستحکم ہوگئی ہے۔ مین ہمیشہ گریٹ برٹن اور اوسکی سلطنت ہندوستان کی ترقی اور سرسبزی کی دعا کرتا رہونگا"

انگلینڈ مین نواب صاحب کا استقبال ہر درجہ کے لوگون نے بہت گرمجوشی کے ساتہہ کیا۔ ایک نامی لنڈن کے اخبار مین حسب ذیل تحریر کیا گیا۔

"اج کل وہ شخص ہمارا مہمان ہے جس نے جنوبی ہندوستان کو انگلستان کے قبضہ مین رکہا اور اوسوقت شور و فساد سے بچایا جبکہ دہلی ہمارے ہاتہہ سے نکل گئی تہی اور ہماری سلطنت نازک حالت مین ہوگئی تہی۔ گو جنوبی حصہ ہند کے باغی ہوجانیکی حالت مین بہی ممکن تہا کہ ہم روپیہ اور جان کا بے انتہا نقصان کرکے مثل اور

اور حصص ہند کے اوسکو بہی اخرالامر فتح کرتے لیکن ہمارے اس مہمان عزیز سنے ہمکو بے انتہا جانون اور بے انتہا روپیہ ضایع کرنے سے محفوظ رکہا اگر کوئی موقع ان خدمات کی گزاری کے مناسب طریقہ سے ادا کرنیکا ہے تو وہ یہی موقع ہے کہ وزیر باتدبیر نظام دکن بذات خود آج کل انگلستان مین تشریف رکہتے ہین۔

افسوس کہ انگلینڈ مین پہونچنے کے بعد کئی روز تک نواب صاحب مرحوم پائی مبارک کی چوٹ کی وجہ سے زیادہ چل پہر نسکے۔ وہان جاکر یہہ معلوم ہوا کہ فرانس کے ڈاکٹرون سنے اس چوٹ کی نسبت غلط تشخیص کی تہی۔ قبل اسکے کہ نواب صاحب مرحوم اپنے پانون سے کچہہ کام لین انگلستان کے لائق ڈاکٹر سر جن سر جیمس پیجیٹ اور مسٹر سر سکاٹ ہوٹ صاحب طلب ہوئے تہے۔ صاحب فراش ہونیکے حالت مین ولایت کے بڑے بڑے درجہ کے لوگ نواب صاحب کی عیادت کو آتے تہے مثلاً پرنس آف ویلز اور شاہی خاندان کے لوگ لارڈ نارتہہ بروک اور مارکوئس آف سالسبری اور بڑے بڑے امرا اور نامی اراکین سلطنت جن سے ہندوستان مین نواب صاحب

ل ہو چکے تھے اس امر سے سب اونکے احباب افسردہ تھے کہ ولایت مین
اگر نوابصاحب ایسی تکلیف مین مبتلا اور باماندہ ہوگئے۔

حضور ولیعہد پرنس آف ویلز جو دعوت کرنیوالے تھے وہ بھی کئی روز
کے لئے ملتوی ہوگئی۔ یہہ دعوت آخرکار ۲۰ وین جون کو مکان مارل
بر دمین ہوی اس جلسہ مین علاوہ شاہزادہ صاحب وشاہزادی صاحب
ویلز کے چند اور نامی وگرامی صاحب شریک تھے جنکے نام حسب ذیل
ہین۔ حضور شاہزادہ صاحب کیناٹ۔ ڈیوک آف کیمبرج۔
ڈیوک آف منچسٹر اور اونکی ڈچس (بیوی) ڈیوک اور ڈچس
آف سدرلینڈ۔ مارکوئس اور مارشینس آف سالسبری۔ ارل گرانول
ارل نارتھ بروک۔ لیڈی ایما بیرنگ۔ لارڈ ولیڈی سفیلڈ۔
جنرل لارڈ اسٹہنیس۔ جنرل آف ہیر آف مگڈالا۔ لارڈ ولیڈی
لارنس۔ سرباٹل ولیڈی فیر ہیر۔ لارڈ ولیڈی نارتھ کوٹ۔ سر
سیمور فٹز جرلڈ۔ رائٹ آنربل بی ڈزرایلی۔ میجر جنرل ولیڈی
پرائن۔ مسٹر جوزف ولیدی فیر ہیر۔ سر لوئس ولیڈی مسلڈ
لیڈی رنٹ لیگ انلو۔ کپتان فٹز جرلڈ ہمراہی شہزادہ ڈیوک آف

کناٹ) کرنل لروٹ (ہمراہی ڈیوک آف کیمبرج) نواب نظام یار جنگ بہادر و کپتان کلارک (ہمراہی نواب صاحب) آنریبل مسٹر کوک صاحب جنرل رائٹ آنریبل سر ڈبلیو نارسس۔ لفٹنٹ کرنل ہیڈیل اور مسٹر لیف نارسس۔

اس دعوت کے دوسرے روز نواب صاحب کو اکسفرڈ یونیورسٹی سے اعزازی خطاب ڈی سی ال کا عطا ہوا۔

۳ ر جولائی کو مارکوئس اف سالسبری نے نواب صاحب مرحوم کو حضور مین جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی ونسر مین پیش کیا۔ نواب صاحب نے بطریق اظہار اطاعت نذر پیش کی وہ نذر دست شاہی سے شرف لمس ہوکر معاف کردی گئی اوس شب کو نواب صاحب مرحوم محل ہی مین رہے اور کہانا بہی حضور ملکہ معظمہ کے ساتہہ تناول فرمایا۔ دوسرے دن لنڈن واپس تشریف لائے حضور ملکہ معظمہ کے جلسہ دعوت مین شاہزادی بٹرک اور حضور شاہزادہ لیوپولڈ اور مارکوئس و مارشنس سالسبری وغیرہ شریک تہے۔ ۴ ر جولائی کو بمعیت ڈیوک آف سدرلنڈ سلح خانہ دلوچ اور لنڈن کی خاص ڈاک کو ملاحظہ فرمایا۔

۵ دین جولائی کو سر ٹامس بیلی ممبر پارلمنٹ نے معہ مسٹر برونگ سکریٹری جلسۂ تجارت مینچسٹر اور جلسہ کیطرف سے اس امر کی درخواست کی کہ مینچسٹر تشریف لاکر جلسۂ تجارت کی دعوت قبول فرمائے نوابصاحب نے فرمایا کہ مین نہایت خوشی سے مینچسٹر اور لورپول چلتا لیکن افسوس میری موجودہ صحت اتنی جرات کی اجازت نہین دیتی مین ۷ جولائی کو ٹرنتہم جاتا ہون اور وہان ڈیوک آف سدرلنڈ کا مہمان ڈنرابین کیسل کو اسکاٹ لنڈ جاؤنگا انشاء اللہ بعد مراجعت اہل مینچسٹر کا اڈریس نہایت خوشی سے لونگا۔

۵ دین جولائی کو نوابصاحب اپنے ہمراہیون سمیت اوس بال مین شریک ہوئے جو سلطنت کیطرف سے محل بکہنگم مین ہوا تہا۔

۶ دین جولائی کو مارکوئس آف سالسبری و مارشنس آف سالسبری نے نواب صاحب کی دعوت کی اسمین بہت سے امراء عظام انگلستان کے شریک تہے۔ دوسرے روز نواب صاحب مرحوم نے اپنی فرودگاہ بکیڈلی مین حضور پرنس کی دعوت کی۔

۲۲ دین و ۲۳ دین جولائی کو نواب صاحب مختار الملک مرحوم نے اسکاٹلنڈ سے واپس آنیکے بعد ڈیوک آف مینچسٹر و ڈیوک آف ولنگٹن و لارڈ نارتہ بروک

ولارڈ نیر آف کنیڈا لاداارچ بشپ آف کونٹربری اور سفیر اٹلی و دیگر اشخاص معزز کی اپنے ہان دعوت کی۔

۵۔وین جولائی کو کوٹ آف کامن کونسل کے خاص جلسہ مین جسکے لارڈ میر پریسی ڈنٹ تہی ایک طلائی صندوقچہ مین جو نہایت ہی صنعت سے بنایا گیا تہا شہر لنڈن کا آزادنامہ نواب صاحب مرحوم کو نذر دیا گیا یہہ رسم کونسل کے مکان مین ادا کی گئی اوسدن بہت مجمع تہا۔ شیرف اور لارڈ میر دونون درباری جُتے پہنے ہوئے تہے اور مکان کونسل کے ممبر بہی درباری لباس پہنے تہے لارڈ میر کی بی بی اور مس کاٹن اور بہت سے معزز انگریزنین جمع تہین۔ ایک بجنے کے بعد نواب سر سالار جنگ اپنے ہمراہیون سمیت کونسل کے کمرے مین پہونچے وہ ممبر جنکے سپرد یہہ امر تہا کہ آزادنامہ شہر لندن کا ایڈرس پیش کرین اور وہ ممبر جو اتفاق رائے کرنیکے لئے مقرر تہی دونون نوابصاحب کے ہمراہ تہی۔ جب نوابصاحب وہان پہونچے تو تمام ممبرون نے کہڑے ہوکر استقبال کیا اور ایک بلند جگہہ پر جو خاص بطور اغراض انکی لئے مقرر کی گئی تہی لیجاکر بٹہایا سٹر ہاگکن منشی ٹون نے لارڈ میر کی بموجب ارشاد اُسکے

رزلیوشن کو پڑہا جسکے ذریعہ سے ازادی نذر کی گئی تہی۔

چمبرلین لندن نے جسکا نام بجمین اسکاٹ تہا اور اپنا افسل لباس پہنے ہوے تہے نواب صاحب کی طرف متوجہ ہو کر یہہ تقریر کی

اس سے پیشتر کبہی ایسا نہین ہوا کہ اس قدیم شہر لندن کی آزادی کسی ہندوستانی ریاست کے وزیر کو عطا کیجاے۔

آپ کو جو یہہ دیجاتی ہے اس سے علاوہ آپکی ذات سے اظہار خلوص کے یہہ جلسہ اس امر کا بہی اظہار چاہتا ہے کہ اس ملک اور ہندوستان کے ایک ایسے رئیس سے جو جناب ملکہ معظمہ کا وفادار دوست ہے رابطہ صحبت زیادہ پیدا ہو۔

تمام ہندوستانی والیان ملک مین حضور نظام حیدر آباد اور اونکے والد مرحوم سے زیادہ کوئی وفادار دوست گورنمنٹ انگریزی کا نہین ہے۔

اس وفاداری کا استحکام خصوص اسوقت زیادہ ظاہر ہوا جب ہندوستانی فوج باغی ہو گئی اور عبرت ناک واقعہ غدر کا پیش آیا اسوقت صدہا ہوفادان مین سے حضور نظام مرحوم اور انکے دانشمند وزیر با تدبیر یعنی آپ سچی وفاداری کے امتحان مین پورے نکلے اور صرف یہی نہین کہ اس عہد نامہ کی مواعید پر

قایم رہی ہوں جو از ابل کمپنی سوداگران شہر مذا (کہ اوسوقت ہمارے
ہندوستان مقبوضہ پر سلطنت کرتے تہی) بلکہ اپنی سر روش سے وفاداری
اور سچی دوستی کا ایسا یقین رزیڈنٹ کو دلایا کہ اونکو امانت فوج
انگریزی کے لئے (جو اوسوقت نہایت سختی مین تہی) گنجنٹ کی فوج
روانہ کرنیکی جرات ہوی (حقیقت مین ایسی عذر کی روک مین بہت کچہہ
کی کہ اگر کامیابی کے ساتہہ اس امر کا وقوع نہوتا تو مشرق کی عمدہ گورنمنٹ
اور تہذیب کی ترقی کا بالکل پتا نہ ملتا) ان قیمتی خدمات کی جلد وین
جنکو لفٹنٹ گورنر بنگال نے آن مول اور غیر ممکن المعاوضہ لکہا ہے
گورنمنٹ ہند نے آپ کو گرانڈ کراس آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ
عطا فرمایا (اسی موقعہ پر ہمکو حضور ولی عہد پرنس آف ویلز کا
سفر ہندوستان اور وہ سرگرمی کے ساتہہ لایق اطمینان استقبال
یاد آتا ہے جو ہر جگہہ وہان کے رؤسا سے ظہور مین آیا (بمبئی اور کلکتہ
مین بحیثیت قایم مقام حضور نظام آپ نے حتی الامکان یہہ خواہش
ظاہر کی کہ وارث تخت و تاج انگلستان کی عزت و تعظیم مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہو—

(آپ نے اپنی محنت اور دانشمندی کو صرف اس ملک کی فواید
مین مصروف نہین رکہا بلکہ اپنے ولی نعمت حضور نظام کی وسیع
سلطنت کو (جسکی وسعت ملک فرانس کے برابر ہے اور
ایک طرف بمبئی پریسیڈنسی اور دوسری طرف مدراس پریسیڈنسی
تک پہیلی ہوی ہے) اپنی دانشمندانہ انتظام سے بے انتہا ترقی دی
سڑکین بن گئین ریل جاری ہوی آبپاشی کا کام شروع ہو گیا۔
خاص خاص شہرونمین آب نوشی کے ذریعہ کثرت سے ملنے کی ایسے
مہیا کئے گئے جن سے یورپ مین تعجب ہے اور جو خاص اس شہر عظیم الشان
شہر کیلئے ایک مثال ہے (اسکول قایم ہوئے۔ تعلیم کی اشاعت ہوئی
رعایا کیلئے انصاف برائے نام نہین بلکہ واقع مین) اور سب سے عظیم یہ اصلاح ہوئی کہ
عمدہ انتظام مال کے سبب سے لوگونکی ظالمانہ زیادہ ستانی جو مستاجری طریقہ
مین عام تہی مطلق نہ رہی (چونکہ آپ ایک بڑے وفادار دوست گورنمنٹ
انگریزی کے اور ایک نہایت مدبر منتظم وزیر اس سلطنت وسیع مین جو ہمارے
بادشاہ کے ساتہہ دوستانہ تعلق رکہتی ہے اور نیز اس خیال سے کہ ایک قوم کا
دوسری قوم کی ساتہہ دوستانہ سلوک اور عمدہ کام ہونگے باہم قدر کرنا ہمارے ملک کے

لوگون اور اہل ہندوستان کے باہمی تعلقات دوستی کو اور بہی مضبوط کردیگا یہہ جماعت جو اس سلطنت مین اول درجہ کی جماعت ہے آپکے اعلی سے اعلی طریقہ کے شکر گذاری جو وہ ادا کرسکتی ہے ادا کرتی ہے اور مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ اسکی بموجب رائٹ ہنڈ آف دی فیلوشپ کو قبول فرمائی اور مین آپکی خدمت مین اس رزولیوشن کی نقل جو اس کورٹ نے جاری کیا پیش کرتا ہون (اسکی بکس جو اسکے رکہنے کی لائق ہو اس مان لورلول کورٹ کی حکم سی بن رہا ہے چونکہ آپکے قیام کا زمانہ نہایت قلیل ہے اور اس عرصہ مین بکس کا ایسا بنا کہ آپ کے قبول کی لائق ہو ممکن نہین لہذا وہ بکس آپ کے مراجعت کے بعد ہندوستان مین آپکی خدمت مین بہیجا جائیگا) ہر لارڈشپ جو اس جلسہ کے میر مجلس ہین اور تمام اراکین مجلس مجھسے اس آرزو مین متفق ہین کہ آپ کو بہت جلد صحت کلی ہو جائی اور مع الخیر اپنے ملک مین پہونچین اور خدا آپکو بہت دنون تک زندہ رکہی تاکہ آپ اپنے عمدہ انتظام سے اپنے ملک والونکو فائدہ پہونچا دین۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ مرحوم نے اسکے جواب مین حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

"ای لارڈ میر آپ کے ہاتھہ سے ازیری فریڈم آف لنڈن (آزاد نامہ شہر لنڈن) قبول کرتے وقت مین ظاہر کرتا ہون کہ آپنے اعلی درجہ کی تعظیم میری کی جس سے مین خوب واقف ہون اور تہہ دل سے اسکا شکر گذار ہون مین اس اپنی مسرت کا اندازہ نہین کر سکتا کہ آپ میرے مالک حضور نظام کی وفاداری کی بہت قدر کرتے ہین جو ایک خود مختار والیان ہند سے اور حضور ملکہ معظمہ کے ایک سچی دوست ہین اور جنکے ساتھہ شہر لندن آنٹ اور تعلقات دوستی کو زیادہ استحکام دینا چاہتا ہے۔

(اور مین جوکہ اتفاقاً اوس زمانہ مین اس امر کا ذریعہ ہوگیا کہ حضور ملکہ معظمہ کے ایک دوست کے صفات ظاہر ہوجائین اس امر کی بہت قدر کرتا ہون کہ آپ حضور نظام کی دوستیونکی جوایام عذر مین ظاہر ہوئی تسلیم کرتی ہین اور مین اس شہر کا نہایت شکر گذار ہون کہ اسنے مجھی ایسی عزت بخشی جسکی وجہ سی یقیناً میرے ہمعصر ہندوستانیونکو میری طرح وفاداری کی فرائض ادا کرنے کی ایک عمدہ ترغیب ہوگی) اسموقعہ پر نہایت خوشی سے مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ جبوقت سے ابتدا سلسلہ دوستی گورنمنٹ انگریزی اور نظام دکن سے قایم ہوا ہی اسوقت سے حضور پرنور اور انکی وزراکی ہمیشہ یہ خواہش

رہی کہ یہہ رابطہ محبت ہر روز ترقی پذیر رہین اور مجھی پورا یقین ہے کہ صرف یہی نہین ہوگا کہ جو سلسلہ محبت سو برس سے قایم ہی آیندہ قایم رہی بلکہ جیسا آپ نے فرمایا کہ انگلستان اور ہندوستان کے لوگونمین ربط واتحاد روز بروز مضبوط ہوتا جائیگا۔ آمد و رفت کے طریقہ دن بدن آسان ہوتے جاتے ہین مین دیکھتا ہون کہ ہندوستان کی فوائد کا خیال ہر طرف بڑہتا جاتا ہے اسکی وجہ سے یقیناً باہم ہمدردی بڑہ جائیگی اور اسکے تعلقات نہایت مضبوط ہو جائینگے مجھی خوب معلوم ہے کہ والیان ہند نے جو اپنے معاہدات کی تعمیل نہایت وفاداری سے کی اس وجہ سے خود ان لوگون کے لئی اور نیز سلطنت انگریزی کیلئے عمدہ نتیجہ نکلے) حضور پرنس آف ویلز کی تشریف بری اور ہندوستانیون کے ساتھہ حضور موصوف کی اخلاق وسیع نے میرے ہم وطنون کی وفاداری و محبت کو تخت انگلستان سے اور بہی بلند پایہ کردیا۔

(مین اسکا بہی شکرگذار ہون کہ آپ نے اس ناچیز کام کا ذکر کیا جو بمبئی مین اپنے عہدہ کی متعلق حضور پرنور کیطرف سے مینے حضور ولیعہد کا استقبال کیا اور کلکتہ بہی گیا) آپ نے نہایت مہربانی سے اس اندرونی انتظام حیدرآباد کی کامیابی کا ذکر فرمایا جو میری عہد وزارت مین ہوے اور

اور میرے سفر ساتھی امیر کبیر بہادر کا بھی تذکرہ فرمایا اسموقع پر مین اس
شفقت دلی کا اظہار کرتا ہون جو امیر کبیر موصوف نے میرے ساتھہ کی اور
اسکے ساتھہ اسکا بھی ظاہر کرنا ضرور سمجھتا ہون کہ چند نوجوان امراے حیدرآباد
نے نہایت محنت سے گورنمنٹ حیدرآباد کا کام کیا ہے اور ان سے ہملوگون کو بہت
مدد ملی یہہ لوگ مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہین انمین سے ایک امیر کبیر
موصوف کے بھتیجے نواب بشیر الدولہ بہادر ہین اور ایک میرے بہانجے مکرم الدولہ
بہادر ہین نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر ہین (خاتمہ
پر مجھے اس امر کے یقین دلانیکی اجازت ہو کہ مین اس عزت کی جو آپ نے
مجھے بخشی ہمیشہ بہت قدر کرتا رہونگا) نہ صرف اسوجہ سے کہ یہہ بڑی عزت ہے
بلکہ اسغرض سے کہ میرے ہم وطنون کو عام اس سے کہ والیان ملک ہون یا وزرا
ہون یا اور لوگ جو مختلف صیغون مین اپنے ملک کے لئے محنت کر رہے ہین
اس امر کا یقین ہوگا کہ انگلستان کے عام مخلوق ہندوستانیونکی وفاداری
اور محنت کی ویسی ہی قدر کرتے تھے جیسا کہ اس جواب پر جلسہ ختم ہوا اور نواب
سر سالار جنگ مرحوم اپنے ہمراہیون سمیت آئے اور اوس مکان سے مینشن ہوس
تک لارڈ میر ساتھہ ہوئے - اس مینشن ہوس مین بہت سے لوگ مدعو تھے

باغ میں دو طرفہ ہزار ہا آدمی نواب صاحب کے دیکھنے کو جمع تھے۔ اہل
البتہ نواب صاحب بھی لوگوں کی اس اشتیاق انگیز مجمع اور اس اپنی استقبال
سے خوش ہوئے ہونگے۔ اس کھانے کی دعوت میں تین سو مہمان بلائے گئے
تھے ملکہ معظمہ کا جام تندرستی پیتے وقت لارڈ میر نے کہا کہ ”اسوقت کا
جام تندرستی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے کیونکہ میز پر سر سالار جنگ بہادر
ذکر ایک نہایت وفادار فرمان پذیر ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہیں تشریف رکھتے ہیں
جو نہایت خوشی سے اس جام تندرستی کے پینے میں شریک ہونگے“ جب حضور
ولیعہد اور ولیعہد بیگم اور خاندان شاہی کی تندرستی کا جام لارڈ میر پی چکے
تو نواب سر سالار جنگ مرحوم کا جام تندرستی پیا اسوقت لارڈ موصوف
یوں گہر فشاں ہوئے کہ ”یہاں عام و خاص اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ
سر سالار جنگ اس زمانہ کے اعلیٰ مدبروں میں سے ہیں۔ اپنے ملک میں اون
تمام عقلا سے فوقیت رکھتے ہیں جو اجتک گزرے ہیں انکی عقل انکی دانش انکی
خوش فکری اس قابل ہے کہ تمام دنیا انکی قدر کرنے اور اونکا ملک اونپر فخر کرے
جسوقت تمام یورپ غدر ہندوستان کی وجہ سے کانپ رہا تھا اور اوسوقت
اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ ہر شخص اپنی قوت کے لایق گورنمنٹ انگریزی کی

طرفداری کرے اوس نازک موقع پر نواب مختار الملک بہادر نی نہایت غیرت
مندی کی وجہ سی جو اونکی مشہور صفت ہے فوراً برٹش گورنمنٹ کو مدد دی
اور بیشک یہہ کہنا جایز ہے کہ وہ مشکلیں اس مدد سے دور ہوگئین۔ نوابصاحب
معاودت ہندوستانکے وقت اس امر کا علم اپنے ساتھ لیتے جائینگے کہ ملکہ
معظمہ کی رعایا ہند کو ہملوگ کسقدر عزت و وقعت کی نگاہ سی دیکھتے ہین اور نیز
یہ کہ نوابصاحب کو ہم ایک ایسا شخص سمجھتے ہین جو سلطنت ہندوستان مین
بڑے بڑے کام کرینگے جن سے ہمارے خیالون کو مدد ملیگی۔
اسکے بعد خاتمہ پر لارڈ موصوف نے اوس واقعہ ناگہانی کا افسوس ظاہر کیا
جو بیر مین واقع ہوا تھا اور کہا کہ خدا سے امید ہی کہ بہت جلد صحت کامل ہو جائے
نواب صاحب نی جواباً یون ارشاد فرمایا "اے لارڈ میر اور اے حاضرین جلسہ
میری موجودہ حالت مجھکو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اولاً آپ سب صاحب
معاف فرمائین کہ مین کھڑا نہین ہو سکتا۔ مین نہین جانتا کہ کیونکر اور کن
لفظون مین اوس عزت کا شکریہ ادا کرون جو آج آپنے مجھی بخشی اور اون
مہربانی کے کلمات کا جو لارڈ میر نے ارشاد کیے۔ اس موقع پر اس
امر کا بھی شکر ادا کرنا مجھپر فرض ہے کہ آپنے میرے بادشاہ اور میرے

ادن فرایض کا ذکر کیا جسکو بحیثیت ایک دوست کے غدر ۵۷ئہ مین ہمکو
ادا کرسکے۔ مجھکو آج اس بات کا بہی ظاہر کرنا لازم ہی کہ ہر جگہہ اور ہر وقت
خصوصاً جب سے مین یہان آیا ہون ہر ایک انگلشمین مجھسے دوستانہ اور
اور مہربانی کے ساتہہ پیش آیا انکا اور اس عنایت کا جو شہر لندن مین مجھپر
مبذول ہوی نہایت تشکرگزار ہون۔ حضور ولیعہد بہادر جب ہندوستان
مین تشریف فرما ہوے تہے تو غریب اور امیر ہر شخص کے ساتہہ ملاطفت و مہربانی
سے پیش آتے تہے اور ہر ایک شخص انکا بدل متشکر ہی۔ اسوجہہ سے بہی مین نے
یہان آنیکا قصد مصمم کر لیا تہا اب مجھی پہر اجازت دیجیے کہ مین شکر ادا کرون
امید ہے کہ آپ سب صاحب میری اس مختصر اسپیچ کو معاف کرینگے اور
درخواست کرتا ہون کہ آپ سب صاحب میرے ساتہہ مہربان لارڈ میر
اور لیڈی میر کے جام تندرستی پینے مین شریک ہون اور یہہ جام
تین نعرہ ہاے مسرت کے ساتہہ پیا جاے "۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
۲۶ جولائی کو منچسٹر کارپوریشن اور منچسٹر جلسہ تجارت کیطرف سے ایک جماعت
نواب صاحب مرحوم کے پاس آئی۔ منچسٹر کارپوریشن کیطرف سے کہا گیا کہ
ہملوگون کو بڑا افسوس ہے کہ آپ اپنی تشریف آوری سے ہمارے شہر کو

رونق نہ بخش سکے اور یہہ ایڈریس جواب پیش کیا جاتا ہی سب کے اتفاق

رائے سے ہی- سر جوزف ہیرن منیچسٹر کے کلارک نے سٹی کانسل کیطرف

حسب ذیل ایڈریشن پڑہا-

"بحضور اکسلینسی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام دکن"

گذارش ہی کہ میر والڈرمین اور ساکنان منیچسٹر نہایت خوشی سے اٰپکو مبارکباد

تشریف آوری دیتے ہین اور یہہ کونسل بہی شامل اور تمام رعایا ملکہ معظمہ کے

اٰپکی اون خدمات کا شکریہ ادا کرتی ہے جو گزشتہ زمانہ مین اس ملک

کی خیر خواہی کی نظر سے ظاہر ہوئین- اوس واقعہ ناگہانی سے سب کو نہایت

افسوس ہے جسکی وجہ سے آپ ہمارے شہر مین تشریف لا سکے-

سر سالار جنگ نے حسب ذیل ارشاد فرمایا" مسٹر میر والڈرمین

جنٹلمین مین آپکو اون الفاظ عنایت کا شکر گذار ہون جو آپنے اپنی ایڈریس

مین فرمایا- مجھے نہایت افسوس ہے کہ کمی وقت اور اس حادثہ کی وجہ سے مین

شہر منیچسٹر کو نہ جا سکا جہان جانیکا ارادہ ابتدا سفر انگلستان کے وقت

سے میرے دل مین جان پذیر تہا- مین جب اس عظیم شہر کو (جو مرکز تجارت ہے)

دیکہتا تو کمال خوشی ہوئی- مین ہمیشہ اوس اپنے وقت کو بیش بہا عمر کا

حصہ تصور کرتا ہونگا جو مین نے اپنے عہد کے ذریعہ سے اپنی حضور کی وفاداری گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے ساتھہ جتلانے مین صرف ہوا کہ وہ نازک وقت سلطنت انگریزی ہند کی تاریخ مین ایک یادگار زمانہ تہا - اور اب مجہے اس امر کی نہایت خوشی ہے کہ میری اس سفر انگلستان کی وجہ سے گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ کا باہمی رشتہ اتحاد اور مضبوط ہوگیا ؟

مسٹر اشورتہہ نے نواب صاحب کیطرف مخاطب ہوکر یہہ کہا - آپ نے میونسپل افسرونکا اڈرس سنا جسمین آپکو آپکی تشریف آوری کی مبارکباد دی گئی ہے اور منچسٹر تشریف نہ لیجا سکنے کا افسوس ظاہر کیا گیا -

مین منچسٹر کیطرف سے حاضر ہوا ہون - ہم لوگون کو بہی وہان آپکے تشریف نہ لیجا سکنے کا کچہہ کم افسوس نہین ہے کیونکہ یہانکی تجارت کا ہندوستان سے بہت قریب تعلق ہے - افسوس ہے کہ آپ اوس معدنکو دیکہہ سکی جہانسے اسقدر دستکاری و تجارت کا آغاز ہے مگر ہم لوگون نے ایک اڈرس لکہا ہے جسمین سب تاجرونکی متفقہ رائی آپکی نسبت ظاہر کی گئی ہے"

مسٹر ہروزگ جنکرٹری نے یہہ اڈریس پڑہا -

"بحضور نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم سلطنت نظام دکن - گذارش ہے

کہ ہملوگ ڈائرکٹر منچسٹر چیمبر آف کامرس تہ دل سے انگلینڈ مین آپ کے تشریف آوری پر خیر مقدم کہتے ہین۔ ہم سبکو اس حادثہ ناگہانی کا بھی سخت افسوس ہے جسکی وجہ سے آپ شہر منچسٹر مین نہ تشریف فرما ہو سکے یہ ایک ایسا شہر ہے اگر آپکا دائرۂ دولت دولت یہانتک آتا تو اسکا سبب یہ ہے کہ اس شہر کو روئی کی تیاری سے بہت بڑا تعلق ہے آپ ضرور بہت خوش ہوتے۔ کیونکہ یہ کی صناعی اور اون اضلاع ہندسے جہان روئی پیدا ہوتی ہے جو تعلق ہے اوسکی وجہ سے ان دونون ملکون کے فائدے باہم دست بگریبان ہین پس اس غرض سے یہان کے لوگ ہمیشہ ہندوستانکی سرسبزی اور ترقی چاہا کرتے ہین۔ یہان کے ہر ایک جلسہ تجارت کا ہمیشہ یہ مقصود رہا ہے کہ ہر موقع پر ہندوستانکی زمین کے فطرتی پیداوار کو ترقی دی جائے اور وہان کے لوگونکو صناعی اور تجارت کی ترغیب ہو۔ بہ حیثیت اس امر کے کہ آپ ایک وسیع صوبہ حیدرآباد کے وزیر اعظم ہین اور اس ہماری مقصود مین آپنے بہی مدد دی ہے ہملوگ آپ کا شکر ادا کرتے ہین۔ آپکی تشریف آوری نے ہمکو اسبات کا موقع دیا کہ ہملوگ خود حاضر ہوکر کمال مسرت کے ساتھہ آپکی استقلال اور تدبیرون کی تعریف

سے جسکے تمام یوروپین اور ہندوستانی دونون معترف اور شکرگذار ہین
توی امید کیجاتی ہے کہ ہندوستان کے اور والیان ملک و وزرا آپکی پیروی
کرینگے جسکی وجہ سے قانون اور ضابطہ قایم ہوگا تجارت کو ترقی ہوگی
کاشتکار اپنی محنت کے ثمر کو بحفاظت رکھہ سکینگے۔

خدا سے امید ہے کہ آپ بہت جلد صحت پاینگے اور اپنی ملک اور ہمو طنونکو
فایدہ پہونچانیکے لئی بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ نواب مختار الملک مرحوم
نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا" مسٹر پرلنڈنٹ جنٹلمین۔ آپ نے
نہایت مہربانی سے جو ایڈرس پڑہا ہین اوسکی شکرگذاری کی بعد افسوس
ظاہر کرتا ہون کہ مین آپکے شہر تک نجا سکا۔ مجہکو اس بات کی حسرت
رہگئی کہ منچسٹر جاکر اسے اوس تعلق دلی کا یقین نہ دلا سکا جو تجارت کے
سبب حیدرآباد اور آپکے شہر مین ہے مین بہی خوب سمجہتا ہون کہ روئی کی
ترقی میرے ملک مین کسقدر ضروری چیز ہے۔ ائندہ سے اس خاص زراعت
کی ترقی کی نسبت مین زیادہ توجہ کرونگا اور وہ تازہ وسایل مہیا کرونگا
جو تجربہ سے اسکی ترقی کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے ہین۔ اس ترقی
کے زمانے مین ایسے ملک کا انتظام کرنا جیسا کہ حیدرآباد ہے مشکل ہے

اوسکی آمدنی بڑہانے مین تا وقتیکہ زمانہ حال کی تہذیب کی ضرورتون کے
لئے کافی کوشش اور کامل جانفشانی نکیجائے بڑی بڑی دقتین آتی ہین
تاہم مجہے امید ہے کہ میری محنت کا نتیجہ زمانہ سابق کی حالت سے اچہی حالت
پیدا کریگا۔ میرے نزدیک دو قومون مین استوار تعلق پیدا ہونیکا سب سے
اچہا وسیلہ یہہ ہے کہ دونونکی غرض ایک ہو۔ وہ تعلقات کہ اوس دوستی
پر مبنی ہوتے ہین جو محنت مشترکہ کے طفیل سے پیدا ہوتی ہین بہت مستحکم
اور دیرپا ہوتے ہین۔ ان خیالات کی وجہ سے اور اس امر کے یقین
سے کہ گورنمنٹ نظام کی آئندہ بہبودی اسی باہمی تعلق پر منحصر ہے مین بعاودت
ہندوستان کے وقت یہہ خوشی ساتہہ لیتا جاؤنگا کہ آپ منچسٹر چیمبر آف
کامرس کا بہی مجہے خیر خواہ سمجہتے ہین جیسا کہ آپنے ایڈریس مین ظاہر کیا
نواب صاحب مرحوم دو مہینے تک انگلستان مین رہے اس زمانہ مین جس جس سے
ملاقات ہوئی اور جسنے نواب صاحب کو ایک دفعہ دیکہہ لیا وہ گرویدہ ہو گیا
ایسا ہر دل عزیز ہونا کسیکے اختیار مین نہین اور بیشک بغیر خدا کی مہربانی کے
ممکن نہین۔ الغرض دو مہینے کے بعد نواب صاحب مرحوم اور ممالک
یورپ کیطرف لندن سے روانہ ہوئے۔ اوسی زمانہ مین ہر شخص کہہ سکتا تہا

کہ کسی ہندوستانی نے لندن کی جماعتوںمیں عام و خاص طور سے ایسی عزت نہین حاصل کی اور نہ اہل یورپ نے کسی ہندوستانی کی نسبت بالاتفاق ایسی رائے لگائی - اسی بحث کے متعلق ایک شخص نے حسب ذیل لکھا ہے ”اعلیٰ سے اعلیٰ لوگون نے انکو اپنے ہان مہمان رکھا مگر کبھی اس مضمون کی وجہ سے نواب صاحب کے مزاج مین تبدیل نہ واقع ہوا جس مکان مین نواب صاحب تشریف رکھتے تہے وہ مکان شاہانہ تہا نواب صاحب کے ملازم اور تمام کارخانہ شاہی معلوم ہوتا تہا مگر یہہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ یہ نمائش کے لئے ہے - نواب صاحب کی روش عمدہ تعلیم یافتہ یوروپین کی سی تہی ہر شخص کو تعجب ہوتا تہا کہ ایک ایسے ہندوستانی مین کبہی انگلستان نہین آیا کیونکر ایسی خوبیان جمع ہوگئین - حقیقت مین یہہ تعجب کی بات ہے نواب صاحب کا چال و چلن ایسا تہا کہ کسیکو حیرت نہو -

۱۲ جولائی کو نواب صاحب لندن سے پیرس روانہ ہوئے اور دو روز وہان قیام فرمایا - وہان کی نسبت ٹائمز اخبار مین لکہا ہے ”نواب سر سالار جنگ بہادر پیرس کو ایک سرسری نظر سے دیکھ سکے اور اس شہر کی نسبت (جو دنیا مین اور شہرون سے باغ کی نسبت رکھتا ہے

اور جسکی بنا دکٹر ہوگیو نے ڈالی تہی۔ نواب صاحب نے یہ رائے
قایم کی کہ فرانس کے شاعر اپنی ملک کی نسبت مبالغہ بہت کرتے ہین
پیرس کے لوگ لندن کے باشندون کیطرح محنت کرکے اعلی کام نہین کرسکتے
البتہ پیرس عیش کے واسطی مخصوص ہے۔ بہر حال فرانس کے عجائبات نے مثل اور اشخاص
غیر ملک کے نوابصاحب جیسے فہیم و دانشمند کو بہی متعجب کر دیا۔ اگست کی دوسری
تاریخ کو نواب صاحب نے مکان نوٹری ڈیم کو ملاحظہ کیا اوس مکان کے محافظون
نے جب اور چیزین ملاحظہ کرائین تو ایک جبہ کی نسبت کہا کہ وہ جبہ ہے
جسکو پنولین اول نے اپنی تخت نشینی کیوقت پہنا تہا اور اب پنولین چہارم
جو انگلستان مین ہے اپنی تخت نشینی کیوقت پہنے گا۔ نواب صاحب نے
حکیمانہ طور سے فرمایا کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہہ ہوگا یا وہ ہوگا۔ جو شخص کہ
اپنے ملک مین بہی نہین رہنے پاتا وہ کیونکر بادشاہ کا لقب پا سکتا ہے
غرضکہ اسیطرح کے منصفانہ اقوال ہر چیز کی نسبت فرماتے تہے۔ شام کو
ابرا تشریف لے گئے اور وہان لاجوئی گا کا ناچ دیکہکر بہت خوش ہوئے وہان کی
تہیٹریان نواب صاحب کو بہت پسند آئین کہ حقیقت مین قابل دید ہین۔
اگست کی ۲۳ کو پیرس سے براہ مانٹ منس نیوٹرن کو روانہ ہوئے آٹھ بجے دن کو

برنڈسی مین پہونچے ۔ اور بمبئی مین ۲۴ وین اگست کو ساڑہے چار مہینے کے سفر کے بعد رونق افروز ہوئے ۔ چونکہ نوابصاحب کو صحت کامل نہین ہوئی تہی اسوجہ سے لوگون نے پی اینڈ او جہاز سے اوتارا جہاز کے لوگون نے نعرہ خوشی مارا ۔ یہان یہہ نقل بہی قابل لکہنے کے ہے کہ معاودت کے وقت نواب صاحب کا جہاز ایک جنگی جہاز کے قریب گذرا جب اوسکے سپاہیون اور ملاحون کو معلوم ہوا کہ نواب صاحب اس جہاز پر مین تو سب کے سب جہاز کے اوپر چڑہ گئے اور بہ آواز بلند کہا کہ "سر سالار جنگ ہندوستان کے بچانیوالے کے لئے تین نعرہ ہائے خوشی" اسپر اسقدر ہرراز نعرہ خوشی ہوا کہ سوا انگریزون کی اتنے زور سے چیخنا کسیکا مقدور نہین ۔

جب بمبئی پہونچے تو انجمن اسلام نے ایک ایڈریس مبارکباد کا پیش کیا ۔ اوسی دن بمبئی سے روانہ ہوئے اور دوسرے روز حیدرآباد پہونچے یہان ہر ایک درجہ کے لوگون نے بے انتہا خوشی کی ۔

ڈسمبر ۱۸۷۶ء مین حضور پرنور دام ملکہ شرکت دربار شاہنشاہی کیلئے دہلی کو تشریف فرما ہوئے ۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم اور دیگر امرا عظام حیدرآباد ہمراہ رکاب تہے ۔ چونکہ یہ امر کچہ پوشیدہ نہین ہے کہ دہلی مین

جو سلوک نوابصاحب کے ساتھہ کیا گیا اوس سے نوابصاحب مرحوم
کی سخت دلشکنی ہوئی اس سبب سے اون امور کے ذکر کرنیکا کچھہ مضایقہ
نہین جنکی باعث گورنمنٹ آف انڈیا ناراض ہوئی -

نوابصاحب نے ولایت مین سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے اس امر کی اجازت
حاصل کرلی تہی کہ واپسی صوبہ برار کی نسبت ہندوستان پہونچکر گورنمنٹ
ہند سے پہر گفتگو کیجاے - چنانچہ بعد معاودت اون دنون کی یادداشت
جو گورنمنٹ نظام کو صوبہ برار کی نسبت مین لکہی گئی اور رزیڈنٹ کی معرفت
گورنمنٹ آف انڈیا کیخدمت مین مرسل ہوئی - ظاہرا معلوم یہہ ہوا ہے
کہ لارڈ لٹن گورنر جنرل کو اوسی موقع پر اس بحث کا چہیڑنا پسند نہین آیا
گو یہہ درخواست قبل از دربار دہلی پیش کیگئی تہی لیکن اسیوجہ سے جب نوابصاحب
مرحوم ہمراہ رکاب حضور پر نور دام ملکہ دہلی تشریف لیگئے تو گورنر جنرل نے
اپنا رنج ظاہر کیا - نوابصاحب چونکہ ایک آیسے آدمی تہے جو کسیکو اپنے سے ناراض
کرنا نہین چاہتے تہے خصوصاً ویسرائے ہند کا رنج اور ایک ایسی بات پر جو
کسیطرح مذموم نہین سمجھی جاتی تہی اس سبب نوابصاحب مرحوم کو نہایت
ملال ہوا - بعد معاودت حیدرآباد اوسی عرصہ مین نواب شمس الامرا مرحوم

گورنمنٹ نے انتقال فرمایا۔ اونکی جگہہ کونسلی اور خطاب وغیرہ سب اونکے بھائی
نواب وقار الامراء مرحوم کو ملی اوسکے چند ہی روز کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا
نے بہ چند وجوہ جنکے ذکر کی یہان ضرورت نہین نوابصاحب کو مجبور کیا
کہ وہ اپنے پرائیوٹ سکرٹری (معتمد خانگی) مسٹر الفنٹ کو موقوف کرین
شروع ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۱ء تک نوابصاحب اور رزیڈنٹ حیدرآباد کے
تعلقات بہت خراب رہے اونکی عمر کا یہہ حصہ بہت سختی سے گزرا۔ مگر الحمد للہ
کہ بہت زیادہ نہ تہا۔ ۱۸۸۱ء مین سر سٹوارٹ بیلی صاحب نے حیدرآباد کی
رزیڈنسی کا چارج لیا ادہر مارکوئس آف رپن دام اقبالہ وئسرائے ہند
مقرر ہوکر تشریف فرما ہوئے اوس مبارک زمانہ مین گورنمنٹ ہند کی جو
پالسی حیدرآباد کی نسبت تہی وہ بالکل بدل گئی اور نوابصاحب مرحوم پر
پہر وہی مہربانی اور وہی اعتماد ہوگیا جو ہمیشہ تہا۔ چنانچہ اپنی وفات کی
چند ہفتہ قبل نوابصاحب نے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک مراسلہ پایا جسمین گورنمنٹ
موصوف نے اپنی بے انتہا عنایت اور اعتبار نواب صاحب کی وفاداری اور
دیانت پر ظاہر کیا تہا۔ مولف کتاب نے نواب صاحب مرحوم کو اسقدر
خوش اور اسقدر گورمنٹ ہند کا شکر گزار کبہی نہین دیکہا جیسا کہ اوس مراسلہ

سکے پانے سے ۔

اوسی سال جو قحط جنوبی ہندوستان مین پڑا وہ ملک حیدرآباد کیلئے زیادہ
تر مضر اور سخت تھا ابتدائے قحط سے نوابصاحب مرحوم نے تمام اپنی توجہ اوسکے
دفع کی نسبت مبذول فرمائی جن جن ضلعون مین قحط تھا وہان محتاج خانے
جاری کیے گئے ۔ اس انتظام مین ایسی کامیابی ہوئی کہ فاقہ کی ایذا سے بہت
کم لوگ ضایع ہوے ۔ چونکہ اس قحط کو ابھی تھوڑے ہی دن گزرے مین
اور سبکو اسکا حال معلوم ہے اور جو رپورٹ گورنمنٹ نظام سے اوسکی نسبت
لکھی گئی ہے وہ مکمل ہے لہذا اس جگہہ اس قحط کی ذکر کی چندان ضرورت نہیں
۱۸۸۱ء مین نوابصاحب مرحوم نے اورنگ آباد کا سفر کیا جہان سر رچرڈ
میڈ رزیڈنٹ بھی موجود تھے ۔ ایک ہفتہ تک دولت آباد اور روضہ اور
ایلورا کی سیر مین صرف ہوا اس سفر کے تمام ہونے پر سر رچرڈ میڈ نے
حسب ذیل چٹھی لکھی "یہان کے معاملات سے متعلق جو جو کچھہ آپکو دیکھنا
تھا مین سمجھتا ہون کہ وہ ختم ہو چکا ۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ ان کامون
کی حالت کو دیکھکر مجھکو نہایت اطمینان ہوا ۔ مکانات کی حالت اور عام
طریقہ کار روائی جہانتک مین نے غور کیا ہر ایک طرح نہایت عمدہ ہے اور وہ

افسر جنکے سپرد یہہ کام تہا البتہ قابل تعریف ہین۔ پیمایش کا کام اور دفتر
تعجب خیز ہے اوسمین اب کسی چیز کی ضرورت نہین اور اس صیغہ کیطرف
جسقدر توجہ ہے وہ کافی اور عمدہ ہے بندوبست کا کام مساحت سے
جداگانہ ہی مگر مین دیکہتا ہون کہ اوسکی طرف بہی ایسی ہی توجہ ہے۔
مین اسقدر اور کہونگا کہ یہہ محکمہ ایسی ہی جگہہ کے لایق تہے جہان ہین جنکو
دیکہکر حقیقت مین مجہے ایک خوشی ہوتی ہے۔
دسمبر ۱۸۸۱ء مین نواب وقار الامرا کو ریجنٹ نے قضاء الہی سے انتقال
فرمایا اور نوابصاحب تہا ریجنٹ اور منتظم سلطنت قرار پائی۔
۱۸۸۲ء کی گرمیونمین نوابصاحب انتظام حیدرآباد کی چند جدید اصلاحونکے
مشورے کیواسطے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین شملہ تشریف لیگئے
اور یہہ بہی مقصود تہا کہ حضور پرنور دام ملکہ کی سفر انگلستان کی نسبت انتظام
فرماوین۔ یہہ پہلی ہی دفعہ شملہ پر نوابصاحب کی تشریف بری تہی۔
گو کہ وہان صرف ایک ہفتہ قیام کا اتفاق ہوا لیکن وہان کی لوگون کی
دلون پر بہی ویسا ہی عمدہ اثر نوابصاحب مرحوم نے ڈالا جو ہمیشہ سے
فطرتی بات تہی نواب لارڈ رپن و لیڈی رپن سے لیکر ادنی یورپین

تک ہر شخص نواب صاحب کی وفاداری اور چال و چلن کی عمدگی اور
ارسطو فطرتی کا معتقد ہوگیا۔ جب نواب صاحب شملہ سے واپس تشریف لائے تو
ایک گروہ یورپین دوستونکا وہان چھوڑ آئے۔ اون اصلاحات انتظامی
کے خیال مین جنکا اشارہ اوپر ہوا نواب صاحب کئی مہینے پہلے سے مشغول ہے،
اس انتظام مین تمام صیغہ جات ملک کی اصلاح منظور تہی۔ سر اسٹوارٹ
بیلی نے لجیلیٹو کونسل جانے کے قبل اس تمام نقشہ کو دیکہکر منظور فرمایا تہا
جو جریدہ کہ ماہ نومبر مین شایع ہوا تہا اور اوسی انتظام سے متعلق تہا
جسمین پچہلے انتظامونکا بہی ذکر ہے جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے اوسکا
ترجمہ مندرجہ ذیل ہے ـ

علاقہ دفتر ملکی
حکم مدار المہام
اشتہار

چونکہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی یہی خواہش رہی ہی کہ صلاح و فلاح رعایا
انتظام محکمہ جات وعدالت مین کہ جو رعایا کی بہبودی اور سلطنت کی سرسبزی
اور تجارت ومکاسب کی افزونی کے باعث ہین ترقی کیجائے چنانچہ اتنک

وقتاً فوقتاً حالات ملک پر نظر کر کے ہر سررشتہ اور محکمہ مین ترقیان کیگئین
اگر زمانہ گذشتہ کے حالات زمانہ حال کے انتظام سے کہ وہ بہی قابل اصلاح
و ترمیم ہی ملاکر دیکہا جائے تو بخوبی یہہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ اس سے
تہوڑے دنون پیشتر انتظام مین یہہ خوبی نہ ہتی کہ جواب موجود ہے
۱۲۸۱ سنہ ہجری مین نگرانی امور متعلقہ مالگذاری کے لئے ایک مجلس مقرر ہوئی ہتی
کہ جسے مجلس انتظام امور مالگزاری تعلقات سرکار عالی کہتے ہتے اوس مجلس مین
امور مالگزاری کی اصلاح و درستی ہوا کرتی ہتی اجرای کاغذ ممہور اور انتظام
آبکاری اور کروڑگیری اور کوتوالی بہی اوسی مجلس سے متعلق ہتے مگر بانیوجہ کہ تقسیم
اضلاع نہوئی ہتی اور تقسیم تعلقات مین بی اسلوبی ہتی ضرورت ضلعبندی اور درستی
حدود تعلقات کی درپیش ہوئی چنانچہ ۱۲۸۲ سنہ مین بڑی کوششون سے
تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کی ضلعبندی شروع ہوگئی اور اس کام کا انجام
بہت خوبی کے ساتہہ ہوگیا منجملہ فواید ضلعبندی کے ایک یہہ بہی فائدہ ہوا کہ بعض
اضلاع جو باہم مناسبت رکہتے ہتے اونکے جداگانہ حلقے قرار دیے گئے اور ہر حلقہ کا
نام سمت رکہا ۱۲۸۴ سنہ مین ہر سمت پر ایک افسر مقرر ہوا کہ جسے صدر تعلقدار
کہتے ہتے اور ان افسرونکا انتخاب اوسی مجلس انتظام امور مالگزاری سے کیا گیا

اور مجلس مذکور توڑ دی گئی اور اسکی جگہہ پر ایک محکمہ موسوم محکمہ مالگزاری بغرض نگرانی حالات محکمہ جات ماتحت مقرر ہوا اور اسی مجلس کے ارکان سے رکن اس محکمہ کا افسر اعلی قرار دیا گیا۔

اسیطرح عدالت سر رشتہ دیوانی و فوجداری مین بہی وقتاً فوقتاً اصلاح ہوتی گئی چنانچہ سابقاً جابجا چند افسر مقرر ہوئے کہ جنہین میر عدل کہتے تہے کام انکا یہہ تہا کہ مقدمات دیوانی و فوجداری کو فیصل کیا کرتے تہے ان لوگونکے کام کی تنقیح خاص ایک محکمہ سے متعلق تہی کہ جسکا نام محکمہ تصحیح تعلقات تہا اس محکمہ کے افسر مقدمات سنگین مین جب تک میر عدل اور منصف کے فیصلونکی تصحیح کرتے تہے وہ اجرا نہوتے تہے۔ جبکہ ۱۲۷۰ء مین چند اضلاع سرکار عظمت مدار سے واپس ملے تو اوسوقت بہی ان اضلاع کے انتظام کیلئے ایک محکمہ کہ جسے صدر عدالت اضلاع مستردہ کہتے تہے مقرر ہوا تہا مگر ۱۲۸۰ء مین یہہ محکمہ محکمہ تصحیح تعلقات مین ملا دیا گیا اور اب اس مجموعہ کا نام محکمہ صدر عدالت اضلاع مستردہ و تصحیح تعلقات رکہا گیا اس محکمہ کا یہہ کام تہا کہ افسران اضلاع و تعلقات کی فیصلجات کا مرافعہ سنتا تہا۔ ۱۲۸۱ء مین اس محکمہ کا نام بدل دیا اور مجلس مرافعہ ثانی تعلقات رکہدیا مگر یہہ نام بہی ۱۲۸۲ء مین اس محکمہ کا نہ رہا بلکہ اس محکمہ کو محکمہ صدر مرافعہ

و اہتمام عدالتہای تعلقات لکہنے لگے ۔ جبکہ تمام ممالک محروسہ مین ضلعبندیکا انتظام کیا گیا اور تعلقات مین تحصیلدار اور اضلاع مین تعلقدار اور ہر تین مین صدر تعلقدار مقرر ہوے اور مقدمات دیوانی و فوجداری مین بشمول مالگذاری ان لوگونکو اختیار دیا گیا اوسوقت اوس محکمہ کا نام پہر بدلا گیا اور موسوم بہ محکمہ مرافعہ اضلاع ہوا علاوہ اسکے ایک مجلس اور کہ جسے مجلس مرافعہ تمامی محکمجات کہتے تہے قایم ہوئی مگر بالآخر محکمہ مرافعہ اضلاع بہی اوسی مجلس مین شامل ہو گیا اسیطرح انتظام کوتوالی مین بہی ترقی نمایان ہوتی گئی کیونکہ پہلے انتظام کوتوالی کیلیے جمعیت کوتوالی مقرر نہ تہی بلکہ صرف وہانکے چوکیدار اور سہ بندی اور نظامت کے جوان اسکا انجام دیا کرتے تہے ۔ جبکہ ۱۲۸۲ھ مین ضلعبندی کی گئی تہی اوسیوقت تہانہ جات و چوکیات کی بہی تقسیم مجلس مالگذاری کے ذریعہ سے ہوی تہی اور جمعیت کوتوالی مقرر کی گئی اور ہر تہانہ اور چوکی و تحصیل و محکمہ جات جوق جمعیت کوتوالی مین بقدر مناسب مقرر ہوئے ۔ ۱۲۸۳ھ تک اہتمام و انتظام صیغہ کوتوالی کا مجلس مالگذاری کے نگرانی مین تہا جبکہ کل امور صیغہ کوتوالی کے مکمل ہو گئے تو اور اوسوقت ۱۲۸۴ھ مین ایک افسر موسوم بہ صدر مہتمم کوتوالی مقرر ہوا اور کوتوالی کا اہتمام اور انتظام

اونکے سپرد کیا گیا اور اس تمام محکمہ کی نگرانی خاص مدار المہام نے اپنے ذمہ لی۔ سررشتہ تعمیرات وصفائی وتعلیمات وطبابت یہہ سب عینغہ پہلے مجلس مالگزاری سے متعلق تھی مگر ۱۲۸۴ھ مین سررشتہ تعمیرات مجلس مالگزاری سے علیحدہ کیا گیا اور اوسکا ایک محکمہ جداگانہ قرار دیکر صدر مہتمم تعمیرات کے متعلق کیا گیا یہہ عہدہ بہی جدید ہوا اور سررشتہ صفائی وتعلیمات و طبابت بدستور محکمہ مالگزاری سے متعلق رہا۔

اس انتظام اور تقرر محکمہ جات جدیدہ سے دفتر مدار المہام سرکار عالی مین کام زیادہ ہو گیا لہذا چند امرائے ذی لیاقت واعتبار نگرانی کارروائی محکمہ جات مذکور اور تجویز انفصال امور انتظامی کیلیے کہ جو اوسی محکمہ سے متعلق تہے مقرر ہوے اس تقرر سے صرف یہی مقصود تہا کہ جملہ امور کا انجام باحسن الوجوہ ہو اور دفتر مدار المہام کا جو کام بڑہ گیا تہا وہ کم ہو چنانچہ ۱۲۸۶ھ مین چار صدر المہام مع معتمدین و دیگر عملہ ضروری کے مقرر کیے گئے اور انتظام امور عدالت اور نظم امور مالگزاری و نگرانی امور اور کوتوالی و علاقہ تعمیرات و صفائی و تعلیمات وطبابت کے ان صدر المہامون سے متعلق کیے گئے۔

اگرچہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی نظر یہی رہی کہ اراضی انعام اور مدد معاش وغیرہ

جس شخص کو اسناد جاگیر کے ذریعہ سے عطا ہوئے ہین بحال و برقرار ہین
مگر ارباب کے دریافت کرنیکے لئے کہ جو اکثر لوگ بطور ناجایز اراضی سرکاری پر
قابض ہوگئے ہین اور کوئی سند و دستاویز ثبوت عطا پر اپنے پاس نہین رکہتے
ہین - اور اس وجہ سے نقصان کثیر محاصل سرکاری مین ہو رہا ہی ایک
محکمہ کہ جسے محکمہ دریافت انعام کہتے تہے ۱۲۹۲ھ مین مقرر ہوا اس محکمہ کا
یہہ کام تہا کہ اون لوگونکی اراضی انعامی کہ جو اسناد جاگیر کے ذریعہ سے
اونکو ملی ہے بدستور بحال رہے اور جن لوگون نے بطور ناجایز براہ غصب و
فریب وغیرہ اراضی سرکاری پر قبضہ کیا ہے اوسکی کامل تحقیقات کرکی
اراضی سرکاری اون کے قبضہ سے نکال لیجائے اور اگر مدت دراز سی قابض
ہون تو اون کے ساتہہ ایک مناسب رعایت کیجائے چونکہ اس سررشتہ
مین کام زاید تہا اور مقدمات انجام بکثرت فیصلہ کے قابل تہی لہذا سنہ ۱۲۹۵
مین دو رکن اور بڑہائے گئے اور ان اراکین کی تقرر سے عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا
صدہا مقدمات جو مدت سے ملتوی تہے فیصل ہوگئے -

امور مالگزاری جبکہ انتظام گتہ داری یعنی ٹہیکہ داری توڑ دیا گیا اور تجویز
تقرر مالگزاری بجمع نقدی اصول رعیت واری و دوبارہ بندی اراضی پر کیجے گئے

تواوسوقت بہت سی ایسی مشکلین پیش آئین کسلئے کہ بوجہہ لاعلمی مقدار اور حیثیت اراضی کی دہارا بندی اراضی کی باعتدال وانصاف نہوسکی اور ہرسال متواتر کاشتکار سنگینی جمع کی شکایت پیش کرتے تہے اور ناظم اور مہتمم جمعبندی کے پٹیل وپٹواریون کی نسبت متفرقات ناجایز کی شکایتین سرکار مین لکہا کرتے تہے اور کل عہدہ دارمال یہہ چاہتے تہے کہ کسیطرح زمین کی پیمایش ہوجاے تا یہہ شکایتین رفع ہون لہذا ۱۲۹۴ف مین پیمایش اور بندوبست کا محکمہ قایم ہوا اور جسقدر کام اوسی محکمہ سے اسوقت تک ہوا ہے البتہ اوس سے رفع شکایت اور طمانیت اور اعتدال جمع مالگزاری ہوا اور سالانہ جمعبندی کا کام جو رعایا اور عہدہ داران مال کی تکلیف کا باعث تہا اوسمین بہی تخفیف ہوئی اور تیس برس تک کاشتکارونکا اضافہ جمع کا اندیشہ اور سرکار کو خسارہ مالگزاری کا خطرہ نرہا۔

اضلاع تلنگانہ مین انتظام آبپاشی کی ضرورت درپیش ہوئی کسلئے کہ سررشتہ تعمیرات مین اتنا عملہ نہ تہا جو تمام تالابونکی نگرانی کرتا اسلئے ۱۲۹۵ف مین آبپاشی کا سررشتہ جداگانہ مقرر کرکے صدرالمہام مالگزاری کے سپرد کیا گیا اور اوسکے سالانہ مصارف کے لئے ایک رقم مناسب تجویز کردی گئی

اور اونکا اختیار عہدہ داران مال کو دیا گیا تاکہ مرمت اور درستی آبپاشی کے ذریعون کی کہ جو خفیف ہیں اور تعمیر اور ترمیم اونکی جو متعلق علم و فن سے ہو بروقت ضرورت کیجائے تاکہ مرمت مین تاخیر کرنے سے نقصان نہو چونکہ ترقی و درستی انتظام اور کثرت کار دونون لازم و ملزوم ہین اسلئے بہ نسبت سابق کے کام کی کثرت ہو گئی محکمہ جات ماتحت کو ابتدائے تقرر مین وہ اختیار کامل جو اوسوقت مناسب تہے نہ دئے گئے اور عہدہ دارونکے اختیارات کی تصریح جیسی چاہئے ہوئی تہی اور ضابطہ کارروائی بہی ہر عہدہ دار کیلئے کامل طور پر مقرر نہوا اسلئے افسران ماتحت صدر المہامون سے امور خفیف مین بہی منظوری طلب کرتے تہے اور صدر المہام کو اونکے جواب دینے ہوتے ہین پس اسوجہہ سے کارروائی محکمہ جات مین ہرج اور تاخیر واقع ہے اور صدر المہامون اور مدار المہام سرکار عالی کو امور انتظامی مین غور کی فرصت نہین ملتی اور سبب علیحدگی و قت مدار المہام سرکار عالی بعض اوقات مین مشکلین اور پیچیدگیان غیر ضروری جو پیش ہوتے ہین اور تحریرات طولانی مین بہت وقت صرف ہوتا لہذا نظر بران اب یہہ مناسب ہے کہ اصلاح محکمہ جات ماتحت کی دوبارہ کیجائے اور اونکے اقتدارات بڑہائے جائین اور جو اختیار بالفعل صدر المہامونکو

حاصل ہین اور محکمہ جات کو جو اضلاع کے محکوم تھے بالاتر ہین اور
بشرکت اراکین متعدد صدر نشین ہون سپرد کیئے جاوین اور کوئی عہدہ دار رعایت
اور سفارش سے مقرر نہو بلکہ صرف نظر والبیت و لیاقت مقرر ہوا کرین اور اونکے
تقرر اور ترقی کیلیے ایک خاص ضابطہ قرار دیا جائے اور بعض افسر جنکا تقرر و انتخاب
بلحاظ کارروائی اور استحقاق و لیاقت عہدہ داران صدر کی رائے پر چھوڑ دیا جائے
اور باستثناء درجہ اعلی کے عہدون کی سرکار عالی کی طرف سے کبھی اور تقرر
مین کارروائی نکیجائے اور مدار المہام اور صدر المہام بلا ذریعہ دفاتر آپس مین
کام کرین اور دفتر مدار المہام کے کام بصلاح باہمی صدر المہامان منقسم ہوکر
اونکا ایک حصہ صدر المہامون کے اختیار مین دیا جائے تاکہ اپنے رائے کی موافق
کام کیا کرین اور باقی امور مین اپنی رائے و تجویز سے مدار المہام کو اطلاع دیا کرین
تاکہ انتظامی امور مین مدار المہام کو غور کرنیکی فرصت ملے لہذا انتظام موجودہ
مین اصلاح و ترمیم حسب مندرجہ ذیل کیجاتی ہے اور خاص و عام کی اطلاع
کیلیے اشتہار و اعلان دیا جاتا ہے

اول چار دن صدر المہامون کے دفتر برخاست کیئے گئے اب چونکہ اونکے
اقتدارات مین اضافہ کیا گیا لہذا مدار المہام کے دفاتر کے ذریعہ سے بغرض

اعانت مدار المہام کا کام کرینگے اور مندرجہ ذیل صیغہ جات مدار المہام سے متعلق رہینگے۔

صدر المہام عدالت کے متعلق

۱۔ دیوانی عدالتیں۔ ۲ فوجداری عدالتیں۔ ۳ محابس کا انتظام

صدر المہام مالگزاری کے متعلق

۱ مالگزاری اراضی۔ ۲ آبپاشی۔ ۳ آبکاری۔ ۴ جوبینہ۔ ۵ کروڑگیری۔ ۶۔ دریافت انعام۔ ۷ تبنی وطنداری۔ ۸ پیمایش وبندوبست پختہ۔ ۹ کاغذ ممہور۔ ۱۰ ٹپہ خانجات۔ ۱۱ دارالضرب۔ ۱۲ محاسبی۔ ۱۳ خزانہ عامرہ۔ ۱۴ ترتیب صدر نظم ونسق۔ ۱۵ ترتیب صدر موازنہ

صدر المہام کوتوالی کے متعلق

۱ جمعیت کوتوالی عام۔ ۲ کوتوالی دیہات۔

صدر المہام متفرقات کے متعلق

۱۔ طبابت۔ ۲ تعلیمات۔ ۳ صفائی۔ ۴ تعمیرات عامہ۔ ۵ مدرسہ انجنیری ۶۔ کوائف اراضی۔ ۷ معدن انگشت۔ ۸ کارخانہ وانبار خانہ ۹ ترتیب گزیٹر ۱۰ ترجمہ۔ دار الطبع۔

۲- دفتر مدار المہام مین ایک معتمد بلقب (معتمد قواعد و ضوابطہ و مشیر قانونی) مقرر کیا گیا اور عام قواعد و ضوابط کی درستی جو عدالت اور کوتوالی اور مجالس کے محکمون سے اونکا اجرا متعلق ہے اسی معتمد سے تعلق ہوگا اور امور قانونی مین بہی عموماً اس سے مشورہ کیا جائیگا۔

۳- دفتر مالگزاری مدار المہام سرکار عالی سے حالات ملک کی تحقیق کی ترتیب اور دار الضرب اور ڈاکخانون اور کاغذ مہور اور صیغہ محاسبی اور حساب اور خزانہ عامرہ اور ترتیب موازنہ اور صدر نظم و نسق کی ترتیب اور صیغہ پیمائش اور بندوبست اور جو امور متعلق مالگزاری تہے کہ جنکا تعلق مدار المہام کے دفتر سے تہا متعلق کیا گیا۔

۴- انتظام امورات مالگزاری کے لئے ایک جداگانہ مجلس جسمین چند ارکان ہونگے اور کل مال کے محکمہ جات سے بالا ہو گے مقرر کیگئی اور اوسکا نام مجلس مالگزاری سرکار عالی) رکہا گیا (اور امور مالگزاری کا انتظام اور نگرانی مال کے محکمہ جات کی اور تقرر اور تبدل اور انتخاب بعض افسرونکا ادس مجلس کے اختیار مین دیا گیا۔ نظامت بندوبست مجلس مالگزاری کے تحت سے علیحدہ کیگئی اور اوسکا اہتمام اور نگرانی دفتر مالگزاری سرکار عالی سے

تعلق کیا گیا۔

۵ چونکہ دفتر صدر المہام اور مدار المہام عدالت کی کارروائی میں بصیغہ
نگرانی دست اندازی ہوا کرتی تھی لہذا اب ایسا قرار دیا گیا کہ اگر بلحاظ
مصالح ملکی مجلس کی تجویز مدار المہام سرکار عالی کو لحاظ کی قابل معلوم ہو تو بغرض
نگرانی ایک خاص مجلس کہ اوسمین مدار المہام یا صدر المہام حسب اقتضاء وقت
صدر مجلس اور دوسرے لوگ اعزہ اور دفاتر موجودہ کے حکام سے کہ لایق
اور قابل اس کام کے ہوں ارکان مجلس کے مقرر ہونگے اور معتمد قواعد و
ضوابطہ سرکار عالی نایب صدر مجلس رہینگے اور غور و لحاظ کی بعد جو مناسب
ہوگا مدار المہام بطور مناسب حکم اجرا کرینگے مگر کسی تنہا شخص کو یہ استحقاق
نہوگا کہ اس قسم کی نگرانی کیلئے درخواست دے یا اوسے اپنا حق قرار دے

۶۔ مجلس عالیہ عدالت کی اقتدار میں بھی اصلاح مناسب کیگئی اور ترقی
اور تقرر یا انتخاب بعض افسران میں اختیارات مجلس بڑہا دی گئی۔

۷۔ انفصال مقدمات دیوانی کیلئے منصف اور صدر منصف اور میر عدل
تعلقات اور اضلاع اور اسمات میں مقرر کیگئے اور ان سبکا تعلق بطور
ماتحتی مجلس عالیہ عدالت سے رہیگا اور جس ضلع اور تعلقہ میں یہہ انتظام کیا جاویگا

دیوانی مقدمات دیوانی کا انفصال تحصیلدارون اور تعلقہ دارون اور
صدر تعلقدارون سے متعلق رہیگا۔

۸ دفتر عدالت سرکار کو علاقہ کوتوالی اور مجالس سے بدستور رہیگا الا
دفاتر ماتحت سے قانونی باتون کی دریافت بذریعہ معتمد قانونی کہ جو ضمن
(۲) مین مذکور ہوا سرکار سے ہوا کریگا اور تعلق دفتر عدالت و کوتوالی کا
صدر المہام عدالت و کوتوالی سے رہیگا۔

۹-مجالس انتظام صفائی بلدہ اور اضلاع اور دفتر گزیٹیری کی ترتیب
اور سررشتہ مساجد اور معابد اور علاقہ ترجمہ اور دار الطبع سرکار عالی اور
تعلیمات اور طبابت دفتر متفرقات مدار المہام سرکار عالی کے ماتحت رہیگا
اور تاتقرر مجلس یا ناظم تعلیمات نظامت سررشتہ مذکور کا اختیار معتمد متفرقات
سے متعلق رہیگا۔

۱۰-چونکہ صدر المہام کوتوالی کے برخاست ہونیکے سبب دورہ اور نگرانی
اور انتظام جمعیت کوتوالی سے ایک عہدہ دار کہ جسے ناظم کوتوالی اضلاع
کہینگے مقرر کیا گیا اور اضلاع کے مجالس کا انتظام بہی اوسی کے متعلق ہوگا
اور ناظم کوتوالی کے تقرر سے عہدہ داران کوتوالی اسمات اور اونکے دفاتر

تخفیف کئی گئے - کوتوالی بلدہ اور بیرون بلدہ ملحق ہوگی مگر بلدہ کی مجالس نظامت کوتوالی اور مجالس اضلاع سے متعلق نہونگے -

۱۱- کوتوالی بلدہ اور اضلاع کا انتظام ناظمان عدالت فوجداری سے بہ نسبت پہلے کے زیادہ متعلق کردیا جاویگا یعنی امور عدالت اور انتظام سررشتہ کوتوالی ناظمان فوجداری اور صدر تعلقداروں کے ماتحت رہیگا مگر درستی اور آراستگی جمعیت کوتوالی کا انتظام اور اوسکا اندرونی انتظام بالکل ناظم کوتوالی سے بلا مداخلت نظماے فوجداری متعلق رہیگا -

۱۲- محکمہ صدر المہامی متفرقات کے برخاست ہونیکی وجہ سے معتمد صدر المہام علاقہ تعمیرات عامہ بنام (مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات) کے نام زد ہوگا اور مثل سابق تعمیرات عامہ کی نظامت اس سے متعلق رہیگی اور تین عہدہ دار تنقیح اور نگرانی امور کے لئے مقرر ہونگے اور وہ ہمیشہ اضلاع مین دورہ کیا کرینگے اور نتایج کارروائی سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہینگے اور جہان کہین کسی قسم کا خلل اور نقصان دیکھینگے اوسکی اصلاح کرینگے اور اب بوجہ عدم ضرورت مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات اور مددگار معتمد صدر المہام متفرقات تخفیف کئے گئے - اور اسیطرح نظامت

اور دواخانے بھی مثل سابق رزیڈنسی سرجن سے متعلق رہینگے اور مراسلات
بذریعہ دفتر متفرقات مذکورہ ضمن (۹) سرکار سے ہوا کرینگے - معتمد
تعلیمات کی ضرورت دفتر صدر المہام متفرقات کے نرہنے کی وجہ سے
نرہی اور تعلیمات کی نظامت بدستور سابق باقی رہی لیکن جب تذکرہ
بالا تا تقرر ناظم یا مجلس جدید معتمد متفرقات سے متعلق رہیگی - علاقہ صفائی کیلئے
مجلس صفائی اور ناظم صفائی بلدہ مقرر کئے گئے اور اضلاع مین مجالس
صفائی صدر تعلقدارونکی زیر نگرانی ہین گے اور معاش مساجد و معابد
جدیدہ کا تقرر بھی مجالس صفائی سے متعلق رہیگا -

۱۳۳ - انتظام محکمہ جات کی منجملہ جسقدر دستور العمل کارروائی اور اونکے
متعلق دفاتر جنمین فی الحال تغیر و تبدل ہوا ہے طیار ہین اونکی تاریخ سے
نافذ ہوئے اور دیگر محکمہ جات کا انتظام جسقدر جلد ممکن ہوگا کیا جائیگا

۱۳۴ - اگرچہ اشتہار مولفہ دہم ربیع الثانی ۱۲۹۹ سنہ ہجری مین ملازمون اور عہدہ دارون
کی ترقی اور تقرر کی نسبت حسب قدامت اور لیاقت ایک اشارہ ہوا ہے
لیکن اس انتظام مین اوسکی بنا کے اصول مستحکم کئے گئے ترقی اور تقرر ایسے
ملازمین کا جو بحیثیت عملہ محکمہ جات مین کام کرتے ہین افسرونکی رائے

اور سفارش پر منحصر کی گئی اور عہدہ داران ماتحت کی ترقی درجہ بدرجہ
بلحاظ قدامت اونکے بالادستونکی سفارش اور تصدیق لیاقت اور کارگزاری
پر موقوف رکھی گئی اور عہدہ دارون کے تقرر اور ترقی کیلئے قاعدے
تجویز کئے گئے اور بعض عہدونکی نسبت مجالس اور عدالت کو اختیار دیا گیا
اور بعض عہدونکی نسبت بعض عہدہ دارونکا انتخاب اونکی راے پر
چھوڑا گیا - اور بعض عہدونکا تقرر سرکاری تجویز پر منحصر رکھا گیا کہ بلحاظ
درجات خدمت کی وقعت اور اعتبار سرکاری عہدونکا ثابت ہوجائے
اور ہر عہدہ دار کارگزاری اور نیک روشی کا صلہ باطمینان تمام حاصل
کرے اور غیر مستحق اشخاص کا تقرر مسدود ہوجائے -

۱۵- فہرست ملازمون اور عہدہ دارونکی بلحاظ ملازمت اور درجہ مرتب ہوگی
(جسطرح سرکار عصمت مدار مین سول لسٹ تیار ہوا کرتی ہے) اوس
فہرست کے دیکھنے سے استحقاق ترقی وغیرہ کا بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے
اور وقت ترقی اوسپر لحاظ کیا جاسکتا ہے -

۱۶- سرکار عالی کو یہ بات بدل منظور ہے کہ اس ملک کی رعایا عموماً
اور معززین ریاست خصوصاً ایسی تعلیم پائین کہ سرکاری عہدون پر

مامور ہوسکین اس مین دو صورتین ہین- اول نوجوان جو امرا اور شرفا کے
اولاد ہین ممالک سرکار عظمت مدار مین مناسب مقامون پر صاحب عالیشان
بہادر کے ذریعہ سے روانہ ہون تاکہ ہر قسم کی عدالت اور مال کی کارروائی
سے وقفیت پیدا کرکے لیاقت نامہ عہدہ داران سرکار ممدوح سے حاصل کرین۔
دوم چند اطفال اعزہ و شرفا منتخب ہوکر یہان کے کسی مدرسہ مین تعلیم پائین
اور اونکی تعلیم کے لئے ضروری انتظام اور بندوبست کیا جاے اور اونکو سرکار
سے امداد بہی ملے اور بعد حصول لیاقت جو استحقاق اونکا ہوگا متعاف
مشتہر کیا جائیگا۔

اس اسکیم کو جسمین آخر کار کسیقدر ترمیم ہوئی دوسرے رزیڈنٹ مسٹر جونس
نے بہی بہت پسند کیا اور ماہ نومبر ۱۸۸۲ع سے اسکا عملدرآمد شروع ہوا
تہا اور مجلس مالگزاری بیٹھہ چکی تہی- بموجب اون اصول کے جنکا ذکر
اشتہار متذکرہ بالا مین ہے قواعد و ضوابط تمام محکمہ جات کے انتظام کیلئے
تیار ہوئے تہے جنمین سے بعض کو نواب صاحب مرحوم اپنے سفر
اورنگ آباد کے قبل جو ماہ جنوری سنہ حال مین ہوا تہا منظور فرما چکے تہے
ماہ مذکور مین حضور پرنور نے اضلاع اورنگ آباد و گلبرگہ و رائچور کا دورہ

فرمایا نواب مرحوم ہمراہ رکاب سعادت انتساب تہی۔ دو شہر جو مشہور تاریخی شہر ہین اولاً ملاحظہ اقدس مین گزرے اور وہان کسیقدر قیام بہی ہوا پہر دائرہ دولت براہ احمد نگر اورنگ آباد مین گیا۔ وہانسے آخر جنوری مین حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے مراجعت فرمائی۔ اس دورہ مین نوابصاحب مرحوم نے بڑی محنت کی اور حضور پرنور کو مالگزاری او عام انتظامات سے جہانتک ممکن ہوا آگاہ کیا اور جہان جہان حضور پرنور تشریف فرما ہوے وہان کے حکام حسب الحکم حاضر حضور ہوکر تمام طریق اپنے انتظام کے عرض کرتے تہے۔ بعد مراجعت بلدہ نوابصاحب بندگانعالی دام ملکہ کے انتظام سفر انگلستان مین مصروف ہوے ارادہ تہا کہ حضور پرنور بمبئی ۲۶ اپریل کو جہاز پر رونق افروز ہوکر چند ہفتے یورپ کے دیگر ممالک کی سیر فرمائین اور ۲۰ مئی کو انگلستان مین ہفت فرما ہون۔ یہہ انتظام ہو رہا تہا اور راون امرا کی فہرست تیار ہو رہی تہی جو ہمراہ رکاب چلنے والے تہے۔ جہاز کا بندوبست ہو چکا تہا اور سب طرح سے پوری امیدین بندہ چکی ہین کہ یہہ چند روز نہایت خوشی سے یورپ و انگلستان کی سیر مین بسر ہونگے مگر فلک ناہنجار نے اون امیدونکو خاک مین ملا دیا اور وہ سانحہ جانگزا گزرا

کہ تمام حیدرآباد عبرت سرا بنگیا۔

۵ ر فبروری کو ڈیوک آف کلنیگ تشریف فرمای رزیڈنسی ہوے نواب صاحب مرحوم نے حسب اخلاق جبلی اونکی مہمانداری کا بڑی تکلف سے اہتمام کیا اور یہہ انتظام کیا کہ تمام شہر کی سیر اونکو دکہائی جاے آخر مین ایک بہت پر تکلف دعوت کا سامان کیا گیا تہا۔ مگر چونکہ نواب شمس الامرا کی بیگم صاحبہ نے جو نواب افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی تہین انتقال فرمایا لہذا یہہ دعوت ملتوی ہوی اور ایک مختصر سا ٹہہ ادہونکے دعوت کا سامان ہوا جو ۸ ر فبروری کو ہونیوالی تہی۔ اس سے ایکدن پہلے نواب صاحب معہ اپنے مہمانکے تالاب میر عالم پر تشریف فرما ہوے (یہہ تالاب شہر سے تہوڑی دور جنوب اور مغرب کے بیچ مین واقع ہے بہت بڑا تالاب ہے دو طرف پہاڑونسے گہرا ہوا ہے اور باقی نصف دایرہ سے جو ایک نہایت مضبوط پشتہ ہے برسات کے موسم مین اوس پشتہ کی منڈیر سے پانی چہلک کر ایک بڑے عمیق گڑہے مین گرتا ہے عمق اوسکا اسقدر ہے کہ گرمی مین جب پانی کم ہوجاتا ہے چہوٹا اگبوٹ بخوبی چلتا ہے اوسمین ہمیشہ مین چار دخانی کشتیان رہتی ہین۔ اوس پار ایک پہاڑی پر میر محمود صاحب کا مقبرہ ہے جو ایک بڑی فضا کی جگہہ ہے)

البغرض وہان اور انگریز اور انگریزنین بہی مدعو تہین اور یہہ لوگ سب ہنسی خوشی
اور بشاش دخانی کشتی پر سوار ہوکر اوسی تالاب کی سیر مین مشغول رہے جب
شام ہوئی تو نوابصاحب اپنے محلسرا مین تشریف لائے اور حسب عادت
خاصہ تناول فرماکر بڑی رات تک کام کرتے رہے۔ دو بجے شب کو یکایک
مرض الموت مین مبتلا ہوئے اطبا حاضرین نے اوسکو ہیضہ قرار دیا۔
پہلے تو کچہہ خوفناک حالت نہی بلکہ صاحبزادگان والاتبار نوابصاحب کو دوپہر
صبح کے وقت سرور نگر تشریف لیگئے جہان ڈیوک موصوف کے ساتھہ شکار
کہیلنے کا انتظام کیا گیا تہا۔ لیکن ۸ فروری منحوس صبح کے آٹہہ بجے
سے جون جون آفتاب اپنی زوال گاہ کے قریب آتا گیا نوابصاحبکی حالت
ابتر ہونے لگی نوابصاحب مرحوم جو تمام عمر محنت کے خوگر رہے بڑی صبر و
استقلال سے مرض الموت کی تکلیفونکو جہیلا کئے اور حتی الوسع مطلق ظاہر
نہونے دیا کہ یہہ مرض کچہہ خوفناک ہے بلکہ جو دعوت کہ اوس دن ہونیوالی
تہی بہت دیر تک اوسکی التوا کو نامنظور فرماتے رہے اور فرمایا کہ اگر مین اچہی طرح اوسوقت
تک صحیح نہو جاونگا تو صاحبزادے شریک ہونگے۔

ادہر دن ڈہلتا جاتا تہا اودہر نوابصاحب کا آفتاب عمر قریب غروب

پہونچتا جاتا تہا اور صحت سے یاس ہوتی جاتی تہی ضعف بیمار دارونکی
آس کیطرح بڑہگیا آواز خیر خواہون کے دل کیطرح بیٹہہ گئی تیسرے پہر کو صاحب
رزیڈنٹ نے رزیڈنسی کے ڈاکٹر کو بہیجا جو دم واپسین تک رہے مسٹر جونس
خود بہی تشریف لائے تہے لیکن ڈاکٹرون نے نواب صاحب سے ملنے کی صلاح نہ دی
آخرکار یہہ محشر کی خبر دینے والا دن تمام ہوا اور عیادت مزاج کے لئے قیامت
کی رات آئی وہ شام دیکہنے والونکی نظر مین ایک عزادار معلوم ہوتی تہی
جو سیاہ پوشاک پہنے نمایان ہوئی تہی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی غمناک
مصیبت زدہ کسی اپنے چشم و چراغ کے سوگ مین بال بکہرائے ہوئے ہے
ستارون کے مونہہ پر ایک اوداسی چہائی ہوئی تہی جیسے صبح کے وقت
چراغ بے رونق ہو جاتے ہین آسمان اور زمین کے سناٹے سے یہہ ثابت
ہوتا تہا کہ آج کوئی بڑا واقعہ ہونیوالا ہے لیمپ وغیرہ جو روشن کئے گئے
تہے اونکی روشنی بہی دہندلی معلوم ہوتی تہی۔

جب شہر مین نواب صاحب کی علالت خوفناک مشہور ہوئی تو محل دیوانی
کا تمام وسیع صحن اون لوگونکی گاڑیون سے بہر گیا جو استفسار حال کے
لئے آتے تہے۔ صدہا غریب آدمی پیدل آکر مکان کے گرد پہرتے تہے

اور نواب صاحب کی صحت مزاج کا حال دریافت کرتے تھے جس کمرہ مین نواب صاحب
بستر بیماری پر بے بس اور مجبور پڑے ہوئے تھے اوسکے راستہ پر تمام افسران
سرکاری بہرے ہوئے تھے جب ڈاکٹر کمرہ سے باہر نواب صاحب کی حالت
بیان کرنے آتے تھے تو یہہ سب والبستہ اخلاق نوابصاحب عجب حسرت
سے ڈاکٹر کا مونہہ تکتے تہے - شام کے ۵ بجے بالکل یاس ہوگئی اور ۷ ½ بجے
خیر اندیشوں کی امید و نمین خشر بپا ہوگیا - یعنی خیر خواہ خلایق کا انتقال ہوگیا
انا للہ و انا الیہ راجعون رباعی - این عمر کہ بیتاب بہ بینی آنرا -
نقشے است کہ بر آب بہ بینی آنرا - دنیا خواب است زندگانی درد سے
خوابے است کہ در خواب بہ بینی آنرا - نواب صاحب کی رحلت کی
خبر پہلے اون لوگون کو معلوم ہوئی جو صحن مین جمع تہے اور جو محل کے باہر تہے
اونہون نے اسکا اعتبار نہین کیا لیکن جبکہ عزیز و اقارب اور احباب اور
مصاحبین کو روتے دیکہا تو اس حادثہ غمناک کی تصدیق ہوئی اور غم و
اندوہ کے نالے بلند ہوے ان رونیوالونکی صدا بتدریج محل اور اوسکے
اطراف مین ایک کامل خاموشی پہیل گئی - جب یہہ خبر شہر مین پہیلی
مردون اور عورتون نے ایسی نالہ و زاری کی گویا اپنے کسی پیارے

قرابت دار کی وفات سے روتے ہین اور واقعی عام و خاص کے ساتہہ انکا

سلوک بہی ایسا ہی تہا۔

جسوقت اعلیحضرت حضور نظام کے گوش مبارک مین یہہ خبر پہونچی کہ مدارالمہام

کی بیماری اونکے حقمین مہلک ثابت ہوئی تو اعلیحضرت کی آنکہون سے

آنسو جاری ہوے یہانتک کہ تسلی اور دلاسا کارگر نہوتا تہا۔

وہ لوگ جو اوس شب تار غم مین شہر کو آے اور دیکہا بیان کرتے ہین کہ شہر

تصویر ماتم اور شہر خموشان بنگیا تہا گلیون مین نہ کوئی متنفس نہ کسی قسم کی دہوم

نظر آتی تہی نہ کوئی آواز سنائی دیتی تہی ایک سناٹے کا عالم تہا دو چار آدمی

جو کسی کوچہ مین نظر آتے تہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی نہایت المناک مصیبت ناگہانی

مین پہنسے ہین اوس شب سے کئی روز بعد تک حیدرآباد اوس شخص کے وفات

کی باعث ماتمکدہ بنا رہا جو ریاست کی قسمت کا سیارہ فال نما انیسوین صدی کے

سوم حصہ تک رہا۔ فی الحقیقت ایسا غم پہلے کبہی نہوا تہا صبح کو سکندرآباد

اور بلارم کی انگریزی چہاونیون مین تو بہین وغین جنکی سست آوازون نے

وہان اس حادثہ غم ناک کی اطلاع دیکر اور زیادہ سناٹا پیدا کردیا۔

نوین تاریخ صبح کے نو بجے جنازہ محل سے باہر نکلا اور جون جون یہہ الم خبر

تابوت کلیون مین سے آہستہ آہستہ بڑہتا تہا اس ماتمی گروہ مین جوق
جوق لوگونکی شامل ہوکر رونے اور سسکیان بہرنے سے ثابت ہوتا تہا کہ
حیدرآباد کے باشندے کیسی محبت کا تعلق مرحوم کے ساتھہ رکہتے تہے۔ کوٹہون پر
عورتونکی سینہ زنی اور باریک آوازونسے گریہ وزاری سننے والونکی کلیجونپر نشتر کا کام
کرتی تہی نیچے راستہ پر امیر وغریب روہیلے افغان اور اور لوگ، جو نواب مرحوم کے
فیضان کرم وخلق اتم سے واقف تہے اپنے محسن کیلئے پہوٹ پہوٹ کر روتی چلی جاتے
تہے اور ہر چہار طرف ماتم اور ماتمیونکا ہجوم تہا اعلی حضرت حضور نظام نے بہی اپنے
وفادار وزیر کے تابوت کو جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ جنازہ گلیونمین
سے آہستہ آہستہ جاتا تہا اور رنگے اگے ہاتہیون پر غریبون کو روٹی اور پیسے
تقسیم ہوتے تہے ہزارون ہی آدمی شریک ہوئے یہانتک کہ جب جنازہ
دایرہ میر مومن یعنی مدفن خاندان وزیر مرحوم کے قریب پہونچا اژدہام
ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک تہا۔ ہر ایک متنفس پیادہ پا تہا اور اکثر
برہنہ سر تہے۔ ساڑہے دس بجے مدفن مین پہنچے اور اوسوقت چادرگہاٹ
سے توپین چلنے لگی جس وقت نواب مرحوم کی میت قبر مین اوتاری
گئی جماعت عظیم حاضرین مدفن اور موجودین راستہ ہائے قریب نے

شور و نوحہ و غم کو تازہ کیا فوج جو حاضر تھی اوسنے کھلی ہوئی قبر مین تُلک
بندوقونکی سر کین اور بعد اوسکی جماعت حاضرین آہستہ آہستہ باہر نکلی اور بھیڑ
چھٹ گئی اوسوقت وہ جگہہ ایک عبرت کدہ تھی بعد دفن کے تیسرے دن
متعلقان خاندان مرحوم و مغفور اور نیز بلدہ کے بہت سے لوگون نے قبر پر اکر
رسم سوم ادا کی پھول اور پھولونکے ہار قبر پر ڈالے گئے لوگ اس مسافر عدم اور
یوسف گم گشتہ کی یادگار رکھنے کے لئے ایسے شایق تہے کہ زیارت کے ایک روز
بعد پھول کی ایک پنکھڑی بھی قبر پر باقی نرہی حتی کہ اکثر لوگون نے قبر سے تھوڑی
تھوڑی مٹی یادگار مین اوس شخص کے جسکو وہ پھر دیکھنگے تبرکاً اوٹھالی تاکہ حرز
جان بنائین یا پر اثر جانکر شفاے مرض کیواسطے استعمال کر ۔ بہت سے لوگ
ہنوز صبح و شام نواب مرحوم کی قبر پر آتے ہین منتین مانتے ہین اور قبر پر عرضیان
لٹکاتے ہین ۔ بعضونکا یہہ عقیدہ ہے کہ وہ مرے نہین سب قومون کو وزیر
مرحوم کے ساتھہ کمال ہی الفت تھی اور وہ قومین بہت مدت تک اونکا غم نہ
بھولینگی ۔ میر مومن کا دائرہ یا مدفن میر مومن جو وزیر مرحوم کی اب ارامگاہ
ہے نزدیک تالاب میر جملہ کے واقع ہے یہہ تالاب قطب شاہی وزیر اعظم کا
بنایا ہوا ہے جسکا نام میر جملہ تھا اور مشرقی سمت شہر کے واقع ہے ۔

میر مومن فرقہ شیعہ کے مشہور ولی تہے اور تخمیناً اکیسو بیس برس قبل عبداللّٰہ
ہاسبق اخیر بادشاہ گولکنڈہ کے عہد مین کربلائے معلی سے حیدرآباد آئے تہے-
کہتے ہین کہ خاک مقدس کربلا کی وہ اپنے ساتھہ لائے تہے اور انہون نے
قبرستان کو تدفین اہل تشیع کیلئے اوس خاک کو متبرک کیا- میر مومن مرحوم کا مقبرہ
جو تمام قبرستان مین وہی ایک گنبد ہی دروازہ سے سیدہے جانب کو تہوڑے
فاصلہ پر واقع ہے اوس مقبرہ مین اونکی نعش اور کتابین جو اون کے مطالعہ
مین رہتی تہین اور وہ چیزین جو اپنی زندگی مین اونہون نے لکہی تہین اونکے
ساتھہ مدفون ہین- مقبرہ میر صاحب کی چارون طرف دور تک زمین
قبرون سے چہپی ہوئی ہے- بعض قبرون پر نصب شدہ پتہر عربی اور فارسی
مین منقوش ہین- اور بعض قبرون پر سنگ مرمر کی صفا چوکی چوگوشہ
سلین لگی ہین سہ ہوئی یہ کون ہے اپنا مگر یہہ سنگ مزار- برائے نام
فقط اک سر مزار رہا- اور بہت سے ایسے مزار ہین جنپر کوئی سنگ نشان تک
نہین ہے کہ زمین صاف اور قبرونمین تمیز کر سکین- نہ گور سکندر ہے نہ قبر دارا
ٹے نامون کے نشان کیسے کیسے- اب سنی و شیعہ دونون فرقے وہان مدفون
ہوتے ہین- بہت سی قبرون کے بعد وزیر مرحوم کے خاندان کا مدفن

ہے۔ یہہ مدفن بقیہ مقابر سے علیحدہ اور دیوار سے محیط ہے اور اوسکے اندر
جانیکے واسطے ایک چہوٹا دروازہ ہے جسکے سیدہے جانب ایک معبد اور چہوٹا سا صحن
واقع ہے اسکے بعد ایک بلند چبوترہ جس پر چہوٹے زینونکی راہ سے چڑہ سکتے
ہین اوس خاندان موصوف کی قبرین ہین۔ جناب نواب مرحوم کی قبر چبوترے
کے سیدہے جانب اونکے جدہ بزرگوار کی قبر کے قریب ہے پہر نواب مرحوم کے
چچا سراج الملک مرحوم اور دادا منیر الملک مرحوم کی قبرین ہین اور نیز بہت
سی اوسی خاندان کی قبرین ہین جو اوسی چبوترے پر واقع ہین اور اکثر ان
قبرون پر لوح مزار تک نہین اور نقش و تحریر سے معرا ہین۔ پہر عالم جد اعلیٰ
نواب مرحوم کے پردادا کا مزار حصار باہر ہے چبوترے پر بڑے بڑے
سایہ دار درخت موجود ہین حتی کہ آفتاب کی شعاعین بہت مشکل سے پہونچتی
ہین رات دن نواب مرحوم کی قبر پر حافظ قران شریف کی تلاوت کرتے
ہین اور اون لوگونکی امور عبادت مین تائید کرتے ہین جو قبر پر زیارت
و فاتحہ خوانی کیلئے آتے ہین۔
قبر پر ایک بڑا نبذہ ہن اون لوگونکی عرضیونکا لٹکا ہوا ہے جو اون سے
آخرت مین استعانت چاہتے ہین۔

سے کہتے ہین کہ رحلت کے کچہ دن پیشتر دائرہ میر مومن سے گزر ہوا نواب مرحوم نے قبرستان کی طرف اشارہ کرکے اپنے صاحبزادون سے فرمایا کہ یہہ مقام ہمارے فرقہ کی آرام گاہ اصلی ہے دوسرے مقامات مین ہم صرف چندروزہ ہی مسافر ہین اس بات پر اوسوقت تو کچہ خیال نہوا مگر اب جن لوگون نے سنا تہا بڑی درد و غم سے اوسکا اعادہ کرتے تہے کہ وہ شخص جسنے اوسکی تعمیر کی خود اوسکے احاطہ مین بہت جلد جا بسا۔

دفن کے دوسرے دن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت حضور نظام کی خدمت مُعلّی مین اور نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادونکے پاس اکر رسم تعزیت ادا کی۔ فبروری ۱۲ تاریخ کو نواب میر لایق علیخان بہادر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنور کے در دولت پر دربار مین بغرض خلعت تعزیت حاضر ہوے۔ بندگان عالی وقت سرفرازی خلعت دوشالہ سپید بار غم والم سے جہک گئے تہے۔ تعزیت نامہ و پیام تار برقی ہر حصہ سے ہند کے بلکہ انگلستان تک سے نواب مغفور کے صاحبزادون کے نام سے چلے آتے تہے۔ جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے ملکہ معظمہ کی جانب سے تاسف آمیز تار دیا اور خود اپنی ہمدردی

ظاہر کی۔ اس قسم کے تار سیکرٹری آف ہٹیٹ۔ ڈیوک آف سدرلینڈ
سر اسٹوارٹ بیلی صاحب مہاراجہ ہولکر اور بہت سے اشخاص کیطرف سے
پہونچے بلکہ تمامی بلدہ اندور مین تین روز تک ماتم برپا رہا تہا۔
گورنمنٹ اف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ قور کے ساتہہ اس
سانحہ جانکاہ کو اس طرح مشتہر فرمایا۔

"گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت و افسوس نواب مختار الملک
سالار جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی نایب ریاست و وزیر حیدرآباد دکن کے
انتقال کو جو ۸ وین ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین۔ اس واقعہ پر الم سے سرکار انگریز کا
ایک نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا عقیل
اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون و حامی نیست و
نابود ہو گیا"

صاحب عالیشان بہادر کی چٹہی موسومہ گورنمنٹ آف انڈیا۔ جو معًا بعد
وفات نواب مرحوم لکہی گئی تہی اور جسکا خلاصہ ذیل مین مندرج ہے معلوم ہو گا۔
تمامی لوگون پر نواب مرحوم کی وفات کا کیسا سخت صدمہ ہوا ہے۔
فکر و اندوہ جو سالار جنگ کی وفات سے ہر ایک کو لاحق ہوا مین نہین جانتا ہون

کرا اوسکو کیونکر بیان کرون۔ اوسوقت مین ایتلاف عامہ کی بہ نسبت اونکی آفت کا فوت ہوجانا عموماً ملتفت علیہ ہے ہر ایک برٹش افسر جو اونکی ملاقات سے مشرف ہوا ہے یہہ سمجھتا ہے کہ گویا اوسکا قدیم دوست گذر گیا۔ جنہون نے اونکی تحت مین نوکری کی ہے ہر یہ کہینگے کہ ایسا ذی مروت اور مہربان آقا پہر کہان ملیگا سرکار انگریزی افسوس کریگی ایسے شخص کی وفات پر کہ جسکی خیر خواہی اور اتحاد برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ گو وہ ریاست حیدرآباد کے منافع ہی کے نظر سے کیون نہو اپنے مالک کی خیر خواہی اور محبت سے صرف دوسرے درجہ پر تہی۔ سب سے زیادہ بندگانعالی کو اس واقعہ کا رنج ہوا ہوگا کسواسطے سالار جنگ مرحوم نے حضور پر نور کی کیسی خدمت کی تہی۔ کبہی کسی آقا کو ایسا وفادار جان نثار نوکر نملا ہوگا اور کیسا غضب وحسرت ہے کہ وہ اپنے آقا کی جسکی بہبودی مین وہمہ تن مصروف رہا ہو تخت نشینی اپنے آنکہون سے نہ دیکہے؟

ممالک محروسہ مین تمام کچہریان تین روز تک بند رہین اور جریدہ غیر معمولی بہ این عنوان مشتہر ہوا جسمین بعد اظہار غم مہاراجہ نارائن پرشاد نریندر بہادر منصرم مدار المہام مقرر ہوے علاوہ اون تعزیت نامون کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے تمام امرا و عمائد بلدہ نے صاحبزادون کے پاس آکر بالمشافہہ رسم تعزیت ادا کی اور اونکی تشفی اور تسلی

کے لئے کوئی دقیقہ باقی نچہوڑا۔ اسوقت مین رنج و مخالفت باہمی بالکل دور ہوگئی بلکہ سب اوس شخص کی وفات کے رنج والم مین مبتلا ہے کہ جو اپنی زندگی مین ہر دل عزیز تہا۔ نواب شمس الامرا بہادر کے خاندان کی جانب سے یادگار دوامی کے واسطے تحریک ہوئی چنانچہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۳ء کو جلسہ قرار پایا اور صاحب عالیشان بہادر اوس مجلس کے صدر نشین ہوے اور مسٹر جونس صاحب بہادر نے مرحوم کو ان کلمات سے یاد فرمایا۔

"نایب مرحوم کی کارگزاری کا مشروحاً بیان کرنا اس موقع پر مجھکو یا کسی اور کو چندان ضرور نہین ہے اونکی شہرت حیدرآباد سے گذر کر دور دور پہونچی ہے اونکی قابلیت اعلی اور تصمیم قصد کے ثبوت ہر جگہہ موجود ہین ہند کے جلیل القدر آدمیونکی فہرست مین اونکا نام نامی شریک ہے اور یہانکی باشندی مقبرہ مرحوم کو مدت تک تعظیم و توقیر کی نظر سے دیکہینگے۔

بہ تغیر جزوی ایک مثل عمدہ و قدیم ہم اونکی شان مین کہہ سکتے ہین "کہ مشہور و معروف لوگو قبر ہر جگہہ ہے" فی الحقیقت ریاست حیدرآباد مین مدار المہام مرحوم کا مقبرہ ہے ہمارے ملنے کی غرض یہان پر یہہ ہے کہ ایسے شخص کے یادگار کی تجویز کرین جو نہ صرف ہمارا شفیق تہا بلکہ ایک بڑا رئیس تہا میر اکثر ہمقوم

رہدیتے ہین اوس شخص کے واسطے جو اپنے مذہب کا پابند اور ملک کا خیرخواہ تہا اور جسکو ہمیشہ اس معنی کا خیال تہا کہ میرا بڑا فرض منصبی اپنے آقا کیطرف سے چھبیس برس تک سرکار ملکہ کا سچا دوست او معتبر مشیر رہا تہا - جس نے خوف و خطر کے وقت کامل طور پر تہہ دل سے ہماری مدد کی اور خود ہمارے ساتہہ ہزارہا احسان کئے اس جلسہ مین کوئی شخص ایسا نہوگا کہ جسکو کوئی قصہ نواب مرحوم کی عنایت وحسن واخلاق کا یاد نہو - خود شریف ابن شریف - اوسنے حیدرآباد مین ایسے نظایر قایم کئے ہین کہ جنکے سبب سے بہ نسبت اور مقامات ہند کے حیدرآباد مین طریق معاشرت بالکل ہی بدل گیا - اپنے عہدہ ہی کی وجہ سے نہین بلکہ فی الحقیقت سر سالار جنگ بہمہ وجوہ جنٹلمین تہا - اوسکی مہمان نوازی اور فیاضی کی انتہا نہی اور نیز اوسکی وسعت خیال بہی بے انتہا تہی - ہند مین کسی جگہہ پر تمامی ملل و مذہب کے مدارس و معابد وغیرہ کی تائید ایسی فیاضی سے اور بلا رو و رعایت نہین کیگئی - اگر مین مدار المہام کی کارگزاریون کو بیان کرون تو بہت طول ہوگا اور بہت سے ایسے لوگ یہان موجود ہین کہ نواب مرحوم کی ذاتی دلکش رویہ کو مجہہ سے بہتر بیان کر سکینگے - مین صرف اسقدر اور کہنا چاہتا ہون

نہ مجھے نواب مرحوم سے سرکاری ابواب مین جو سابقہ رہا ہی اوسکو ہمیشہ
مین اپنا فخر و اعزاز کا باعث سمجھونگا۔

ابھی وہ وقت نہین آیا ہی کہ ایسے مدبر شخص کے رویہ ذاتی اور اوسکے کام کا
ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا جاوے۔ لیکن مصنف کو (مولوی سید حسین صاحب
معتمد متفرقات و خانگی) جو سالہا سال اونکی ملازمت سے مشرف اور ہمیشہ اونکی
صحبت سے (خواہ بطور خانگی ہو یا سرکاری) ممتاز رہا گوارا نہین ہوسکتا
کہ اس مضمون سے اعراض کرے اور چند الفاظ تک بھی نہ کہے) آقا سے نامدار
نے کبھی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی۔ کوئی انتظام کیا ہی ضرور کیون نہین
کبھی تعجیل سے نہین کیا گیا۔ تیز رفتاری ریل اونکے مزاج کو خوش نہین
آتی تھی لیکن دھیمی کارروائی اونکو پسند تھی۔

اونکے علم و عملی پالیسی مین ذی فہم و ہوشیار مقلد و محقق دونون کی خیال
جمع تھے۔ قوانین سخت اور آئین کرخت سے اونکو نفرت اور تجاویز انقلاب
آمیز سے اونکو گریز تھی۔ کوئی شخص جادہ قدیم پر ایسا مستقل نہوا ہوگا
اور جب کسی اصول کا ضعف اونکے نزدیک ثابت ہو جاتا تو فوراً اوسکی
بیخ کنی کے درپے ہوتا۔ تمدن مین تالیف قلوب و مصالحت

اوسکا مسلک کلی تہا - اوسکا ایک بہت بڑا اثر یہہ تہا کہ ہر ایک اصلاح خود
بخود ہو جاتی تہی اور لوگونکو ناگوار نہین ہوتی تہی جیسی کہ نوایجاد چیزین اکثر
پسند ہوا کرتی ہین - تمام قوانین حال مین شاید سر سالار جنگ مرحوم نے رعایا
کے تعصبات مذہبی و قومی کی سب سے زیادہ رعایت پیش نظر رکہی - اوسنے
کوئی اصلاح بجبر نہین کی بلکہ اکثر اوقات اونکو زیادہ نرمی و لینت سے منہم کیا
کرتے تہے - لیکن اونکا طریقہ انتظام اور خصلت جبلی رحم دلی اسکی مقتضی تہی -
اپنے معاملات ذاتی مین مرحوم و مبرور نہایت منصف و حلیم و راست
باز تہے - ملکی لوگون مین تملق کو ایسا ذلیل کوئی نہ جانتا ہوگا اور خوشامدی
جنکو بہت سی ریاستونمین رسوخ ہے اونکے دربار مین بار نہین پاتے تہے - اپنے
عزیزون دوستونپر نہایت شفقت سے ماتحتون پر مہربانی اور مروت
سے پیش آتے تہے اونکے ساتہہ خانگی امور مین دوستانہ سلوک سی
اور ضرورت کے وقت حتی المقدور ہمدردی اور امداد دیتے - اوسنے لوگونکے
دلونمین وہ جگہہ اور وہ محبت پیدا کی تہی کہ جسکی تمام ہند مین کوئی نظیر
نظر نہین آتی - حق تو یون ہے کہ اوسکی کوشش صرف اسی امر مین
نہ تہی کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے بلکہ اوس سے زیادہ یا دے

اونکو ہر وقت اپنے وقت کا سب باتون سے زیادہ خیال رہتا تہا کہ
ضایع نہو کبہی کسی نے اونکو بیکار نہین دیکہا۔ محنت سے محبت تہی اور
محنتی آدمی کو پسند کرتے تہے۔
کبہی کسی سے بدرشتی بات نہین کرتے تہے۔ ہر شخص کے مراتب کو جیسا
وہ ملحوظ رکہتے تہے اوسکا اندازہ نہین ہو سکتا۔
اخبارون نے جو نوابصاحب مرحوم کی نسبت رائین ظاہر کین اون مین
سے چند درج ذیل ہین۔
سر سالار جنگ کے انتقال سے صرف حیدر آباد کو ہی نہین بلکہ تمام ہند کو
رنج ہوگا اوسکی قوائی عقلی بہت قوی تہی اور تمام روساے ہند مین بنظر تدبیر
اسوقت کوئی اوسکا ہمسر نہین ہے اوسکی جگہہ ما مور کرنا آسان نہوگا۔
سرکار نظام کا ملازم وفادار۔ سرکار انگریزیکا دوست صادق۔
مرحوم نے عنان سلطنت فتنہ و فساد کے وقتمین ہاتہہ لی کہ جسوقت
عرب اور روہیلون نے تمام ملک کو پریشان کر رکہا تہا یہہ اوسکا کام تہا
کہ جس نے بتدریج اپنی جرات و استقلال سے سرکش اور مفسدونکو مطیع
کیا اور ملک مین امن قایم اور افلاس دور کیا۔ محنت و تجارت کو فروغ

مالگزاری کی افزائش اور ملک کو قرضہ کے بار گران سے سبکدوش کیا" جام جمشید

" سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کو وہ نقصان ہوا ہے کہ فرانس کو گیمبیا کے مرنے سے نہوا ہوگا بلکہ منتظمون مین آج کل عقیل و ہوشیار شخصونکا ایسا قحط ہی کہ ہند مین ایسے شخص کا مرجانا زیادہ موجب تاسف ہوگا بہ نسبت فرانس یا انگلستان یا یورپ کے کسی مہذب ملک کے جہان ہوشیار لوگ کثرت سے ہین سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کا بڑا شریف وزیر جاتا رہا دفعتہً انتقال ہونیسے اور بھی لوگونکو پریشانی ہوئی - اس ممالک وسیع مین سر سالار جنگ کا نام ہر بچہ کو معلوم تھا اور اوسکے بیوقت مرنیسے سب لوگونکے دلونمین زخم کاری لگا" راست گفتار -

" بنظر لیاقت و قوت سر سالار جنگ کچھ تعجب نہین ہے کہ اوسکی وفات تمامی حیدرآباد کے واسطے موجب ملال ہو - اسکی وفات نے حیدرآباد مین اور رنگا چارلو دیوان میسور کی وفات نے میسور مین اسوجہ سے کہ ہر ایک ان دونومین اپنی ریاست کے واسطے از بس مفید تھا تمامی جنوبی ہند کو تیرہ و تاریک کر دیا اور دونون کے انتقال سے ترقی اور عمدگی انتظام ایسا نقصان پہونچا ہے کہ جسکی تلافی محال ہے" مسبہوواتیر بکا.

افسوس کہ ہند کا بڑا لیئق شخص گزر گیا کہ جسکے سبب تمامی ملک مین درد و الم سے ماتم برس رہا ہے - ایسے وقت مین کہ اونکا رہنا سرکارین کو مفید تہا اور ایسے وقت مین کہ اونکی ملازمت سرکار نظام کیواسطے نہایت ضروری تہی سر سالار جنگ چل بسے "۔ نیٹیو اوپنین -

ریاست دکن کہ جسکو سر سالار جنگ نے افلاس کے جنگل سے چہوڑا کر مرفہ الحال کیا - اور اوسمین امن و امان قایم کیا اوس شخص کو کہ ناگاہ پنجہ اجل مین گرفتار ہوا مدت مدید تک یاد کرینگے - سرکار ہند کو وہ سچا دوست یاد آویگا جو ہمیشہ بہلے اور برے وقت مین اونکا وفادار رہا - ہند کے لوگونکو ایسا شخص کہان میسر آویگا - تعلیم یافتہ مسلمان ہندو اور پارسیون کا مربی اور فیاض دوست ناپید ہو گیا - ریاست اور ملک زمانہ دراز تک اوسکے غم و الم مین مبتلا رہینگے - کہ جسکے اچانک مرنیسے روز مین پر ماتم چہا رہا ہے " بمبئی گزٹ کرانیکل

سخت افسوس ہے کہ ہند کا بڑا مدبر اور جو سرکار نظام کا فخر تہا اوسنے جہان فانی سے کوچ کیا - اوسکو ہند کا پرنس بسمارک کہنا بجا ہے - اوسکی اصول حکمرانی بعض اوقات بعض انگریزی مدیرون سے قابل ترجیح تہی - شاید

حیدرآباد مین ایسا وزیر نہوا ہے اور نہوگا۔ اور سرکار نظام کو جو اس
واقعہ سے نقصان ہوا اوسکی تلافی تو ممکن ہی نہین۔ اور اب ملک برار کی
واپسی کی بہی بہت کم امید ہے۔ دیوان کیا وہ بجائے خود نظام تہا اور حیدرآباد
کی یہہ حیثیت موجودہ کہ قابل رشک ہے صرف سالار جنگ کی جانفشانی
اور وفاداری کے سبب ہوئی ہے" گجراتی۔

سر سالار جنگ کی رحلت کیا ہوئی کہ ایک بڑا منتظم و مدبر شخص جو ہند
مین انگریزی عہد مین پیدا ہوا تہا جاتا رہا۔ یہہ اوسی کی قسمت مین تہا
وسنے اپنی ابتدا حکومت مین تہلکہ اور تزلزل کیوقت مین سرکار انگریزی
کے ساتہہ لاجواب سلوک کیا اور پہر اپنے ہموطنون کی نظرون مین وہی وقعت
واعتبار اس درجہ پر قایم رکہا کہ شاید کسی دوسرے کو اتنا نہوا ہو۔ وہ خود
ایک فرد تہا اوسکی قوائے عقلی مین مناسبت باہمی۔ احتیاط و استقلال
کا ایک جا جمع ہونا ان سب اسبابون سے اوسنے خطرات کو دور رکہا۔
خطرات بہی ایسے کہ جو کم محتاط یا کم مستقل مزاج کو تباہ کر دیتے۔ ان وجوہ سے
اوسکو وہ قوت و شوکت حاصل ہوئی کہ جو پیشتر کسی وزیر کو حیدرآباد
مین نصیب نہین ہوئی۔ اگرچہ مشکلات اور پیچیدگی معاملات پیش تہا سخت نہین

اسمین کوئی شک نہین ہے سر سالار جنگ کی بہت بڑی آرزو یہہ تہی کہ ممالک مقبوضہ کو جو لارڈ ڈلہوسی کو دئے گئے تہے مسترد کرادے - اس خواہش حب الوطنی کو فخر خاندان نے اور بہی تقویت دی - چند سال پیشتر اس معاملہ مین اوسکے اور سرکار انگریزی کے مابین جو مناقشہ ہوا اوسمین فی التحقیق نفس مسئلہ پر تو بحث ہی نہین کی گئی اور نہ اوسکے عیب و صواب پر کبہی خیال کیا گیا - اور گورنمنٹ آف انڈیا نے جو اس موقع پر ہٹ دہرمی ظاہر کی اوس سے سر سالار جنگ کو جنگ اخلاق مین ایک ایسی بڑی ظفر حاصل ہوئی کہ ہرگز سرکار ہند کے مفید مدعا نہین ہو سکتی تہی - اس بیان سے ہماری یہہ غرض نہین ہے کہ برار کے مسئلہ کے عیب و صواب پر اپنی رائے ظاہر کرین - بلکہ صرف ایک واقعہ تاریخی کا بیان مقصود ہے جسکو جانشین سرکار ہند بہی تسلیم کرینگے - نظام کا پرنس آف ویلز سے ملاقات کرنا اسی جد و کد کا نتیجہ تہا - اکثر لوگون کے خیال مین ہنوز یہہ امر تازہ ہوگا - پس صرف اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ سر سالار جنگ نے بسبب اپنے صبر اور لیاقت کے اور فہم و فراست کے پہر ایک دوسرے مرتبہ عمال دفتر خارجیہ غلبہ حاصل کیا اوس تکرار مین جو اونہون نے کم عقلی سے پیدا کی تہی اس قضیہ مین جو تقرر

شریک مدار المہام سے تعلق ہے نواب مرحوم بے ضد بے سود جانکر اوسی
خوش اسلوبی پر سر تسلیم کو خم کیا کہ جس سے اوسکی ذاتی عقلمندی او منتظمانہ تدبیر
کا ثبوت کامل ظاہر ہوا اور واقعات حال نے اوسکی تسلیم کی داد دی۔
لیکن بعد ازان اختلاف باہمی سرکار ہند و وزیر دکن دور ہوگیا۔ مگر حسب
ضابطہ قرار دیا گیا کہ مسئلہ برارین تا بلوغ حضور پرنور بحث نکی جاویگی۔
باوجود اس التواء کے عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک قرار داد ایسی جو
نظام کے حق مین مفید ہو ٹھہر چکی تہی۔ یہہ مصالحت (اگر مصالحت ہو تو) خواہ
خود قرار داد سمجھی گئی ہو یا آیندہ بحث کی بنا قرار پائی ہو بہر حال اب اوسکی
تفتیش کی کچھہ ضرورت نہین ہے اس بڑے منتظم کے انتقال سے تو معاملات
بالکل ہی بدل گئے کہ اوسکی قوت ممیزہ اور دیانت پر سرکار کو اعتبار
کامل تہا۔ حقیقت تو یہہ ہے کہ سر سالار جنگ کا جانشین ملنا محال ہے۔
ہان کوئی شخص ایک چند روز کے واسطے اوسکی جگہہ پر مامور ہو سکتا ہے
اور وہ کاروبار ریاست کو اوس طریق پر انجام دے سکتا ہے جسکو مرحوم نے بنایا
تہا لیکن سر سالار جنگ ثانی نہین ملسکتا اور جگہہ جو اوسکے وفات سے خالی
ہوئی ہے اسوقت تو کوئی ملکی منتظم ہی نہین جو اوسپر مامور ہوسکے"۔ بمبئی گزٹ

نواب سر سالار جنگ کی وفات کی خبر سے ایک جہانکو رنج و افسوس ہوا
ہوگا نہ صرف ہندوستانمین بلکہ انگریزی منتظمون مین جہان اوسکی لیاقت
تدبیر و انتظام کی شہرت ایک مدت سے ہورہی تہی۔ حیدرآباد مین اسوقت
کہ حضور عنقریب مسند شاہی پر جلوس فرمانے والے تہے وزیر کا مرجانا خالی از
وقت نہوگا۔ اور ہند کے مسلمانون اور گورنمنٹ آف انڈیا کو یہہ اتلاف
سخت ناگوار ہوگا یہہ سر سالار جنگ کا ہی حوصلہ تہا کہ جسنے ممالک نظام مین
کہ ہند مین ایک بڑی ریاست اسلام ہے صلح و امن اور اوسکے انتظام مین بڑی
ترقی کی اور اوسکا اوٹہہ جانا ایسی حالت نازک مین خود نظام بلکہ تمام رعایا
کو بڑی پریشانی کا باعث ہوگا اب کوئی شخص ایسا موجود نہین کہ اوسکا
جانشین ہوسکے اوسوقت جو پیچیدگیان ظاہر ہونگی تعجب نہین کہ مخل
انتظام ریاست ہون۔ مگر حضور کو اطمینان رکہنا چاہیئے کہ سرکار ہند ہر وقت
اور مشکل مین حتی المقدور اونکی معاون اور مددگار رہیگی اور وزیر باتدبیر
کے انتقال سے جو نقصان ہوا ہے حتی الوسع اوسکی تلافی سعی
کریگی" از (پائینیر)
سر سالار جنگ کے مرنے سے ہند کا ایک بڑا مدبر جاتا رہا۔ حیدرآباد کی

خوش نصیبی کہ اوسکو ۱۸۵۳ء سے ایسا لایق وزیر ملا۔ سرکار ہند نے بہی اپنے
تئین ایسا ہی خوش نصیب جانا کہ سرکار موصوف کو ایسے شخص کی دوستی پر
اعتماد کرنا پڑا کہ جسکی قوت برائی اور بہلائی کرنیکی بہت بڑی تہی۔ ایام غدر
مین بہت کچہہ منحصر تہا۔ نظام کی طرز کارروائی اور نظام کا قصد بنا بر تایید
سرکار وزیر کی رائے سے تہا۔ ۱۸۶۷ء مین جبکہ نظام اور سر سالار جنگ
مین کچہہ اختلاف واقع ہوا تہا جس سے فساد ظاہری متصور تہا اوسوقت
مین ہمارے رزیڈنٹ نے دفتر خارجہ کو لکہا اور سر سالار جنگ کی نسبت
اپنی رائے شد و مد سے ظاہر کی کہ سالار جنگ کی علیحدگی سے طوائف الملوکی کا
اندیشہ ہے چنانچہ گورنر جنرل نے اس رائے سے اتفاق کیا" سول و ملٹری گزٹ
شب پنجشنبہ کو ایک ایسا شخص دنیا سے گذر گیا کہ تمام ہند مین یکتا تہا جسکی
بڑی خوبی یہہ تہی کہ اوسنے چوتہائی صدی سے زیادہ سنون تک صلح و امن
کو قایم کیا تہا۔ سر سالار جنگ وزیر حیدرآباد کا مرنا صرف ایک چند ہفتہ
قبل تخت نشینی نظام ایک آفت ناگہانی سمجہنا چاہیے۔ اگرچہ تہوڑی دن
سے اوسپر انگلینڈ کا اعتبار کسیقدر کم ہو گیا تہا تاہم وہی شخص تہا کہ جسپر
جنوبی ہند کے صلح کا دار و مدار تہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہہ شخص

حکومت کے واسطے موضوع تہا اور اوسکے تجربہ اور استقلال سے ہی حکومت
کا ڈہنگ اور ترقی کا راستہ پڑا ایسے شہر مین جو تمامی ہندمین شہرزود خنگ جو
مشہور ہے یہہ آتلاف سبکو ناگوار ہوگا نہ صرف شاہ دکن کو بلکہ اوس سرکار
کو بہی کہ جسکے نزدیک وہ اپنے انتظام کا ذمہ دار تہا - ایسے وقت مین
اس شخص کا مرجانا خالی از وقت نہین ہے " انڈین ڈیلی نیوز -
سرسالار جنگ کی وفات کی خبر سے عموماً ایک بڑا صدمہ ہوا ہوگا
ایام عذر سے حیدرآباد کی امن و امان کو مرحوم کے ساتہہ ہمارے ذہن مین ایسی
نسبت قایم ہوگئی ہے کہ اب یہہ کہنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ بعد اوسکے
آیندہ ریاست کی کیا حالت ہوگی - جب ہم حیدرآباد کی قدیم حالت
پر نظر کرتے ہین اور سوچتے ہین کہ غدر مین کیا صورت ہوتی بلکہ عذر کی
بعد بہی کیا نوبت ہوتی تب ہمکو اس بڑے مدبر کی شکر گذاری لازم ہوتی
ہے جسنے حیدرآباد پر حکومت کی اور سرکار انگریزی کا خیر خواہ رہا -
کسی ملکی شخص کو ایسی ذمہ داری کا کام تفویض نہ تہا جیسا کہ
سرسالار جنگ کو اور شاید کسی نے اپنے فرایض منصبی کو ایسی عمدگی سے
ادا ہی نہین کیا - اوسکے عہد حکومت مین کہ طویل تہا اوسکو ہر طرح کی

کامیابی حاصل ہوئی اور باین لحاظ کہ اوسکو بڑی متعصب ریاست سے سابقہ تہا ہم کہہ سکتے ہین کہ اوسنے اصلاح انتظام اور مغربی تہذیب کے رواج دینے مین بڑی احتیاط اور دانائی صرف کی۔ فی الحقیقت اسوقت ہمکو زیادہ اس امر مین خیال نہین ہے کہ اوس نے حیدرآباد اور تمام ہندکیواسطے کیا بہلائیان کین۔ بلکہ زیادہ یہہ خیال ہے کہ اونکا جانشین کون ہوگا۔ اوسکی وفات سے حیدرآباد مین ایسی جگہہ خالی ہوئی ہے جسکا مامور کرنا آسان نہوگا۔ اوسکی وفات اور بہی زیادہ افسوس کے لایق اس وجہہ سے ہے کہ ماہ اپریل سنہ آیندہ مین وہ حضور کے ساتہہ انگلستانکو جانیوالا تہا۔" مدراس میل۔

ایسے بڑے مدبر کی وفات کی خبر نے کہ تمامی ہند مین مشہور تہا ضرور تہلکہ تمام پیدا کیا ہوگا اور ذرا شک نہین کہ اس سانحہ پرالم کی سبب سے بڑی بڑی پیچیدگیان ہونگی جسکا اثر ملکی معاملات پر کچہہ کم نہوگا۔

تمامی جزیرہ نمائی ہند مین حیدرآباد اول درجہ کی ریاست ہے اور سرکار ہند کو اوسکی وجہہ سے معاملات ملکی مین ہمیشہ دقت ہوتی رہی ہے مگر سالار جنگ کے ۔ اسکا رنگ بالکل بدل گیا تہا یہان تک کہ

بجای شورش اور فساد کے ہم اوسکو مصلح مند اور ترقی پسند ریاست سمجہنے
لگے تہے مگر اب کہ وہ اعلیٰ دماغ اور مستقل مزاج جاکم جاتا رہا تو اونکے انجام کی
پیشین گوئی کرنا آسان بات نہین ہے۔ رئیس ہنوز نابالغ ہے اور زیر تعلیم اور
ہم یقین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی کو نایب رئیس پر اسقدر اطمینان نہین
ہے جیسا کہ سالار جنگ پر تہا۔ نہ صرف یہہ ہے کہ اوسنے انتظامی اصلاح ایسے سرکش
متعصب لوگون مین انگریزی اصول پر کی تہی۔ اور نہایت احتیاط و کامیابی
کے ساتہہ بلکہ انگریزی سرکار کے ساتہہ اوسکی سرگرمی و وفاداری مستقل و مشہور
تہی بلکہ ایسی تکلیف کے وقت مین مرحوم کے بارہ مین بلا تامل کہا جا سکتا ہے
کہ بہ نسبت کسی ملکی شخص کے اوسکا عہدہ نہایت دشوار ذمہ دار و نازک
تہا تاہم اس حالت مین بہی اس عمدگی سے عہدہ برا ہوا کہ تمام اہل تمدن
کی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ مرحوم کی جگہہ کے واسطے دوسرا شخص
بہم آنا نہایت دشوار ہوگا اور جس کسی سے اوسکو سابقہ پڑا تہا۔
یا ملاقات تہی وہ مدت مدید تک اوسکو نیکی کے ساتہہ یاد کرینگے" مدراس اتہنیم۔
سر سالار جنگ کی وفات سرکار نظام اور سرکار انگریزی دونون کے
واسطے موجب تاسف ہے۔ اوسنے اپنے فرائض منصبی اور سرکاری

کام کو بہ کمال جانفشانی اور غایت دیانت اور ایسی خوش اسلوبی سے
انجام دیا کہ دکن میں جسکی نظیر نہیں - اسٹیٹسمین -

سر سالار جنگ کے اوصاف حمیدہ بنظر تمدن و تدبر جن سے تمام
جہان واقف ہے اونکی ہم کیا داد دیسکتے ہیں - اوسکی وفات ہند اور
اور انگلستان دونوں کے باعث ملال ہے لیکن اس موقع پُرالم پر اسقدر
بیان کرنا تو ہمپر واجب ہے کہ سر سالار جنگ کیا مرا گویا فرقہ کیتھولک کا بڑا
محسن و حامی جاتا رہا - حیدر آباد میں پر تو اوسکے بڑے بڑے احسانات
ہیں اور ہمکو خیال ہوتا ہے کہ ایک بار سے زیادہ خود پوپ نے ان احسانات
کا شکریہ ادا کیا ہے - بمبئی کیتھولک اگزامینر -

سر سالار جنگ کے انتقال سے ہند کا ایک اعلی درجہ کا منتظم مدبر
و واقف کار شخص اوٹھہ گیا جو سرکار ہند کا سچا دوست اور محب وطن تھا
مرحوم کی تمام ہند شاید مثل اکبر بادشاہ کے وزیروں کے یاد کریگی اور
اگر انگلستان کا شرقی سلطنت لینا جایز ہو سکتا ہے تو صرف اس ہی بنا پر
کہ اوسکے حسن انتظام سے مثل سالار جنگ کے پیدا ہوئے ہو - ہندی مسلمانوں کی
بدنصیبی تھی کہ ایسا فیاض شخص دنیا سے دفعتہً اوٹھہ جاوے - کیونکہ اوسکے

افعال مثل خمیر کے تمام قوم کیلئے موثر تہی۔ مرحوم کی فراست اور استقلال
اور وفاداری پہلے درجہ کی تہی۔ گو یہہ استقلال بعض اوقات دہٹائی کے
درجہ کو پہونچ جاتا تہا۔ مثلاً جبکہ دیوان موصوف نے رد و قدح بیرو
سنجات پر نفرت ظاہر کی ہمارے نزدیک تو اوسکی اوسمین اور کوئی برائی
نہی۔ اوسکی پولیٹیکل قوت تو بڑی تہی ہی لیکن اوسکے محاسن اخلاقی
اوربہی زیادہ تہے۔ اوسکی صورت اچہی اطوار پسندیدہ مخیر طبیعت اور
دریادلی جنہون نے اوسے دور دور تک مشہور کیا ایسے تہے کہ جو شرقی
امیر و رئیس ہوتا چاہیے۔ ایسا سچا دوست نظام کو پہر نہ ملیگا اوسنے اپنے
کار مفوضہ کو نہایت خیرخواہی سے انجام دیا بلا لحاظ اس امر کے سرکار انگریزی
چین بچین ہو یا پارلمنٹ سے اعتراض بیجا ہوا اوسکا اتلاف دکن کے واسطے
لاتلافی نقصان ہے۔ انڈین اسپکٹیٹر۔

ہندمین ایک عزیز و بیش بہا جان تلف ہوگئی یعنی نواب سالار جنگ
وزیر سرکار نظام حیدرآباد تہوڑی سی بیماری کے بعد دفعتہً پنجشنبہ گذشتہ کو اس
جہان فانی سے گذر گئے۔ اس سانحہ پرالم سے حاکم و محکوم دونون کیواسطے
یہہ اتلاف لاتلافی ہے۔ انگریزونکا ایسا دوست جسنے مصیبت اور آزمایش کے

وقت ایام غدر مین اونکا ساتھہ دیا اور مرتے دم تک اونکا دوست رہا- ملک ہند کا ایسا بڑا شخص کہ جسپر فخر کرنا درست اور بجا تھا استقلال مزاج فہم وفراست مفید وناگزیر ابواب مین اوسکے ذہن کی رسائی کے سبب سے تمام ملکی مدبرونمین اونکا درجہ بڑہ گیا- عموماً سب اوسکو پسند کرتے تھے اور رعایائے نظام اوس سے دلی محبت رکھتے تھے سالار جنگ نے باوجود نسبت اپنی بدعا کو ہاتھہ سے ندیا- بلکہ اپنے مصلحتون کو ایسی دلجمعی سی عمل مین لایا کہ اوسکے ہم عصر اوس سے اکثر گھبر اتے تھے- اپنے اصول سے ہرگز تجاوز نکرنا گو حکام صدر سے اختلاف رائے کیون نہو تاہم سرکار انگریزی کی خیر خواہی ہمیشہ پیش نظر رکھنا فی الحقیقت حکومت انگریزی وعقاید اسلام کے درمیان واسطہ خیر تھا- از ہندو پرکاش-

سر سالار جنگ کی وفات سے سرکار نظام کا ایک ستون ریاست جاتا رہا اور سرکار انگریزی کا دوست صادق کہ جسکی خیر خواہی آزمائش کے وقت مین ثابت قدم رہی- مدراس ٹائیمس-

تمام قوم پر عجب طرح کا صدمہ ہوا ہے- سالار جنگ مین کوئی عجب بات تھی کہ جس سبب سے ہند مین وہ ہر دل عزیز تھا- کہین کیون نہ جاؤ لیکن یہہ بات

ہوگا کہ گویا ہر شخص کا عزیز جاتا رہا۔ کیا جوہر تہا اوس شخص مین جو ہچہ اجل
مین گرفتار ہوا کہ جسکے سبب سے ہر شخص نہ ہند مین بلکہ تمام یورپ اور مہذب
حصہ دنیا مین اوسکو عزیز رکہتا تہا۔ بجز حب الوطنی اور کچہہ نہ تہا حب الوطنی
بہی آجکل کی سی نہین بلکہ قدیم زمانہ کی۔ تیس برس کے عرصہ مین
کہ اوس نے حیدرآباد پر حکومت کی اوس نے وہ کارہا سترگ کئے مین
کہ شاید کسی دوسرے نے کسی ملک اور ملت مین کئے نہون۔ حیدرآباد کو انتہا
درجہ کی بدنظمی سے نکالکر اوسمین ایسا امن قایم کیا تہا کہ جہان تیس برس
پیشتر بغیر جتبہ پہنے ہوئے دس قدم نکلنا مشکل تہا آج وہ بنظر حفاظت جان
ومال مثل ممالک انگریزی کے ہے اگرچہ اسوقت بہی ایسے لوگ
موجود ہونگے جو مرحوم کے انتظام سے ناخوش ہونگے مگر وہ لوگ وہی ہونگے
جنکا نفع بدانتظامی اور طوائف الملوکی مین ہے۔ مرہٹہ۔
اوسکے عہد حکومت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرسالار جنگ
منجانب اللہ حکومت ہی کیواسطے موضوع تہا۔ نہ صرف یہہ کہ اوس نے ایسی
سرکش و مفسد لوگونکو درست کیا بلکہ تمام رعایا اور سرکار انگریزی بہی اوسکی قدر
اور محبت کرتی تہی۔ قوم فاتح کا بڑا دوست اوس نے غریب نواز میرین

میزان انصاف کو برابر رکہا - ایسے تو وزرا بہت سے ہونگے کہ جنہون نے
تجارت و صنعت کو فروغ دینے سے اپنے ملک کا محاصل بڑہایا ہو مگر
تمامی ہند مین ایسا کوئی نہین کہ حاکم و محکوم مین صلح قایم رہے" قیصر ہند -
سر سالار جنگ کی وفات سے کہ ہند مین بہت بڑا وزیر تہا عموماً تہلکہ
پڑ گیا اور رنج و الم جو یہان ہوا ہے انگلستان اور تمامی مغربی ممالک
مین بہی ضرور ہوگا اوسکو پرنس بسمارک سے تشبیہ دیتا تو شاید خالی از
مبالغہ نہو گا - لیکن کوئی شک نہیں کہ ہندی منتظمون مین کوئی اوسکے
ثانی نہین ہے" از بمبی سماچار -

جسوقت سر سالار جنگ عہدہ وزارت پر ۱۸۵۳ء مین مامور ہوا
اوسوقت خالصہ کرنیکا طریق مروج تہا - حیدر آباد کی حالت نہایت ناگ
تہی اور خالصہ ہونے سے صرف اسطور پر امان پایا کہ صوبہ جات برار ضمان
گورنمنٹ نظام کے صرف کے واسطے لارڈ ڈلہوسی کو دیدئے گئے تہے
اس وزیر کو ملک مذکور واپس نہوا اور اوس نے التجا کرنا اس صورت
پر ذلیل جانا - اوسکو معلوم تہا کہ باقی ملک قبضہ نظام مین صرف اسی
ثبوت پر رہ سکتا ہے کہ ہندی وزرا بہی مثل انگریزون کے عقلمند

حکومت و انتظام کا مادہ رکھتے ہین اور کر سکتے ہین پس اوسنے حیدرآباد
کو دیسی ریاستونمین انتظام کا نمونہ بنانے مین اپنی عمر صرف کی تیس برس تک
اوسنے صرف اس ہی منشا سے کام کیا۔ اگرچہ محل افسوس ہے تو کہ وہ اور
چندروز نہ جیا کہ اپنے عمدہ انتظام کو انجام کو پہونچاتا۔ مگر یہہ تسکین بہی ہے کہ
وہ اسقدر تو جیا کہ دکن کو اپنی آنکھون سے مرفہ الحال اور منتظم دیکھا اور سرکار
کے درمیان بنا رابطہ دیرپا وطرفین کی خوشنودی اور تعظیم باہمی پر مبنی
ہوجاوین ایسے شخص کی زیست سے تمامی جزیرہ نمائی ہند مین عموماً ملکی لوگونکی رای پر
بڑا اثر ہونا چاہئے اور ہوا بہی ہے ہندیسی حکام نے سرکار انگریزی کی شوکت
وتجمل کو دیکہنے سے معلوم کیا ہوگا کہ جب تک وہ منصف و مستقل مزاج اور
شائستہ ہین اونکی آزادی مین فرق نہین آسکتا۔ چنانچہ سر سالار جنگ
اوسکی مصداق بلکہ اوسکا دکیل تہا۔ اگر ہندی لوگونکی نظر وںمین نہ بہی ہو مگر عموماً
انگریزونکے نزدیک تو تہا اوسنے دکن کا انتظام کیا اور انتہا درجہ کے
خطرہ مین انگریزی سرکار کا خیر خواہ رہا۔ اس فعل نے گویا دیسی ریاستونکو
خالصہ ہونے سے محفوظ رکھا۔ دوسری ریاستون نے بہی اوسکی پیروی
کی پس دوسرے خودمختار ریاستین بہی جو ایام عذر مین ہمارے

رہین اونکا ممنون نہونا انصاف سے بعید ہے یہہ اوس ہی کی جرات تہی اور
اوس ہی نے جو نظام کی ریاست کے انتظام مین نظیر قایم کی اوسہی کا سبب تہا
کہ خالصہ کر لینے کا طریقہ ترک کیا گیا اور دیسی ریاستونکی حکومت و
خودمختاری قایم ہوی ۔ تا یمس -

ہندوستانیونمین صرف سالار جنگ ہی ایسا شخص مشہور تہا کہ جسکو
یہان کے لوگ جانتے ہین کوئی نہین کہہ سکتا ہے وہ محب وطن نہ تہا - ہی
سرکار انگریزی کا خیرخواہ اور اوس سے دوسرے درجہ پر اوسکی ذاتی وفادار
اپنے آقا کے ساتہہ مشہور ہے اور صدق دل سے چاہتا تہا کہ کاروبار
ریاست بہ آئین بہتر انجام پاوین - تمام ہند مین حیدرآباد مین بڑی
اوربہہ کی طوایف الملوکی تہی یہانتک کہ اودہ سے بہی زیادہ مگر اوسنے
اوسکو مثل انگریزی علاقہ کے منتظم اور مرفہ الحال کیا - اوسکی دارالسلطنت
مین ریل اور تار برقی دونون موجود ہین - ہر سمت مین عمدہ عمدہ سڑکین
اور ہر قوم کا رجحان ایسے امور مین اس احتیاط و تردد سے معلوم ہوتا کہ
جس سے اوس نے گولکنڈہ بیدر اور اورنگ آباد قدیم شہرون کو دکن کے
محفوظ رکہا - اوسکے دل کی بڑی آرزو پوری نہونے پائی یعنے برار کا

واپس ملنا جو اوسکے وزارت کے تین مہینے پہلے سرکار انگریزی کی نفو نفس کیا
گیا تہا اس مقدمہ کے عیب و صواب سے ہمین اسوقت کچہہ بحث نہین ہے۔
ہمین اس امید سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ سر سالار جنگ کی زیست کی
طرز اور اوسکے کام نمونہ ہون۔ اور دوسرے اوسکے ہم مذہب اور ہم قوم
وزرا کے واسطے کہ عنقریب مصر کا انتظام کرنے والے ہین نظیر ہون۔ ڈیلی نیوز
سر سالار جنگ کا بوقت مرنا صرف ۵۴ سال کی عمر مین حضور نظام
کے واسطے کہ قریب تخت نشین ہونیوالے ہین موجب وقت ہوگا۔
اور نیز اس بڑی مسلمانونکی ریاست کے واسطے۔ مرحوم مسلمان وزیرونمین
اول درجہ کا شخص تہا۔ کہ جس سے نہ صرف مادہ کا وجود بلکہ فراست و
اعلی خیال جو ہندوستانی عمدہ منظمون کو حاصل ہے ثابت ہوتی ہے
فارسی و عربی اور انگریزی گفتگو مین ایسی مہارت رکہتا تہا کہ اردو مین
اور مغربی علوم کی تحقیقات جدیدہ سے ہمیشہ مطلع رہتا تہا۔ اگر ایسا شخص
۱۸۵۷ء مین دہلی کے باغیونکی مدد کرتا تو ہمکو فتح پانا آسان نہوتا۔
انگلستان کو ضرور ہے کہ اس ماتم مین شامل ہو جو حیدرآباد ہونے اس شخص
دانشمند اور شریف مسلمان کے قبر پر ظاہر کیا ہوگا۔ ڈیلی ٹیلگراف۔

سر سالار جنگ کی احتیاط و ہوشیاری سے ریاست کو بہت ترقی ہوئی
اور خزانہ کی حالت کی بہتری ہوگو نکی بہبودی کی علامت ہے۔

حیدرآباد کے ملکی معاملات ایسے پیچیدہ ہیں کہ چند الفاظ میں بیان نہیں
ہو سکتی مگر جنکو دیکھنے اور رائے دینے کا موقع ملتا رہا ہے بیان کرتے ہیں کہ تنہا
مدار المہام کے تغیر ہونے سے مرحوم کی کسیقدر خفت تو تہی ہی تہی بلکہ ریاست
کی بدنظمی و بدعنوانی بہی کم نہوئی۔ سرکار انگریزی کو صرف اپنی وفادار
دوست کے مرجانے کا رنج ہی نہیں ہے بلکہ ایسے تدابیر بہی سوچنے پڑینگے
کہ جس سے اس خوف و خطر کا تدارک ہو جو اوسکے انتقال سے متصور ہے۔ اسٹانڈرڈ

گو سر سالار جنگ کی خیر خواہی صرف اس عقیدہ پر مبنی تہی کہ ہمارے
قیام حکومت پر اوسکے آقا کے خاندان کی سلامتی منحصر ہے تاہم انگریز اوسکو ہم
یاد کرینگے۔ زبان انگریزی میں مہارت کامل۔ مغربی خیالات سے
واقفیت بلکہ مشرقی نظر سے فارغ التحصیل۔ اور اپنے مذہبی روایات اور
احادیث پر مرتے دم تک ثابت قدم۔ بنظر تربیت جنگ بہادر سے
بالکل مختلف مگر بنظر محدود ہونے تجربہ کے بالکل مشابہ۔ کیونکہ ایک مدت تک
وہ وزیر رہ چکا تہا قبل اسکے کہ حیدرآباد سے قدم باہر رکہا ہو۔ انگلستان

سفر سے اوسنے اور کچھہ نہ سیکہا سواے اسکے کہ انگریزی سوسائٹی
مین تشخیص کا شوق اور سرکاری کام مین خیال کا مرتبہ - اور نہ اوسکی نظر مین
طریقہ کارروائی کی کہ جسپر راے کا مدار ہے وقعت بڑہی مگر اسقدر تو اوسکو
معلوم ہوا ہوگا کہ انگریز شکرگذاری بہی جانتے ہین - باوجود اسکے
اوسکا عہد بہمہ وجوہ سراپا پرخوف تہا - ابتداے زمانہ فتنہ و فساد کے فرو کرنے
اور ریاست کی بدنظمی دور کرنے مین گزرا - اور اس سعی مین امراء سے
ہر روز ایک نیا مقابلہ اور اپنے آقاے نامدار سے کہ جسکا وہ نہایت
وفادار تہا اکثر زک اوٹہانے پڑتی تہی - جب یہہ مہم پوری ہوی اور
معلوم ہوا کہ سرکار صدر مین اپنی اعتقاد مین کسقدر فرق اگیا مگر فکر و
تردد جو اوسکے وفات سے لاحق ہوگا اوسکی لیاقت کا عمدہ ثبوت
ہوگا - سنٹ جیمس گزٹ -

تمت تمام شد